جنّات کے حالات و احکام
اردو ترجمہ
آکام المرجان فی غرائب الأخبار و الجانّ
تصنیف
علّامہ قاضی بدر الدین شبلی حنفی محدّثؒ المتوفی ۷۶۹ھ
ترجمہ
حضرت مولانا مفتی محمّد صاحب میرٹھی مدظلّہم فاضل دار العلوم دیوبند
مدرّس و مفتی مدرسہ تعلیم القرآن ہرہ، ضلع میرٹھ، انڈیا
www.besturdubooks.wordpress.com
۱۹۰ انار کلی لاہور
اِدارۂ اسلامیات
۷۲۴۳۹۹۱ — ۷۳۲۴۴۱۲ — ۷۳۵۳۲۵۵
فیکس: ۷۳۲۴۷۸۵ — ۰۴۲ — ۰۹۲

جنّات کے حالات و احکام

اُردو ترجمہ

آکامُ المرجان فِی غرائبِ الأخبارِ والجانِ

تصنیف

علاّمہ قاضی بدرالدین شبلی حنفی مُحدّثِ المتوفی ۷۶۹ھ

ترجمہ

حضرت مولانا مفتی مُحمّد صاحب میرٹھی مدظلہم فاضل دارالعلوم دیوبند
مُدرّس و مُفتی مدرسہ تعلیم القرآن ہرھ ضلع میرٹھ، انڈیا

اِدارہ اِسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دیناناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور
فون ۷۳۵۳۲۱۲، ۷۳۲۳۴۱۲، فیکس ۷۳۲۴۷۸۵-۴۲-۹۲

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان
فون ۷۲۲۳۹۹۱، ۷۳۵۳۲۵۵

★ موہن روڈ
چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۲۴۰۱

نام کتاب ——— "جنات کے حالات و احکام"

طباعت اوّل ——— جون ۱۹۹۸ء / صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

باہتمام ——— اشرف برادران سلّمہم الرحمٰن

ناشر ——— ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲

فون نمبرز ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

ملنے کے پتے

ادارۂ اسلامیات ۔ ۱۹۰ - انارکلی لاہور ۲

دارالاشاعت اُردو بازار - کراچی ۱

مکتبہ دارالعلوم ۔ جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴

ادارۃ المعارف ۔ ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴

ادارۃ القرآن، چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی ۔

فہرست

(جنّات کے حالات و احکام)

عنوان	صفحہ نمبر

تقریظ

از: شبیر محمد علوی، مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور (پاکستان)

الحمدللہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

امابعد!

زیرِ نظر کتاب "جنات کے حالات و احکام" "آکام المرجان" امام قاضی بدر الدینؒ محدث حنفی (م ۷۶۹ھ) کی کتاب کا ترجمہ ہے "آکام المرجان" جنات کے حالات میں قدیم اور مشہور کتاب ہے اور اس موضوع پر ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی کتب میں اس کے حوالے نقل فرمائے ہیں۔ چنانچہ امام العصر استاذ المحدثین حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دار العلوم دیوبند نے فیض الباری شرح بخاری (ص۵۸ جلد ۲ کتاب الصلوٰۃ۔ باب الایہ) اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ دیوبندی نے تفسیر معارف القرآن ص۲۶۶ ج ۷ سورہ سبا میں جنات کے بارے میں اس سے استفادہ فرمایا۔

گویا اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے مگر زبان عربی ہونے کی وجہ سے عوام الناس استفادہ سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا مفتی محمد صاحب صاحب قاسمی زید مجدہٗ فاضل دیوبند کو کہ انہوں نے

اس کتاب کا سلیس اُردو ترجمہ کر دیا کہ اب اس کتاب سے علماء کے علاوہ عوام الناس بھی مستفید ہو سکیں گے ——— اور پھر قابلِ اطمینان بات یہ ہے کہ مولانا نے ترجمہ کرتے وقت فقیہ الاُمت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی مدظلہم مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند سے بھی مشورے کئے اور اُن سے استفادہ کرتے تھے۔ اس لئے اس ترجمہ کے قابلِ اعتماد ہونے میں شُبہ نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس ترجمہ کو اصل کتاب کی طرح شرفِ قبولیت عطا فرمائیں اور ادارۂ اسلامیات اور اس کے مالکان کو ہر قسم کے دینی و دُنیوی شرور و فتن سے محفوظ فرماویں۔

آمین !

فقط

کتبہ شبیر محمد علوی

خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۴ر ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ

گذارشات

بندہ محمد منیر تبصرہ اہل علم حضرات کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ کتاب مذکور کے ترجمہ میں مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

۱۔ ترجمہ سلیس اور بامحاورہ سہل انداز پر کیا گیا ہے تاکہ ہر اردو دان باسانی استفادہ کر سکے

۲۔ مصنف نے کتاب کے تقریباً سب ہی واقعات کو محدثین کے طرز پر بسند متصل بیان کیا ہے۔ ترجمہ میں سلسلۂ سند کو متروک کیا گیا ہے صرف واقعہ کے اصل راوی کا نام لکھا گیا ہے سلسلۂ سند کی تحقیق کے خواہشمند حضرات اصل کتاب سے مراجعت فرما دیں۔

۳۔ بعض ابواب میں مصنف نے ایک ہی واقعہ کو متعدد حضرات سے نقل کیا ہے ایسے موقعہ پر صرف اصل واقعہ نقل کیا گیا ہے اور باقی بیان کرنے والوں کے صرف نام کا حوالہ دیدیا گیا ہے۔ مزید تحقیق کے طالب اصل کتاب میں ملاحظہ فرما دیں۔

۴۔ مصنف نے جس مقام پر جنات کی شعر گوئی کا تذکرہ کیا ہے ان اشعار میں بعض الفاظ جن کا تعلق لغات جنات سے ہے ان کا ترجمہ صرف سیاق و سباق کی مدد سے کیا گیا ہے بندہ کے پاس جو کتب لغت بوقت ترجمہ موجود تھیں ان

میں ان کی تحقیق نہ مل سکی۔ اگر کوئی صاحب علم ان کے تحقیقی ترجمہ پر مطلع ہوں تو براہ کرم آگاہ فرمادیں۔ آئندہ ایڈیشن میں اس کو شامل کر دیا جائیگا۔ نیز بندہ پر ان کا احسان عظیم ہوگا۔

ان الله لا يضيع اجر من احسن عملاً

۵۔ ترجمہ کا نام حضرت اقدس مولائی ومرشدی جامع الشریعت والطریقت حضرت الحاج فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی زید مجدہم نے انعام الرحمٰن یا احسان المنان جو پسند ہو رکھ دیں فرمایا تھا۔ مگر بندہ حضرت والا کے فرمودہ دونوں ناموں کو اس طرح جمع کرکے رکھتا ہے "انعام الرحمٰن فی احسان المنان"۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کے سایۂ عاطفت کو تادیر قائم و دائم رکھے

(آمین)

ایں دعا از من و از جملہ اہل جہاں آمین باد

بندہ

محمد میرٹھی خادم تدریس و افتاء

مدرسہ تعلیم القرآن سرہ ضلع میرٹھ۔ یو پی انڈیا

پہلا باب

جنات کے وجود کو ثابت کرنے کے بیان میں

امام الحرمینؒ نے اپنی کتاب شامل[1] میں تحریر فرمایا ہے کہ بہت سے فلاسفہ اور تمام فرقہ قدریہ والے اور تمام زنادقہ سرے سے شیاطین وجنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ پھر امام الحرمینؒ رحمہ اللہ تعالیٰ بطور تعجب تحریر فرماتے ہیں کہ جو جماعت متبع شریعت[2] وصحیح[3] الفکر نہ ہو اس کا اس طرح کے حقائق کا انکار کرنا کوئی بعید نہیں ہے۔ البتہ تعجب فرقہ قدریہ پر ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی آیات کے ہوتے ہوئے اور احادیث[4] مشہورہ ومتواترہ کے ہوتے ہوتے پھر بھی جنات وشیاطین کے وجود کا انکار کیا۔ پھر امام الحرمینؒ نے وہ آیات واحادیث تحریر فرمائیں جو جنات وشیاطین کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔

ابوقاسم انصاریؒ نے شرح ارشاد[5] میں تحریر فرمایا ہے کہ اکثر معتزلہ نے بھی ان کے

---

[1] ایک کتاب کا نام ہے۔

[2] جیساکہ فلاسفہ [3] اور فرقہ قدریہ

[4] بہت سی آیات واحادیث جن وشیطان کے وجود پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔

[5] امام الحرمین کی ایک کتاب کا نام ہے اصول دین میں۔

وجود کا انکار کیا ہے اور ان کا یہ انکار صریح دلیل ہے ان کی دینی کمزوری کی اور دینی امور میں ان کے لا ابالی پن کی۔ نیز نصوصِ شرعیہ کے ہوتے ہوئے عقلی طور پر بھی جنات و شیاطین کے وجود میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔

پس ہر متدین صاحبِ عقل کا فریضہ ہے کہ جس چیز کے وجود کے اوپر نقل و عقل دونوں دلالت کرتی ہوں اس کو تسلیم کرے۔

فرقہ قدریہ کا وجود جنات کے بارے میں اختلافِ آراء

قاضی ابوبکر باقلانی نے فرمایا ہے کہ بہت سے فرقۂ قدریہ والے کہتے ہیں کہ جنات پہلے تھے اب نہیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنات اب بھی ہیں مگر وہ کسی طرح بھی نظر نہیں آتے چونکہ ان کے اجسام نہایت رقیق ہیں اور وہ شعاع کے شدت نفوس سے دکھائی نہیں دیتے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے دکھائی نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی رنگ نہیں ہے پھر امام الحرمین نے فرمایا کہ جنات و شیاطین کے وجود پر آیات و احادیث سے استدلال کرنا ایک گونہ تکلف ہے چونکہ تمام علماء نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اور تابعین کرام کے زمانہ میں جنات و شیاطین کے وجود پر اجماع کیا ہے اور ان کے شر سے خدا کی پناہ چاہی ہے پھر فرمایا کہ اس قسم کے اتفاق و اجماع کا مقابلہ انکار سے کرنا دین دار آدمی کا کام نہیں ہے اور اس کے اثبات میں متعدد شواہد آیات و احادیث ذکر فرمائے۔

وجودِ جنات کے منکرین کا حکمِ شرعی

امام الحرمینؒ نے فرمایا کہ جو آدمی ان استدلالات کے ہوتے ہوئے بھی جنات کے وجود کے انکار سے باز نہ آئے وہ منھمک فی الدین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جبکہ جنات و شیاطین کے وجود کو تسلیم کرنے سے عقلی اصول و قضایا پر بھی کوئی زد نہیں آتی۔

منکرینِ وجودِ جنات کا استدلال اور اس کا نتیجہ

وجودِ جنات کے منکرین اپنے باطل

دعوے کے اثبات میں استدلال کرتے ہیں کہ جنات ہمارے سامنے آتے ہیں اور ہم ان کو دیکھ نہیں پاتے حالانکہ جنات اگر چاہیں تو وہ ہمارے سامنے اپنی ایسی صورت بنا کر آ سکتے ہیں کہ جس کو ہم بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ پس ان کا کسی ظاہری صورت میں دکھائی نہ دینا دلیل ہے کہ جنات کوئی شئے نہیں ہے۔

ان حضرات کا یہ استدلال بالکل مہمل ولغو ہے اس طرح کا استدلال وہی شخص کر سکتا ہے جس کو مقدوراتِ عجیبہ پر یقینِ کامل حاصل نہ ہو اور بدیع السموٰت[1] والارض اس کے گوشۂ عقل سے اوجھل ہو گیا ہو۔ اور ان کا جنات کے بارے میں یہ نظریہ ان کو یہاں تک لے آئے گا کہ ایک روز وہ ان فرشتوں کا بھی انکار کر دیں گے جو انسان کی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں چونکہ بقول ان کے جو چیز نظر نہ آئے موجود ہی نہیں ہے اور واضح رہے کہ جس شخص کا بھی یہ رویہ ہو گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

از مؤلف رح:۔ امام الحرمین نے جنات کے وجود پر جن آیات واحادیث سے استدلال کیا ہے ان کو اس جگہ اس لئے ذکر نہیں کیا گیا کہ آئندہ ہر باب میں وہ آیات واحادیث مفصل ذکر کی جائیں گی جو اس باب کے مناسب ہوں گی۔

وجودِ جنات کے اثبات میں قاضی عبدالجبار ہمدانی کی تحقیق

قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ وجودِ جنات پر صرف نقلی دلیل ہے عقلی دلیل کوئی نہیں ہے۔ چونکہ جنات اجسامِ غائبہ ہیں اور عقل اجسامِ غائبہ کو ثابت نہیں کر سکتی چونکہ ایک شئے دوسری شئے کے وجود پر اسی وقت دلالت کر سکتی ہے جبکہ ان دونوں کے درمیان کوئی علاقہ ہو جیسا کہ فعل وفاعل کا تعلق اور اعراض ومحال کا تعلق پس فعل کا اپنے وجود میں فاعل کی طرف محتاج ہونا دلیل ہے فاعل کے قادر وخود مختار

---

[1] یعنی خدا تعالیٰ نے زمین وآسمان کو انوکھے انداز پر بنایا ہے۔

وقائم بالذات ہونے کی اور اس کا فاعل ومختار ہونا دلیل ہے اس کے زندہ ہونے کی اور اس کا زندہ ہونا دلیل ہے اس کے سمیع وبصیر ہونے کی۔ پس فعل کا دلالت کرنا اپنے فاعل پر یہ دلالت ہے کہ وہ قادر بھی ہے، زندہ بھی ہے، سمیع بھی ہے، بصیر بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کی دلالت کا مدار علاقہ پر ہے۔ پس چونکہ اجسام غائبہ کو معلوم کرنے کے لئے عقل کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے کہنا پڑے گا کہ جنات کے وجود کا اثبات نقل پر موقوف ہے یہ مسئلہ عقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ نیز اثباتِ وجودِ جن کا مسئلہ بدیہی بھی نہیں ہے۔ چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے عقلاءِ اہل تکلیف اس میں اختلاف کرتے ہیں بعض وجودِ جن کو ثابت مان کر تصدیق کرتے ہیں اور بعض اس کی تکذیب کرتے ہیں جیسا کہ فلاسفہ اور فرقہ باطنیہ والے حالانکہ وہ بھی اوامر ونواہی کے مکلف ہیں صاحبِ عقل وشعور ہیں پس اگر یہ مسئلہ بدیہی ہوتا تو اس میں اختلاف کرنا ہرگز ممکن نہ ہوتا۔ اختلاف تو درکنار اس میں اختلاف کا گمان بھی نہیں ہونا چاہیئے تھا اور کسی مشکک کی تشکیک سے اس پر کوئی اثر نہ ہوتا چونکہ جو مسائل بدیہی ہوتے ہیں اس میں اختلاف نہیں ہوتا اور کسی مشکک کی تشکیک اس پر اثر انداز نہیں ہوتی جیسا کہ زمین کا نیچے ہونا بدیہی ہے اور آسمان کا اوپر ہونا بدیہی ہے ان میں کسی عاقل کا اختلاف نہیں اور نہ کسی کی تشکیک اس پر اثر انداز ہوسکتی ہے پس عقلاء کا اثباتِ وجودِ جن میں اختلاف کرنا اور اس طرح کی صورتحال کا پیش آنا دلیل ہے اس بات کی کہ اثباتِ وجودِ جن کا مسئلہ بدیہی بھی نہیں ہے۔

آگے قاضی عبدالجبارؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں وجودِ جن پر دلالت کرتے ہیں اور وہ اس درجہ مشہور ومعروف ہیں کہ ان کے ذکر کی حاجت نہیں ہے اور تمام مفسرین کرام نے ان آیتوں کی تفسیر میں وجودِ جن کے اثبات پر اجماع کیا ہے اور ہم کو بداہتہً یہ بھی معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنات کے وجود کو مانتے تھے اور اس پر آپ کا یقین تھا اور اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر احادیثِ متواترہ مشہورہ مروی ہیں

کہ جن کے ذکر کی حاجت نہیں ہے اور وہ سب احادیث وجودِ جنات کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں. پس ثابت ہو گیا کہ وجودِ جنات کا مسئلہ نہ عقلی ہے نہ بدیہی ہے بلکہ نقلی ہے۔ سمع پر موقوف ہے۔

وجودِ جنات کے بارے میں شیخ الاسلام علامہ ابنِ تیمیہؒ کی تحقیق۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں جنات کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں اور اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ بھی وجودِ جنات کے قائل ہیں اگرچہ ان میں کچھ لوگ اس کا انکار بھی کرتے ہیں جیسا کہ مسلمانوں میں بھی بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ جہمیہ اور معتزلہ

بایں ہمہ جو لوگ وجودِ جنات کے منکر ہیں ان کے ائمہ و مقتدایانِ کرام البتہ وجودِ جنات کے قائل ہیں ان سے انکار ثابت نہیں ہے۔

آگے علامہ فرماتے ہیں کہ وجودِ جنات کی خبریں تمام انبیاء علیہم السلام سے مروی ہیں. ہر نبی نے ان کے وجود کے بارے میں خبر دی ہے اور یہ خبریں حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ جنات زندہ ہیں عقل و شعور رکھتے ہیں اور امر و نواہی کے مکلف ہیں اور بعض بددین جو کہتے ہیں کہ یہ احوال و اعراض ہیں جو انسان کے ساتھ قائم رہتے ہیں ان کا یہ قول سراسر باطل و گمراہی ہے. پس جبکہ وجودِ جنات کی خبریں ہر نبی سے منقول ہیں حدِ تواتر پہنچی ہوئی ہیں. ہر خاص و عام جانتا ہے تو انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھنے والی جماعتوں کے لئے اس کے انکار کی گنجائش نہیں ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کی ہر جماعت وجودِ جنات کو تسلیم کرتی ہیں اور اسی طرح تمام کافر جماعتیں جیسا کہ اہلِ کتاب اور تمام مشرکینِ عرب[1] وغیرہ جو اولادِ سام[2] سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح مشرکینِ ہند وغیرہ جو اولادِ حام[3] سے

[1] حضرت نوح کے بیٹے یا نوح کی اولاد میں سے ہیں [2] یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد میں سے ہیں۔ [3] یعنی حضرت نوح کے بیٹے حام کی اولاد میں سے ہیں ۔

تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح تمام کنعانی اور یونانی وغیرہ جو ادلا دیافت سے تعلق رکھتے ہیں. خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام جماعتیں مسلم ہوں، کافر ہوں، مشرک ہوں، عربی ہوں، عجمی ہوں وجود جنات کو تسلیم کرتی ہیں بلکہ جنات وشیاطین کے تعاون سے جو جادو منتر وغیرہ کئے جاتے ہیں ان کو بھی تسلیم کرتی ہیں چاہے وہ مسلمانوں کے نزدیک جائز ہوں یا ناجائز ہوں اور تمام مشرکین ان جادو منتر وغیرہ کو مانتے ہیں کہ جن میں جنات وشیاطین کی تعظیم وعبادت ہے اور کفار و مشرکین کے پاس جس قسم کے جادو منتر ہیں جن کے معنی ہم نہیں سمجھ سکتے وہ سب از قبیل شرک ہیں ان میں جنات وشیاطین کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے۔ اسی لئے علماء نے ان منتروں سے منع کیا ہے کہ جن کے معنی سمجھ میں نہیں آتے چونکہ ان میں شرک کا گمان ہے اگرچہ ان کا استعمال کرنے والا ان کے شرک کو نہ جانتا ہو مگر سَدًّا لِلبَاب اس سے روکا گیا ہے۔ ایک صحیح حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منتروں سے روکا ہے جن میں شرک ہے اور جن میں شرک نہیں ہے ان کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہونچانے پر قادر ہو پہنچا دے اور جادو منتر کے بارے میں عرب کے پاس اور تمام جماعتوں کے پاس بہت امور تھے اور اس بارے میں سب کا کافی انہماک تھا اور عرب وغیرہ کی خبریں منتر وغیرہ کے بارے میں حدِ تواتر کو پہونچی ہوئی ہیں جن کو تمام علمائے مسلمین خوب جانتے ہیں اور اسی طرح غیرِ عرب کی بھی اس بارے میں کافی معلومات تھیں مگر مسلم علمائے عرب کی جاہلیت کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

وجودِ جنات کے بارے میں فلاسفہ واطباء کا مذہب

فلاسفہ واطبا بھی تقریبًا سبھی وجودِ جنات کے قائل ہیں مگر کچھ جاہل و بے دین فلاسفہ واطبا وجودِ جنات کے منکر ہیں اور فلاسفہ میں جو اونچے درجہ کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض تو وجودِ جنات کے مذہبی اور بعض سے دیگر قسم کے اقوال منقول ہیں۔ حکیم بقراط کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے کسی خاص قسم کے پانی کے بارہ میں

کہا تھا کہ یہ جنون کے لئے مفید ہے اور مرگی کے لئے بھی مفید ہے پھر کہا کہ وہ جنون مراد نہیں ہے جو جنات کے اثر سے ہوتا ہے اور جس کا علاج منتر ہے بلکہ وہ جنون مراد ہے کہ جس کا علاج اطبأ کرتے ہیں اور بقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ منتر کو اطبأ کے علاج سے کوئی مناسبت نہیں ہے یعنی منتر طبی علاج کے مقابلہ میں بے حیثیت ہے۔ بقراط کے اس مقولہ سے منتر کی عدم تاثیر پر استدلال کرنا اور وجودِ جنات کا انکار کرنا اس کی روشنی میں کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ بقراط اس فن کا اہل نہیں تھا البتہ وہ فنِ طبابت کا اہل تھا اس میں اس کی رائے معتبر ہوگی جیسا کہ معالج جب انسانی بدن کو دیکھتا ہے تو وہ صرف اس کی صحت و علالت میں غور کرتا ہے اور اس کے مزاجی تغیر کو دیکھ کر علاج کرتا ہے البتہ جب مرض کا منشا اثر جن ہو یا کوئی نفسیاتی مرض ہو وہ اس کی قدرت سے باہر ہے اگرچہ وہ جانتا ہو کہ نفسِ انسانی کا اثر اسباب طبیہ سے کہیں زیادہ مؤثر ہے پس اسی طرح جنات کا بھی اثر کرنا اور بدنِ انسانی میں تغیر پیدا کر دینا ثابت ہے اس کو اس کے اہل ہی جان سکتے ہیں۔ لہذا بقراط کی رائے اس بارے میں معتبر نہ ہوگی اور جنات کا بدنِ انسانی میں مؤثر ہونا حدیث شریف سے بھی ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے۔ دَم سے مراد وہ بخار ہے کہ جس کو اطبا روحِ حیوان کہتے ہیں جو قلب سے پیدا ہو کر تمام بدن میں پہنچتی ہے اور جس کے باعث بدن زندہ رہتا ہے۔

لفظِ جن کی لغوی تحقیق و تشریح

ابنِ درید امام لغت فرماتے ہیں کہ جن کا مفہوم انس کے مفہوم کے متضاد ہے کہا جاتا ہے جَنَّهُ اللَّيْلُ (ثلاثی مجرد سے) اَجَنَّهُ ثلاثی مزید فیہ باب افعال سے جَنَّ علیه یہ سب کلمات غطّاہ یعنی چھپانے کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں اور ہر وہ شئی جو نظر نہ آتے اس کو جن کہا جا سکتا ہے اور جن کو جن اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ نظروں سے

غائب رہتے ہیں نظر نہیں آتے اور زمانہ جاہلیت میں ملائکہ کو بھی جن کہا کرتے تھے کیونکہ وہ بھی نظروں سے غائب رہتے ہیں جِنّ اور جِنّۃ ایک ہی ہیں جُنّۃ بالضم ڈھال اور زرہ کو کہتے ہیں کیونکہ اس سے انسان اپنی حفاظت کرتا ہے حَنّ بالحاء جنات کی ایک قسم ہے شاعر نے کہا ہے

يَلْعَبْنَ اَحْوَالِیْ مِنْ حَنٍّ وَجِنٍّ

یعنی ہر قسم کے جنات میرے احوال سے کھلواڑ کرتے ہیں

ابو عمر زاہد فرماتے ہیں کہ حَنّ بالحاء وہ جنات کہلاتے ہیں جو کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور ذلیل ہوتے ہیں۔

جوہریؒ فرماتے ہیں کہ جان ابو الجن ہے یعنی جنات کا جدّ اعلیٰ اس کی جمع جینان ہے جیسا کہ حائط کی جمع حیطان اور جان سفید سانپ کو بھی کہتے ہیں۔

علامہ سہیلی نے نتائج میں فرمایا ہے کہ لفظ جن ملائکہ کو بھی شامل ہے اور ہر وہ چیز جو نظر نہ آئے اس کو جن کہہ سکتے ہیں چونکہ لفظ جن ملائکہ کو شامل ہونے کی وجہ سے اشرف و افضل ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر مواقع میں لفظ جن کو ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس کے مفہوم میں ہر وہ چیز داخل ہے جو نظروں سے غائب ہے قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کا فرمان ہے وجعلوا بينه وبين الجنة نسبًا اس آیت میں صرف جن کا ذکر ہے جس سے مراد فرشتے ہیں۔ اور   کے شعر میں۔

وسخر من جن الملائك سبعة

قياما لديه يعملون بلا اجر

اس کے اندر بھی جن کا ذکر ہے جس سے مراد فرشتے ہیں اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کریم میں کئی جگہ انس کو جن پر مقدم کیا گیا ہے جیسا کہ لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان اور لا يسأل عن ذنبه انس ولا جان اور

وانا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبًا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر لفظ جن ملائکہ علیہم السلام کو شامل نہیں ہے کیونکہ وہ عیوب ونقائص سے منزہ ہیں اوران کے بارے میں کسی گناہ کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا پس اس قرینہ سے معلوم ہوگیا کہ یہاں پر لفظ جن سے جنات مراد ہیں اور ظاہر ہے کہ انسان جنات سے افضل ہے اس وجہ سے لفظ انس کو لفظ جن پر مقدم کیا گیا

ابن عقیلؒ فرماتے ہیں کہ جن کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نظروں سے غائب رہتے ہیں اور اسی لئے بچہ کو جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جنین کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے اور جُنّۃٌ (ڈھال) اس کو بھی اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ مجاہد کی حفاظت کرتی ہے اور مجن (خود) لوہے کی ٹوپی جس کو لڑائی کے وقت استعمال کرتے ہیں یہ بھی جنؔ ہی سے مشتق ہے اگر کوئی یوں کہے کہ ملائکہ بھی نظروں سے غائب رہتے ہیں ان کو بھی جن ہی کہنا چاہیئے ان کو ملائکہ کیوں کہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسماء مشتقہ میں تناقض نہیں ہوتا۔ جیساکہ خابیۃ "مشکیزہ" کو کہتے ہیں (مٹکا) کیونکہ یہ خبیٔ سے مشتق ہے اور خبیٔ کے معنی چھپانے کے آتے ہیں اور اس کے اندر بھی چیز چھپ جاتی ہے لہٰذا اس کی تعریف لفظ صندوق سے نہیں ٹوٹ سکتی کیونکہ صندوق کے اندر بھی چھپاتے ہیں اور نہ ہی صندوق کو خابیہ کہہ سکتے اگرچہ مفہومِ حقیقی دونوں کا ایک ہے۔ یہی حال لفظ جن وملائکہ کا ہے اگرچہ مفہومِ حقیقی ایک ہے مگر ایک کی تعریف کو دوسرے کی تعریف سے توڑ نہیں سکتے۔

لفظِ شیطٰن کی لغوی تحقیق وتشریح

شیاطین نافرمان جنات کو کہتے ہیں اور یہ ابلیس کی اولاد میں سے ہیں (مَرَدَہ) وہ جنات کہلاتے ہیں جو زیادہ سرکش ہیں اور زیادہ گمراہ ہیں اور یہ جنات ابلیس کے معاون ہیں جو اس کی نگرانی میں گمراہی کا کام انجام دیتے ہیں اور انہیں کو شیاطین کے اعوان بھی

کہتے ہیں۔

جوہریؒ نے فرمایا ہے کہ ہر سرکش نافرمان چاہے انسان ہو یا جن ہو یا چوپایہ ہو اس کو شیطن کہتے ہیں۔

جریر نے کہا ہے۔

ایام یدعوننی الشیطان من غزل

وھن یھوینی اذ کنت شیطان

جس زمانہ میں وہ عورتیں مجھے غزل خوانی کی وجہ سے شیطان کہا کرتی تھیں۔اسی زمانہ میں میرے شیطان ہونے کے باوجود مجھے محبت کرتی تھیں۔

اور اہلِ عرب سانپ کو بھی شیطان کہتے ہیں کسی شاعر نے اپنی اونٹنی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے۔

تلاعب مثنی حضرمی کانہ

تسمعج شیطن بذی فروع تقفر

یعنی میری حضرمی اونٹنی بار بار اس طرح اچھلتی ہے جیسا کہ سانپ چٹیل میدان میں پیچ وتاب کھاتا ہوا جا رہا ہو۔

اس جگہ پر طلعھا کانہ روس الشیاطین قرآن کریم کی آیت کے بارے میں قراء کے تین اقوال کا تذکرہ ہے۔مگر بندہ کے پاس جو نسخہ ہے اس میں وہ تین اقوال نہیں ہیں اس لئے اگر کوئی صاحبِ علم کہ جس کے پاس کوئی دوسرا نسخہ ہو وہ عبارت لکھ کر بھیج دیں کرم فرمائی ہو گی اس نسخہ کی عبارت اس جگہ مخدوش ہے۔اس لئے اس کو ترک کر دیا گیا۔لفظِ شیطان کا نون اصلی ہے۔امیہ نے کہا ہے۔

ایما طن عصاہ عکاہ

ثم یلقی فی السجن والاغلال

جو بھی نافرمان نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پکڑیں گے اور بیڑیوں میں باندھ کر جہنم میں ڈال دیں گے اور ایک رائے یہ ہے کہ اس کا نون زائد ہے۔ لہذا اگر اس کو فیعال کے وزن پر کہیں تو اس وقت یہ مشتق ہوگا شیطن سے یعنی رباعی مجرد سے منصرف پڑھا جائے گا اور اگر اس کو مشتق مانیں تشیطن سے تو اس وقت یہ فعلان کے وزن پر ہوگا اور غیر منصرف پڑھا جائے گا۔

ابوالبقاء فرماتے ہیں کہ شیطٰن فیعال کے وزن پر ہے مشتق ہے شَطَنَ یَشْطُنُ سے بمعنی دور ہونا اور اس میں ایک لغت شاطن باب مفاعلۃ اور تشیطن باب تفعیل ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی مزید فیہ بھی ہے شیطٰن ہر سرکش نافرمان کو کہتے ہیں چونکہ اس کا شر بڑھا ہوا ہوتا ہے اور وہ خیر سے دور ہو جاتا ہے۔ اور ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ یہ فعلان کے وزن پر ہے۔ شاط یشیط سے مشتق ہے جس کے معنی ہلاک ہونے کے آتے ہیں۔ پس شیطٰن کے معنی ہلاک ہونیوالا سرکش۔ یہ معنی اس وقت ہوں گے جبکہ اس کو صیغۂ صفت کہیں اور اگر اس کو مبالغہ کا صیغہ مان لیا جائے اس وقت معنی یہ ہوں گے دوسروں کو ہلاک کرنے والا۔

قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ شیاطین خبیث اور راندۂ درگاہ جنات کا نام ہے اور برے آدمی کو مارد بھی کہتے ہیں اور کبھی برے آدمی کو شیطٰن بھی کہہ دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ شیطٰن مارد (یعنی دھتکارا ہوا شیطان۔

جوہریؒ فرماتے ہیں کہ عرب والے بولتے ہیں شطن عنہ یعنی دور ہو گیا۔ اشطنہ یعنی دور کر دیا۔

ابن سکیت فرماتے ہیں کہ عرب والے کہتے ہیں شطنہ یشطنہٗ شطنًا جب کوئی شخص اپنی نیت بدل دے، بیر شطون وہ کنواں جو بہت گہرا ہو، ونوی شطون یعنی دور کی نیت کرنے والا۔

لفظ ابلیس کی لغوی تحقیق و تشریح

ابن درید فرماتے ہیں کہ کچھ اہل لغت کی رائے یہ ہے کہ ابلیس مشتق ہے ابلاس سے ابلاس کے معنی مایوس ہونے کے آتے ہیں کیونکہ شیطن بھی خدا کی رحمت سے مایوس ہے عرب والے کہتے ہیں ابلس الرجل ابلاسًا فھو مبلس جب کوئی مایوس ہو جائے۔

از مؤلف:۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ابلیس کا یہ نام اس وقت رکھا گیا تھا جب وہ خدا تعالیٰ کے دربار سے مردود ہو چکا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تک ابلیس ملائکہ کے ساتھ رہا اس وقت تک اس کا نام عزازیل رہا پھر جب وہ ملعون ہو گیا تو ابلیس کہا جانے لگا اور یہ چار پروں والے فرشتوں میں سے تھا۔

اور ابوالمثنیٰ سے مروی ہے کہ ابلیس کا نام نائل تھا پس جب وہ مغضوب ہوا تو شیطان کہا جانے لگا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابلیس نے نافرمانی کی تو ملعون ہوا اور شیطان بن گیا

حضرت سفیان ثوری سے مروی ہے کہ ابلیس کی کنیت ابوکدوس ہے۔

ابوالبقاء فرماتے ہیں کہ ابلیس عجمی لفظ ہے عجمہ اور معرفہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

اور ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ وہ عربی لفظ سے مشتق ہے ابلاس سے معرفہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور اس جیسا اور کوئی اسم نہیں ہے مگر یہ بات مسلم نہیں ہے کیونکہ اس جیسے اور اسماء بھی ہیں جیسا کہ اخریط، اصفیل، اصلیت وغیرہ۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک جنات کے چند

درجے ہیں جب خالص جن بولنا مقصود ہوتا ہے تو جن کہتے ہیں اور جب آبادی میں رہنے والے جنات مراد ہوتے ہیں تو عامر کہتے ہیں اس کی جمع عمار ہے اور جب بچوں کو ستانے والے مراد ہوتے ہیں تو ارواح کہتے ہیں اور نہایت گندے خبیث جنات کو شیطان کہتے ہیں اور جو بہت ہی شریر ہو اس کو مارد کہتے ہیں اور جو سب سے زیادہ مکار ہو اس کو عفریت کہتے ہیں اس کی جمع عفاریت ہے۔

دوسرا باب

جنات کی پیدائش کی ابتداء

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنات زمین پر رہتے تھے اور فرشتے آسمان پر اور زمین و آسمان انہی سے آباد تھے اور ہر آسمان کے الگ فرشتے ہیں اور ہر آسمان والوں کی الگ الگ تسبیح ہے اور ہر اوپر والے آسمان کے فرشتے نیچے آسمان والوں سے زیادہ ذکر و تسبیح کرتے ہیں پس زمین جنات سے آباد تھی اور آسمان فرشتوں سے آباد ہے اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ زمین جنات سے دو ہزار سال تک آباد رہی اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس سال تک آباد رہی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوالجن کو پیدا کیا بھڑکتے ہوئے شعلہ سے پیدا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تیری

تمنا کیا ہے اس نے کہا کہ ہماری تمنا یہ ہے کہ ہم سب کو دیکھ لیں اور ہم کسی کو نظر نہ آویں اور مرنے کے بعد ہم تحت الثریٰ میں چلے جاویں اور ہمارے بوڑھے جوان ہو جاویں۔ پس اس کی یہ تمنا پوری کر دی گئی وہ سب کو دیکھتے ہیں اور خود کسی کو نظر نہیں آتے اور مرنے کے بعد تحت الثریٰ میں چلے جاتے ہیں اور ان کو بڑھاپے سے پہلے موت نہیں آتی یعنی ارذلِ عمر کو پہنچنے کے بعد موت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر ان سے پوچھا کہ تیری تمنا کیا ہے انہوں نے کہا میں جنت میں رہنا پسند کرتا ہوں پس ان کو جنت دیدی گئی۔

حضرت اسحاقؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا فرما کر ان کو دنیا آباد کرنے کا حکم دیا پس انہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا شروع کر دی اور آپس میں خون بہانے لگے یہاں تک کہ جب ایک طویل عرصہ گذر گیا تو انہوں نے نافرمانی شروع کر دی اور آپس میں خون بہانے لگے اور ان میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام یوسف تھا اس کو قتل کر دیا پس خدا نے ان کو برباد کرنے کے لئے آسمانِ دنیا سے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جس کا لقب جن تھا انہیں میں ابلیس بھی تھا اور ان کی تعداد چار ہزار تھی پس انہوں نے تمام جنات کو زمین سے بھگایا اور دریا کے جزیروں میں چھوڑ دیا اور وہ فرشتے اور ابلیس زمین پر رہنے لگے۔

حضرت حبیب ابن ثابت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابلیس اور اس کا لشکر آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل چالیس سال تک زمین پر رہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس آسمانِ دنیا اور زمین کا بادشاہ تھا اور خدا تعالیٰ نے رفیع اعلیٰ میں یہ طے فرما رکھا تھا کہ ہم عنقریب زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کریں گے پس ابلیس کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس نے پڑھ لیا کہ یہ خلیفہ ملائکہ میں سے نہیں ہو گا پس جب اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ فرشتوں سے کیا تو ابلیس نے فرشتوں سے کہا کہ اس خلیفہ کے لئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا

جائے گا اور اپنے دل میں یہ سوچ لیا کہ میں تو اس کو ہرگز سجدہ نہ کروں گا اور ملائکہ کو یہ بھی بتلا دیا کہ یہ خلیفہ خون بہائے گا اور زمین میں فساد برپا کرے گا۔ پس جب اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بناؤں گا تو ان کو ابلیس کی بات یاد تھی انہوں نے فوراً کہا کہ آپ ایسی مخلوق پیدا کر رہے ہیں جو زمین میں فساد برپا کرے گی۔

ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور فرشتوں سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ فساد برپا کرنے والی مخلوق بنا رہے ہیں یہ اس واسطے کہا کہ فرشتے زمین پر خود رہنا پسند کرتے تھے اور زمین پر عبادت کرنے سے راضی تھے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ملائکہ عالم الغیب نہیں ہیں اور انہوں نے ابنِ آدم کے اعمال کو جنات کے اعمال پر قیاس کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ اس طرح فساد کریں گے جس طرح جنات نے فساد کیا تھا اور اس طرح خونریزی کریں گے جس طرح جنات نے اپنے بادشاہ کو قتل کیا تھا جس کا نام یوسف تھا جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنات کی طرف اپنے رسول مبعوث کئے تھے انہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا اور شرک سے باز رہنے کی تعلیم دی اور آپس میں خونریزی سے ڈرایا۔ پس جنات نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور خون ریزی شروع کردی پس ان کو تباہ کردیا گیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کی پیدائش کا تذکرہ کیا تو فرشتوں نے آدم کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ یہ بھی خون ریزی کرے گا۔ اور کفر و شرک میں مبتلا ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل قیاس کو رد فرمایا اور کہا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ پس فرشتوں کو ندامت ہوئی اور وہ ڈرے کہ کہیں یہ نافرمانی نہ ہو اور خدا سے استغفار کرنے لگے اور عرش کے چاروں طرف استغفار کرتے ہوئے گھومنے لگے اور اپنی اس تردید کی معافی چاہنے لگے

اللہ تعالیٰ بار بار فرما رہے تھے کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ میں جانتا ہوں کہ آدم اور اس کی اولاد زمین کے باشندے ہوں گے اور اس کو آباد کریں گے اور تم آسمانوں کو آباد کرو گے

ابن جریج فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے تخلیق آدم کا تذکرہ کیا تو انہوں نے سن کر کہا کہ آپ فساد کرنے والی مخلوق پیدا فرما رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور میں تمہارے ظاہر و باطن سے اچھی طرح باخبر ہوں تو فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ مکرم و معظم مخلوق پیدا نہیں فرمائیں گے اور ہم کو جو علم دیا گیا ہے وہ اس کو نہیں ملے گا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرما دیا اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو ان کا یہ گمان بھی ختم ہو گیا کہ ہم ہی زیادہ مکرم ہیں مگر یہ گمان اب رہا کہ ہم زیادہ علم والے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے اسماء پیش کئے اور ان کو شمار کرنے کا حکم دیا گیا تو فرشتے شمار کرنے سے عاجز رہے اور آدم علیہ السلام نے بالترتیب سب سنا دیئے تو ان کا یہ گمان بھی ختم ہو گیا کہ ہم ہی زیادہ علم والے ہیں۔

علامہ زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں تحریر فرمایا ہے کہ ابوہریرہؓ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسم کی مخلوق پیدا فرمائی۔ ملائکہ، شیاطین، جنات، انسان پھر ان کے دس حصے کئے۔ نو حصے ملائکہ اور ایک حصہ شیاطین جنات انسان پھر ان تینوں کے دس حصے کئے نو حصے شیاطین اور ایک حصہ جنات انسان پھر جنات اور انسان کے دس حصے کئے نو حصے جنات اور ایک حصہ انسان۔ اس طرح پر انسان کو تمام مخلوق سے ایسی نسبت ہے جیسے کہ ایک کو ہزار سے اور جنات کو ایسی نسبت ہے جیسے نو کو ہزار سے اور شیاطین کو ایسی نسبت ہے جیسی نوے کو ہزار سے۔

(واللہ اعلم)

تیسرا باب

جنات کی حقیقت کے بیان میں

فرمایا اللہ تعالیٰ نے والجآن خلقناہ من قبل من نار السموم یعنی اور جن کو اس سے قبل[1] کہ وہ گرم ہوا تھا پیدا کر چکے تھے۔ دوسری آیت میں ہے وخلق الجان من مارج من نار یعنی جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا۔ تیسری آیت میں ابلیس کے قصے میں ہے خلقتنی من نار وخلقتہ من طین یعنی آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔

• قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ جنات کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے اس کا مدار سمع پر ہے عقل کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے چونکہ تمام جواہر مجردہ عن المادہ آپس میں متماثل ہیں اور ایک جوہر کو دوسرے کی جگہ قائم کر سکتے ہیں جبکہ دوسرے کے اوصاف واحوال اس کے ساتھ منضم کر دیئے جائیں اور یہی معنی ہیں متماثل ہونے کے جواہر مجردہ میں اختلاف صرف احوال واعراض سے ہوتا ہے ورنہ حقیقت میں سب برابر ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کو کوئی مشکل نہیں بلکہ وہ قادر ہیں کہ جس جوہر سے جس طرح کے الوان واعراض چاہے بنا دے اور ان کو جس طرح چاہے ترتیب دے کر تیار کر دے اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے جیسا کہ حیات اپنے وجود میں ایک مخصوص ترکیب کی محتاج ہے اور جیسا کہ صفت علم اپنے وجود میں قلب کی محتاج ہے یہی حال تمام اعراض واحوال کا ہے کہ وہ اپنے اپنے وجود میں خاص خاص ترکیب کے محتاج ہیں اور جب یہ ثابت

---

[1] یعنی آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے

ہوچکا تو اب ہم کو عقلی طور پر کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم سمجھ سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو آگ سے کس طرح پیدا کر دیا کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہیں ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اس پر ایمان لائیں اور اس کی تصدیق کریں عقل سمجھے یا نہ سمجھے نیز تخلیقِ جنات کا مسئلہ بدیہی بھی نہیں ہے کیونکہ اگر یہ بدیہی ہوتا تو اس میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ تمام عقلاء ان کے وجود کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے حالانکہ اس میں بڑا اختلاف ہے جیسا کہ باب دوم میں مفصل گذر چکا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا جان لینا یہ فرع ہے اس کی کہ وہ مخلوق ہیں موجود ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ فرع کا علم بدیہی ہو اور اصل کا علم اکتسابی ہو چونکہ جو چیز اکتسابی ہوتی ہے اس کو بھلایا جا سکتا ہے اور جو چیز بدیہی ہوتی ہے اس کو بھلایا نہیں جا سکتا پس ثابت ہو گیا کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا پتہ چلانے کا مسئلہ بدیہی نہیں ہے اور اسی طرح عقلی بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے نفسِ وجود میں اختلاف ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا علم نہ بدیہی ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ اس کا مدار سمع پر ہے قرآن و حدیث کی تصریحات پر ہے شروع باب میں جنات کے آگ سے پیدا ہونے پر شیطان کے قول سے استدلال کیا گیا تھا کہ جب اس کو آدم کے لئے سجدہ کرنے کے لئے کہا گیا تو اس نے جواب دیا تھا کہ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ ممکن ہے شیطٰن اپنے اس قول میں جھوٹا ہو یا اس نے محض گمان سے کہا ہو اور حقیقت کچھ اور ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر شیطان جھوٹا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جھوٹ کی تردید کرتے کیونکہ خود مختار ذات کا جھوٹ کو غلط قرار نہ دینا عیب ہے اور اللہ عیب سے بری ہیں۔ پس پتہ چل گیا کہ شیطٰن کا اپنے تخلیقی عنصر کے بارے میں خبر دینا کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں درست تھا۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ جب انہوں نے بلقیس کے عرش کو لانے کے لئے کہا تو ایک عفریت جن بولا کہ میں آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے لادوں گا اور میں اس پر قادر ہوں

پس سلیمان علیہ السلام کا اس کو سن کر خاموش رہنا اور کوئی تردید وغیرہ نہ کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ وہ جن اپنے اس دعوے میں سچا تھا اور حقیقتاً وہ قادر تھا یہ دعویٰ بھی شیطان کے اس دعوے کے مانند ہے کیونکہ اگر یہ جھوٹے ہوتے تو ان کی تردید کی جاتی اور جنات کا آگ سے پیدا ہونا اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی عقیدہ تھا اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ آگ میں پیوست تخفیف کی خاصیت ہے اور زندگی اپنے وجود میں رطوبت کو چاہتی ہے اور اسی طرح ایک مخصوص قالب کو چاہتی ہے اور ان دونوں میں ظاہر ہے کہ منافاۃ ہے پس ممکن ہے کہ قرآن کریم کی آیت والجان خلقنہ من قبل من نار السموم اپنے ظاہر پر محمول نہ ہو بلکہ اس سے مراد کچھ اور ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اتنی رطوبت پیدا کی ہو جس سے حیات باقی رہ سکے اور آگ پر کوئی اثر نہ ہو اس لئے کہ آگ اور پانی کا ملنا اور جمع ہونا محال نہیں ہے جیسا کہ گرم پانی جس کو آگ کے اجزاء سے گرم کیا جاتا ہے اور وہ اجزاء ناریہ اجزاء مائیہ کے ساتھ مل جاتے ہیں اور دونوں ایک ہو جاتے ہیں پھر جب ان کو ہوا میں لایا جاتا ہے تو ہوا کے اثر سے اجزاء ناریہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور پانی کو چھوڑ دیتے ہیں اور پانی پھر حسب سابق برودۃ اختیار کر لیتا ہے دیکھئے جب گرم پانی سے بھاپ نکلتی ہے تو اس کے ساتھ اجزاء مائیہ بھی اوپر چڑھ جاتے ہیں مگر چونکہ اجزاء مائیہ ثقیل ہوتے ہیں اس لئے اگر کوئی حاجز آ جاتا ہے تو پھر اجزاء ناریہ اجزاء مائیہ کو چھوڑ کر اوپر چلے جاتے ہیں پس بھاپ میں اگرچہ اجزاء مائیہ بھی ہوتے ہیں مگر چونکہ اجزاء ناریہ کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے وہ ان کو اوپر لے کر چڑھ جاتے ہیں۔ اس تمام تر تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ رطوبت اور نار میں منافاۃ نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس انوکھے انداز سے ان دونوں کو جمع کیا ہے اس حقیقت کے منکشف ہو جانے کے بعد یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دشوار نہیں کہ وہ آگ میں اجزاء رطوبت پیدا کر دے جس سے حیات کا وجود باقی

رہے اور اسی طرح اس مادہ ناریہ میں روح پیدا کردے کیونکہ نار اور روح میں بھی منافاۃ نہیں ہے نار ہوا سے مجاور ہو جاتی ہے اور روح درحقیقت ہوا ہی ہے۔ پس مادہ ناریہ اور مادہ مائیہ اور روح ان سب کو ایک خاص ترکیب دیکر خدا تعالیٰ نے جنات کی تخلیق کی ہے جس سے خدا تعالیٰ کی عجیب وغریب کاریگری آشکارا ہے۔ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر۔ شیطان کے مادہ ناریہ سے مخلوق ہونے پر ایک اور اشکال کیا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آدم کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا اور اس نے سجدہ سے انکار کر دیا تھا پس یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ ملائکہ میں سے تھا یا نہیں تھا۔ اگر وہ ملائکہ میں سے تھا تو پھر اس کو مخلوق من النار[1] کہنا کیونکر درست ہوگا اور اگر ملائکہ میں سے نہیں تھا تو پھر اس کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مردود کیوں قرار دیا گیا۔ جبکہ وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا اس کا جواب یہ ہے کہ حکم سجود ملائکہ اور شیطن سب کے واسطے تھا پس جب شیطن نے سجدہ نہیں کیا تو چونکہ وہ ساجدین کی فہرست سے نکل گیا اس لئے اس کو مردود قرار دیا گیا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اصل حقیقت کے اعتبار سے ملائکہ میں تھا جیسا کہ معترض نے سمجھا ہے۔

ابو الوفا ابن عقیل نے فرمایا ہے کہ کسی نے ان سے معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے جنات کو آگ سے پیدا کیا ہے اور قرآن کریم میں ہے کہ جب جنات آسمان پر چڑھتے ہیں تو ان کے آگ کے ستارے مارے جاتے ہیں جس سے وہ جل جاتے ہیں پس آگ کو آگ کس طرح جلا دیتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کو مٹی کی طرف منسوب کیا اسی طرح جنات کی تخلیق کو آگ کی طرف منسوب کیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی اصل حقیقت مٹی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان مٹی ہے۔ اسی طرح جنات کے بارے میں ہے کہ ان کی اصل حقیقت آگ ہے یہ معنی نہیں کہ جنات

---

[1] اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اصل ملائکہ میں سے ہے مصنف کا دعویٰ کہ شیطان آگ سے بنا ہے منقوض ہوگیا

آگ ہیں ۔ اور دلیل اس کی کہ جنات کی اصل حقیقت آگ ہے جنات حقیقتاً آگ نہیں ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک شیطان نے میری نماز خراب کرنا چاہی پس میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور میں نے اپنے ہاتھ پر اس کے لعاب دہن کی برودت محسوس کی اور اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا اس سے اشارہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس دعا کی طرف جس کا تذکرہ سورۂ ص میں ہے کہ اے اللہ مجھ کو ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد اس جیسی کسی کو نہ ملے ۔ اس حدیث شریف میں ہے کہ میں نے اس کے لعاب کی برودت محسوس کی بھلا جو آگ ہوگا اس میں برودت کا کیا مطلب اگر حقیقۃً آگ ہوتی تو آپ یوں فرماتے کہ اس کی زبان اور گیسو آگ کے تھے پس ثابت ہو گیا کہ جنات کے آگ سے مخلوق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی اصل حقیقت آگ ہے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ سراسر آگ ہیں اور ایک حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو نبطیوںؔ کے ساتھ تشبیہ دی ہے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ حقیقتاً آگ نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ سراسر آگ ہوتے تو ان کی صورتوں کا ذکر کرنے کی بجائے شعلہ اور چنگاری وغیرہ کا ذکر کرتے جو آگ کے اوصاف ہیں گذشتہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد نہ ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا یہ روایت معروف نہیں ہے معروف روایت یہ ہے کہ میں اس کو باندھ دیتا اور صبح کو تم بھی دیکھ لیتے صحیحین کی روایت ہے آپ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو ایک ستون سے صبح تک باندھے رکھوں تاکہ صبح کو لوگ بھی دیکھ لیں مگر مجھ کو سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی اور جنات کے عنصر ناری کے باقی نہ رہنے کی ایک دلیل یہ بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ابلیس ایک آگ کا شعلہ لے آیا اور اس کو میرے منھ میں دینے لگا اور ایک

ؔ ایک عجمی قوم تھی جو عراق میں آباد ہوئی تھی پھر عوام الناس کے لئے یہ کلمہ استعمال ہونے لگا۔

روایت میں ہے کہ شب معراج میں ایک عفریت شیطان آگ کا شعلہ لیئے ہوئے مجھ کو تلاش کر رہا تھا میں نے اس کو پھرتے ہوئے دیکھا ہے ان دونوں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ شیاطین کا عنصر ناری باقی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ حقیقتاً آگ ہوتے تو ان کو آگ کا شعلہ لینے کی کیا ضرورت تھی بلکہ وہ تو اپنا کوئی بھی عضو لگا دیتے جس سے انسان جل جاتا جیساکہ حقیقی آگ ہیں مس کرتے ہی جلا ڈالتی ہے پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا حقیقی عنصر ناری بعینہٖ موجود نہیں ہے بلکہ وہ تمام عناصر کے ساتھ مل کر گڈمڈ ہوگیا ہے۔ اور تمام عناصر کے ساتھ مدغم ہونے کی وجہ سے اس کا اثر احراق بھی فوت ہوگیا ہے اور ان کے اجسام برودۃ رطوبت کے ساتھ متصف ہوگئے ہیں جیساکہ حدیث شریف میں گذر چکا ہے کہ آپ نے اس کے لعاب کی برودۃ کو محسوس فرمایا۔

خدا تعالیٰ نے غذاؤں کے اندر یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ اجسام کی نشو ونما کرتی ہیں اور جس قسم کی غذا ہوتی ہے اسی قسم کا اثر اجسام میں پیدا کرتی ہیں بارد غذائیں برودت پیدا کرتی ہیں اور حار غذائیں حرارت پیدا کرتی ہیں اور انسان اپنے خورد و نوش میں جن چیزوں کا استعمال کرتا ہے جنات کی غذا بھی تقریباً وہی ہوتی ہے اور یہ غذائیں جس قسم کا اثر انسان کے اجسام میں پیدا کرتی ہیں اس قسم کا اثر جنات کے اجسام میں پیدا کرتی ہیں۔ حار غذائیں حرارت پیدا کرتی ہیں اور بارد غذائیں برودت پیدا کرتی ہیں پس جنات جب توالد و تناسل کے لئے جنسی اختلاط کرتے ہیں تو تاثیرِ غذا عنصر ناری کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں پیدا ہونیوالا بچہ عناصرِ اربعہ کا مجموعہ ہوتا ہے اور حرارت و برودۃ اور رطوبت و یبوست کے ساتھ متصف ہوتا ہے یہ ہے حقیقت تخلیق جنات کی اور ان کے آگ سے پیدا ہونے کی۔

قاضی ابوبکر فرماتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ جنات آگ سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام غلیظ و کثیف بنائے ہیں اور ان کے اندر ایسے

اعراض پیدا کئے ہیں جو آگ کی صفت احراق سے متبائن ہیں جس کے نتیجہ میں ان کو سراسر آگ کہنا درست نہیں ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متناسب ان کی مختلف صورتیں بھی پیدا فرمادی ہیں۔

چوتھا باب

جنات کے اجسام کی تحقیق

قاضی ابو یعلیٰ حنبلی فرماتے ہیں کہ جنات کے اجسام متشخص و معین ہیں اور ان کے اعضا انسانوں کی طرح مرکب ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے اجسام کثیف و غلیظ ہوں معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کے اجسام نہایت لطیف ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ہم کو نظر نہیں آتے۔ قاضی ابو یعلیٰ کے کلام میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کے اجسام انسانوں کی طرح معین و متشخص ہیں تو پھر نظر نہ آنے کے کیا معنیٰ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں دونوں امکان ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ وہ لطیف الاجسام ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کثیف الاجسام ہو حتمی طور پر کسی ایک جہت کو ترجیح نہیں ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کے اجسام رقیق ہی ہیں۔ اسی واسطے وہ نظر نہیں آتے کیونکہ کسی چیز کے بارے میں حتمی طور پر فیصلہ کرنے کے لئے یا تو مشاہدہ ہو یا خبر رسول ہو یا حکم خداوندی ہو اور جنات کے اجسام کے بارے میں یہ تینوں چیزیں مفقود ہیں اس لئے جنات کے اجسام کے بارے میں رقت کا حتمی فیصلہ کرنا جیسا کہ معتزلہ نے کیا ہے درست نہیں ہے بلکہ لطافت و کثافت دونوں جہت برابر ہیں اور معتزلہ کا یہ کہنا کہ وہ لطیف ہیں اسی لئے ہم کو نظر نہیں آتے یہ درست نہیں ہے کیونکہ رقت مانع رویت نہیں ہے بہت سی لطیف اشیاء ہم کو نظر آجائیں گی جبکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر ان کا ادراک پیدا فرمادے اور بہت سی اشیاء کثیفہ غلیظہ ہم کو نظر نہیں آئیں گی جب کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر ان کا ادراک پیدا نہ فرمادیں پس کثافت علی الاطلاق

دلیل رویت نہیں بن سکتی اور اسی طرح رقت علی الاطلاق دلیل عدم رویت نہیں بن سکتی بلکہ اس کا مدار ادراک و عدم ادراک پر ہے۔ ابو قاسم انصاری نے شرح ارشاد میں فرمایا ہے کہ قاضی ابوبکر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے اندر اللہ تعالیٰ ادراک پیدا فرما دیتے ہیں وہ جنات کو دیکھ لیتے ہیں اور جن کے اندر ادراک پیدا نہیں فرماتے وہ نہیں دیکھ پاتے اور قاضی ابوبکر نے یہ بھی فرمایا کہ وہ انسانوں کی طرح وہ اجسام ہیں اور انسانوں کی طرح ان کے جثے ہیں اور انسانوں کی طرح ان کے اعضا ہیں اور بہت سے معتزلہ کی رائے ہے کہ جنات کے اجسام رقیق ہیں بسیط ہیں وہ اجزاء نہیں ہیں۔ قاضی صاحب نے معتزلہ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس طرح کے اجسام ہمارے نزدیک ممکن ہیں بشرطیکہ کوئی دلیل نقلی اس پر موجود ہو اور ہم کو اس بارے میں کوئی دلیل نقلی نہیں مل سکی۔ اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ جنات کا آگ سے پیدا ہونا ممکن نہیں ہے چونکہ آگ کی صفت احراق افتراق کو چاہتی ہے اور تخلیق اتصال کو چاہتی ہے اور ان دونوں میں منافاۃ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حیات کا تعلق سے یہ کلی طور پر تعلق کا مقتضی نہیں ہے بلکہ حیات کا محل ہوتا ہے پس ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نار سے اس اشتعال کے باوجود بھی اس کے اندر ایک جسم مؤلف بنا دیا ہو اور اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ جنات اور ملائکہ کا رقیق الاجسام ہونا کس طرح ممکن ہے حالانکہ بہت سے فرشتے عرش کو اٹھانے والے ہیں اور بہت سے آبادیوں کو خدا کے حکم سے تباہ کر دیتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام اپنے دونوں بازوؤں سے مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیتے ہیں اور یہ سب چیزیں رقت و لطافت کے منافی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو کوئی مشکل نہیں کہ جنات و ملائکہ کے رقیق الاجسام ہونے کے باوجود ان کے اندر ایسی قوت پیدا فرما دیں جس سے وہ اس قسم کے افعال انجام دے سکیں۔ ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر۔

فصل:- قاضی عبد الجبار ہمدانی فرماتے ہیں کہ جنات کا نظر نہ آنا ضعف بصارت کی وجہ سے ہے اگر خدا تعالیٰ ہمارے ادراک کو قوی کر دیں یا ان

یا ان کے اجسام کو کثیف بنا دیں تو یقیناً ہم ان کو دیکھنے لگیں پھر فرماتے ہیں کہ ان کے اجسام کا رقیق ہونا اس کی دلیل قرآن کریم کا ارشاد ہے انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم یعنی جنات تم کو دیکھ لیتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے۔ جنات انسان کے قریب بھی اگر ہیں اور کوئی حاجز بھی نہ ہو تب بھی انسان نہیں دیکھ سکتا اگر ان کے اجسام کثیف ہوتے تو پھر ہم بھی ان کو دیکھ لیتے جیسا کہ وہ ہم کو دیکھ لیتے ہیں پس ثابت ہو گیا کہ جنات کا نظر نہ آنا ضعفِ بصارت اور رقتِ اجسام کی وجہ سے ہے اگر ان میں سے کوئی ایک مانع بھی مرتفع ہو جائے تو پھر بلا تکلف ہم ان کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ عدم رویت کے موانع میں سے ایک مانع "رقة مع ضعف البصر" بھی ہے درست ہے بہت سی چیزیں غایتِ بُعد کی وجہ سے نظر نہیں آتیں اور جس طرح بہت سی چیزیں نہایت لطیف ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتیں اس طرح بعض مرتبہ ضعفِ بصر کی وجہ سے رقیق چیزیں نظر نہیں آتی۔ پس ممکن ہے کہ جب ہماری آنکھ کی بصارت تیز کر دی جائے تو ہم ان کو بلا تکلف دیکھ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ قریب الموت آدمی کے پاس جب فرشتے آتے ہیں تو وہ ان کو دیکھتا ہے اور وہ حاضرین میں سے اور کسی کو نظر نہیں آتے اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی ملائکہ اور جنات کو دیکھ لیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جنات کے اجسام اگر کثیف بھی ہوں تب بھی ممکن ہے کہ وہ ہم کو نظر نہ آئیں اس طرح پر کہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی حاجز واقع ہو جائے اور وہ حاجز ہماری بصارت کو ان کے اجسام تک پہنچنے سے روک دے جیسا کہ ہم دیوار کے پیچھے کی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے۔

بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ جنات کے نظر نہ آنے کی وجہ رقتِ اجسام نہیں ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر الوان پیدا نہیں کئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کے اندر الوان پیدا فرما دیں تو ان کو دیکھنے میں کوئی مانع نہ رہے۔ قاضی عبد الجبار فرماتے

کہ ان لوگوں کی یہ رائے درست نہیں ہے (بچند وجوہ) اوّل یہ کہ بات مسلّم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھتے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ پس اگر ان کے الوان نہیں ہیں تو وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کس طرح دیکھ لیتے ہیں اور اگر الوان ہیں تو ہم کو نظر کیوں نہیں آتے پس لون کو علتِ رویت قرار دے کر پھر یہ تفریق کرنا باطل ہے بے اصل بات ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب جنات کے اجسام تسلیم کر لئے گئے تو ان کے لئے ضروری ہے الوان کا ہونا یہ الگ بات ہے کہ وہ لون کس نوعیت کے ہوں گے اور ہمارے حاسہ بصر سے ان کا ادراک ممکن ہوگا یا نہیں ہوگا ؟ مگر یہ ہرگز تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ اجسام کے ہوتے ہوئے پھر ان کو خالی عن اللون کہا جائے گا۔ لہذا وہ رائے زیادہ وقیع ثابت نہیں ہوتی کہ جنات کا نظر نہ آنا عدمِ لون کی وجہ سے ہے کیونکہ جب ہم نے ان کو اجسام تسلیم کر لیا تو ہم پر لازم ہے کہ ان کے الوان بھی تسلیم کریں کیونکہ اجسام چاہیں وہ رقیق ہوں یا کثیف ہوں وہ تمام اعراض جسمانیہ سے خالی ہو سکتے ہیں مگر لون ایسا ایک عرض لازم ہے کہ اس سے کوئی جسم خالی نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہو گیا کہ لون کا ہونا اجسامِ جنات کے لئے ضروری ہے پھر ان کا نظر نہ آنا ان کے اجسام کے رقیق ہونے کی وجہ سے ہے جیسا کہ شروع میں بیان کر دیا گیا نہ کہ عدمِ لون کی وجہ سے جیسا کہ انہوں نے سمجھا ہے اور جنات کا آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ لینا ان کے حاسہ کے لطیف ہونے کی وجہ سے ہے۔ کہ ان کا حاسہ خدا نے ایسا لطیف بنایا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو بے تکلف دیکھ لیتے ہیں اور ان کے ادراک کی تاثیر اتنی قوی ہے کہ اس کو دیکھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ دیکھئے انسان اپنی پتلی سے ہر قسم کی اشیاء کو تیزی سے معلوم کر لیتا ہے کیونکہ اس کی قوتِ ادراک قوی ہے بخلاف قدم کے کہ اس کے نیچے کی چیزیں محسوس نہیں ہوتیں مگر بہت سستی سے اس کی وجہ قوتِ ادراک ہی ہے کہ آنکھ کی پتلی کی قوتِ ادراک قوی ہے اس لئے وہ جلد ادراک کر لیتی ہے اور قدم کی قوتِ ادراک ضعیف ہے اس لئے

وہ دیر میں ادراک کرتی ہے یہی حال جنات کی قوتِ ادراک کا ہے کیونکہ ان کی قوتِ ادراک قوی ہے اس لئے وہ آپس میں ایک دوسرے کو بے تکلف دیکھ لیتے ہیں بخلاف انسان کے کہ اس کی قوتِ ادراک ضعیف ہے اس لئے اس کو نظر نہیں آتے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ اس کا پتہ چلتا ہے کہ لطیف چیز کے ادراک کے لئے قوتِ ادراک کی ضرورت ہے پھر آپ نے یہ شرط کیوں لگائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کو کثیف بنادیں تو ان کا دیکھنا ممکن ہے حالانکہ کثیف اجسام کے ادراک کے لئے قوتِ ادراک کی ضرورت نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لطیف اجسام کے ادراک کے لئے زیادہ قوت کی حاجت ہے اور کثیف اجسام کے ادراک کے لئے معمولی ادراک بھی کافی ہے۔ دیکھئے ہوا ایک جسم لطیف ہے جب تک وہ لطیف ورقیق رہے گی نظر نہیں آئیگی اور جب غبار کے ساتھ مل جائے گی اب اس کا دیکھنا بہت آسان ہے۔ پس یہی حال جنات کے دیکھنے کا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کو کثیف بنادیں اور ہماری نظر کو تیز کردیں تو دیکھنا ممکن ہے۔ اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

پانچواں باب

جنات کی قسموں کے بیان میں

ابو قاسم سہیلی فرماتے ہیں کہ جنات کی تین قسمیں ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ایک قسم سانپوں کی شکل کی ہے اور ایک قسم کالے کتوں کی شکل کی ہے اور ایک قسم ہوا کی شکل کی ہے ان کے پر بھی ہوتے ہیں اور بعض حضرات نے ایک قسم کا اور اضافہ کیا ہے جو چلتی پھرتی رہتی ہے وہ بھوت کہلاتی ہے اور جن حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ جنات کھاتے پیتے نہیں ممکن ہے وہ یہی قسم ہو یعنی جو ہوا کی شکل میں ہوتی

رہتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب مکاید الشیطٰن میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنات تین قسم کے پیدا کیئے ہیں۔ ایک قسم سانپ بچھو کیڑے مکوڑے اور ایک ہوا کی مانند ہے اور ایک قسم ہے جس سے حساب کتاب ہوگا اور اسی طرح انسان کی بھی تین قسمیں ہیں ایک بہائم کی طرح ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها یعنی نہ وہ سمجھنے والے دل رکھتے ہیں اور نہ دیکھنے والی آنکھیں رکھتے ہیں اور نہ سننے والے کان رکھتے ہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں اور ان کی روحیں شیاطین کی روحیں ہیں اور ایک قسم وہ ہے کہ جن کے اجسام بنی آدم کی طرح ہیں اور ان کی روحیں شیاطین کی روحیں ہیں اور ایک قسم خدا کے نیک بندے ہیں جو خدا کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ ابو بکر خرائطی نے اپنی کتاب "ہواتف الجان" میں حضرت ابو ثعلبہ کی روایت ذکر فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنات تین قسم کے ہیں ایک قسم پروں والی ہے جو ہوا میں اڑتے ہیں اور ایک قسم سانپ بچھو کی شکل میں ہے اور ایک قسم چلتی پھرتی رہتی ہے۔ علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ ہم کو جنات کے بارے میں ایسی ایسی خبریں ملتی ہیں جن کو سن کر تعجب ہوتا ہے جنات کی ایک قسم ہے جس کا آدھا جسم انسانوں جیسا ہوتا ہے اس کا نام شق ہے وہ تنہا مسافروں کو پریشان کرتے ہیں اور بعض مرتبہ مار بھی دیتے ہیں۔

چھٹا باب

جنات کا مختلف صورتوں میں متشکل ہونا

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنات مختلف صورتیں اپنا لیتے ہیں کبھی سانپ بچھو کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی اونٹ گائے بکری گدھے گھوڑے خچر وغیرہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی پرندوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جیساکہ شیطان سراقہ ابن مالک کی شکل میں کفار کے پاس آیا تھا جب وہ بدر کی طرف نکل رہے تھے جیساکہ قرآن کریم نے واذ زین لھم الشیطٰن اعمالھم الآیۃ میں اس طرف اشارہ کیا ہے اور جیساکہ ایک روایت میں ہے کہ شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا جبکہ کفار دارالندوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے جیساکہ قرآن کریم نے واذ یمکر بک الذین کفروا الآیۃ میں اس کو ذکر کیا ہے۔

فصل:- ترمذی اور نسائی شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کچھ مسلمان جنات بھی رہتے ہیں اگر تم کو کوئی سانپ بچھو نظر پڑے تو پہلے اس کو تین بار ڈرا دو اگر اب بھی وہ نہ جائے تو اس کو مار دو[1]

قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ جنات وشیاطین کو اپنی صورتیں بدلنے کی طاقت نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے کلمات وافعال سکھا رکھے ہوں کہ جب وہ ان کلمات کا تکلم کرتے ہوں یا ان افعال کو کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو بدل دیتے ہوں۔ پس ان کے اشکال مختلفہ میں متشکل ہونے کے معنی یہی ہیں کہ جب بھی وہ ان کلمات کا تکلم کرتے ہیں یا ان افعال کو کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مختلف صورتیں بنا دیتے ہیں۔ ان کا بذاتِ خود صورتیں بدلنا محال ہے اس لئے کہ ایک صورت کو چھوڑ کر دوسری صورت اختیار کرنا یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ پہلے ڈھانچہ کو ختم کر دیا جائے اور اجزاء جسمانی کو متفرق کر دیا جائے اور جب اجزاء جسمانی متفرق

---

[1] بھوت پریت کا تذکرہ کیا

ہو جائیں گے تو حیات ہی ختم ہو جائے گی۔ پس ان کے مختلف صورتوں میں متشکل ہونے کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ کلمات سکھا رکھے ہیں ان کو پڑھنے سے ان کی صورتیں بدل جاتی ہیں جیسا کہ ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ کلمات سکھا رکھے ہیں ان کو پڑھ کر وہ مختلف صورتیں بنا لیتے ہیں۔ پس شیطان کا سراقہ بن مالک کی صورت میں متشکل ہونا اور جبرائیل علیہ السلام کا دحیہ کلبی کی صورت میں آنا اور اسی طرح مریم علیہا السّلام کے قصّہ میں کہ وہ ان کے سامنے کامل انسان کی صورت میں آئے تھے ان سب کے معنی یہی ہیں کہ انہوں نے وہ کلمات پڑھے پس وہ مختلف صورتوں میں متشکل ہو گئے اور یہ تاثیر من جانب اللہ ہے اختیاری چیز نہیں ہے

قاضی ابو بکر نے اپنی کتاب مکاید الشیطٰن میں یسیر ابن عمرو کا اثر نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر ابن الخطاب کے سامنے بھوت پریت کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی صورتیں بدلنے کی طاقت نہیں دی لیکن جنات میں کچھ جنات جادوگر بھی ہوتے ہیں۔ پس اگر تم کو کچھ دکھائی دے تو اذان دینی شروع کر دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے چڑیل کے بارے میں معلوم کیا گیا آپ نے فرمایا وہ جادوگر جنات ہوتے ہیں۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ جب تم کو بھوت نظر پڑے تو اذان دے دیا کرو۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو شیطان حضرت ابن عباس کی شکل میں میرے سامنے آتا پس مجھ کو حضرت ابن عباس کی بات یاد آگئی پس ایک روز میں نے اپنے پاس ایک چھری رکھ لی پس وہ آیا میں نے اس پر حملہ کیا اور وہ چھری اس کے پیٹ میں گھسا دی پس وہ دھڑام سے گرا اور اس کے بعد میرے سامنے نہیں آیا۔ حضرت عبد اللہ ابن زبیر نے اپنے کجاوے کے کمبل

پر ایک شخص دیکھا جو صرف دو بالشت کا تھا آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں ازب ہوں آپ نے پوچھا کہ ازب کون ہوتا ہے اس نے کہا کہ میں جن ہوں پس آپ نے اس کے سر پر ڈنڈا مارا اور وہ بھاگ گیا بعض لوگوں نے جنات کے اشکالِ مختلفہ میں متشکل ہونے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جنات اشکالِ مختلفہ کا تصور کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس پر بطور اثر یہ مرتب کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ان کی وہی صورتیں معلوم ہوتی ہیں جن کا وہ تصور کرتے ہیں ان کا حقیقتاً اپنی صورتوں کا متشکل کر دینا یہ محال ہے یعنی یہ محض قوتِ خیالیہ کی کرشمہ سازی ہے حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں ہوتی بہر حال تبدیلِ صورت کی نوعیت چاہے جو ہو مگر یہ بات ثابت ہے کہ ملائکہ اور جنات اپنی صورتوں کو بدل دیتے ہیں اور مختلف صورتیں بناتے رہتے ہیں جیسا کہ شروع باب میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

فصل:۔ شروع میں معتزلہ کا مذہب بیان کیا گیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ جنات کے اجسام بہت رقیق ہوتے ہیں اسی لئے وہ ہم کو نظر نہیں آتے البتہ اللہ تعالیٰ جس کو دکھلانا چاہتے ہیں اس کے لئے ان کے اجسام کو کثیف بنا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچشم خود ان کا مشاہدہ کیا تھا مگر سب کے لئے یہ بات ضروری نہیں بلکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہوتی ہے۔

قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل قرآن مجید میں موجود ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام کثیف کر دیئے تھے چنانچہ لوگ ان کو دیکھا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے بڑی بڑی عمارتیں بنایا کرتے تھے اور بڑے بڑے دیگ بنایا کرتے تھے اور جو سرکش ہوتا تھا آپ اس کو بیڑیوں میں بندھوا کر دریا میں ڈال دیا کرتے تھے یہ تمام صورتیں اس وقت ہو سکتی ہیں جبکہ ان کے اجسام کثیف ہوں اور یہ خصوصیت تھی سلیمان علیہ السلام کی۔

پس اگر اب بھی وہ کسی کو اس طرح نظر آنے لگیں تو اس میں خصوصیت باقی نہ رہے گی۔
پس یہ بات ثابت ہے کہ اس طرح عیاناً جنات کا دیکھنا یہ انبیاء کی خصوصیت ہے۔
ابو قاسم ابن عساکر نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ جو آدمی یہ کہے کہ میں جنات کو عیاناً دیکھتا ہوں اس کی شہادت مردود ہے کیونکہ اس طرح دیکھنا خلافِ عادت ہے۔
اور جو یوں کہے کہ جنات سے میری اخوت ہے وہ بھی مردود الشہادہ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں جنات کو دیکھتا ہوں وہ مردود الشہادۃ ہے چونکہ قرآن کریم میں ہے۔ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم یعنی جنات تم کو دیکھتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے۔ ربیع ابن سلیمان سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ جو شخص چاہے وہ دیندار ہو یہ کہے کہ میں جنات کو دیکھ لیتا ہوں وہ مردود الشہادہ ہے اس طرح کی بات علاوہ انبیاء کے کسی کے حق میں قابلِ قبول نہیں ہے۔

فصل:- ابو قاسم انصاری شرح ارشاد میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان جنات ملائکہ شیاطین جس طرح ان کے الگ الگ صفات پیدا کئے ہیں اسی طرح ان کے قدوقامت بھی الگ الگ ہیں جو بھی انسان کے قدوقامت کا ہوگا اس کو انسان ہی کہا جائے گا اور انسان روح اور ڈھانچہ کا نام ہے جیسا کہ مفسرین کی رائے بھی یہی ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انسان روح کا نام ہے اور روح مٹی سے پیدا نہیں کی گئی ہے اور اس پر موت طاری نہیں ہوتی۔ ان کا یہ قول باطل ہے صحیح رائے وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی پس اگر اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو انسانی ڈھانچہ میں تبدیل فرمادیں تو وہ اس وقت انسان ہی شمار ہوگا اور اس طرح اگر کسی شیطان کو انسانی ڈھانچہ میں تبدیل فرمادیں تو وہ بھی اس وقت انسان ہی شمار ہوگا۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شیطان کو یا فرشتے کو انسان کی

صورت میں تبدیل فرمادیں تو وہ انسان ہی بن جاتا ہے اسی وجہ سے علماء نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل سے جو لوگ بندر بنا دیئے گئے تھے وہ بندر ہی ہو گئے تھے انسانی خصوصیات ان سے ختم کر دی گئی تھیں۔ ملائکہ کی صورت انسان کی صورت سے مختلف ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ اگر ہم نبی فرشتے کو بناتے تو انسانی شکل ہی میں ہوتا۔ واللہ اعلم

ساتواں باب

بعض کتے جنات میں سے ہوتے ہیں۔

حضرت بشر؟ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بصرہ میں منبر پر یہ کہتے سنا ہے کہ کتے بھی جنات میں سے ہوتے ہیں مگر وہ کمزور قسم کے جنات ہوتے ہیں پس اگر کھانا کھاتے وقت کسی کے پاس کتا آجاتے یا تو اس کو بھی کھانا دیوے ورنہ کھانے کو مؤخر کر دے۔ حضرت علی نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ جنات کیسے ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ شریر کتے جنات ہی ہوتے ہیں۔

ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کتے جنات میں سے ہوتے ہیں اگر کھانا کھاتے وقت کوئی کتا آجائے تو اس کو ٹکڑا ڈال دو ان کے بھی جی ہوتا ہے۔

حضرت ابو قلابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کتے ایک امت نہ ہوتی تو میں تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم کرتا مجھے اندیشہ ہے کہ میں ایک امت کو ہلاک نہ کر دوں البتہ ہر کالے کتے کو مار دو کیونکہ وہ جنات میں سے ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ کالے کتے کے نمازی کے سامنے سے گذر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کالے اور سفید میں کیا

فرق ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔

ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہوتا ہے اور شیاطین عموماً کالے کتے کی شکل میں آتے ہیں اور اس طرح کالی بلی بھی شیاطین سے ہوتی ہے کیونکہ سیاہی میں قوت شیطانی زیادہ اثر کرتی ہے اور اس میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کالے کتے کو شیطان قرار دیا حالانکہ وہ کتوں سے پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح اونٹ کو بھی شیطان قرار دیا حالانکہ وہ اونٹ سے پیدا ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو حقیقتاً جن کہنا مراد نہیں بلکہ صرف شرارت میں تشبیہ دینا مقصود ہے کیونکہ کالا کتا زیادہ شریر ہوتا ہے اور اس سے نفع بھی کم ہوتا ہے اور اونٹ کو جنات سے تشبیہ دینا اس سے مراد اس کی سختی ہے۔ کہ وہ جنات کی طرح سخت اور شدید الانتقام ہوتا ہے اور اس طرح کے استعمالات عرف میں خوب ہوتے ہیں بعض آدمی کو بھی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بڑا شیطان ہے

آٹھواں باب

جنات کے مکانات کے بیان میں

حضرت بلال ابن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے پس ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے دور تشریف لے گئے اور میں آپ کے لئے پانی لے کر آپ کے پیچھے پیچھے چلا پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جھگڑے کا سا شور سنا اور میں اس کو

ف۔ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے۔

اچھی طرح سمجھ نہیں سکا پس میں نے آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مسلم اور مشرک جنات مکانات کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے پس میں نے مسلم جنات کو بستیوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہنے کے لئے کہدیا اور مشرک جنات کو پہاڑوں کی وادیوں میں اور جزیروں میں رہنے کے لئے کہدیا۔ اس روایت کے راوی کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ بستیوں کے جنات جس کو لپٹ جاتے ہیں وہ زیادہ پریشان نہیں کرتے اور پہاڑوں کے جنات زیادہ پریشان کرتے ہیں۔

علامہ زمخشری نے ربیع الابرار میں فرمایا کہ بہت سے گاؤں والوں نے ہم سے بیان کیا کہ ہم نے جنگلوں میں خیمے دیکھے اور ان کے پاس آدمی بھی تھے پھر یکایک وہ غائب ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنات ہی ہوتے ہیں۔

موطا امام مالک میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عراق جانے کا ارادہ فرمایا تو ان کو کعب احبار نے کہا کہ آپ وہاں نہ جاویں چونکہ وہاں پر جادو کا بہت چرچا ہے اور برے جنات بہت رہتے ہیں اور وہاں ایک مہلک مرض چل رہا ہے یزید ابن جابر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں مسلمانوں کے مکانات کی چھتوں میں مسلم جنات رہتے ہیں اور صبح و شام ان کے ساتھ کھانے میں شریک رہتے ہیں اور برے شیاطین سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سوراخ میں پیشاب مت کرو کہ اس میں جنات رہتے ہیں۔ ابوالحسنؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نالی کے پاس پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت زید ابن ارقم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت الخلاء میں جنات رہتے ہیں پس جب تم آیا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث اس دعا کا پڑھنے والا آدمی جنات کو نظر نہیں آئے گا اور وہ اس کے ستر کو بھی نہ دیکھ سکیں گے۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ اس دعا کے پڑھنے سے اس شخص کے درمیان

اور جنات کے درمیان ایک آڑ ہو جاتی ہے جنات عموماً گندی اور ناپاک جگہوں میں رہتے ہیں اور وہ لوگ جو شیاطین سے اپنے کچھ کام انجام دلاتے ہیں اور جادو وغیرہ کرتے ہیں وہ بھی عموماً ایسی ہی جگہوں میں بیٹھ کر جنات کا ثواب حاصل کرتے ہیں اور ان سے جو تصرفات اور خرقِ عادت امور صادر ہوتے ہیں وہ سب شیاطین کے اثر سے ہوتے ہیں اور شیطانی قوت اس میں کارفرما ہوتی ہے اور چونکہ وہ لوگ شیطان کی مرضی کے موافق اپنے عقیدے بنا لیتے ہیں اس سے شیاطین ان کی آرزو بھی پوری کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ان کے ایماء سے جنات لوگوں کو مار بھی دیتے ہیں یا کوئی مرض لاحق کر دیتے ہیں اور کبھی ان کے لئے کسی کا مال چرا کر لا دیتے ہیں مگر واضح رہے کہ اس کے اندر نفع سے زیادہ نقصان ہے اور یہ تمام امور خلاف شرع ہیں عنداللہ واجب المواخذہ ہیں اور ان امور کے ہوتے ہوئے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے بلکہ جب تک آدمی خدا کے ساتھ شرک نہیں کرتا اس وقت تک شیاطین اس کے تابع ہی نہیں ہوتے۔

نواں باب

جن چیزوں سے شیاطین کو انسانوں کے مکانوں میں رات گذارنے سے روک دیا جاتا ہے

مسلم شریف ابوداؤد شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوتے سُنا ہے کہ جب آدمی اپنے مکان میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو چونکہ خدا کا نام لینے کی وجہ سے شیطان کا حصہ ختم ہو جاتا ہے اس لئے وہ بطور بددعا کہتا ہے کہ نہ تم کو آرام نصیب ہو اور نہ کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے اور

کھانے کے وقت بھول جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے تجھے آرام ملے مگر کھانا نصیب نہ ہو اور جب دونوں وقت اللہ کا نام لینا بھول جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے تجھے آرام بھی نصیب ہو اور کھانا بھی اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا نام لینے سے شیطان نہ گھر میں رہ سکتا ہے اور نہ کھانے میں شریک ہو سکتا ہے۔

دسواں باب

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔

مسلم شریف اور دیگر کتب احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے رات میں تشریف لے گئے پس مجھ کو غیرت آئی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ پھر تشریف لائے اور میرا حال دیکھ کر فرمایا کہ کیا تجھ کو غیرت آ رہی ہے۔ میں نے کہا آپ جیسی ہستی پر غیرت کیوں نہ آوے آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے شیطان کا اثر ہے میں نے کہا کیا میرے ساتھ شیطان رہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ شیطان رہتا ہے میں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ بھی رہتا ہے آپ نے فرمایا ہاں مگر وہ میرا تابعدار بن کر رہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے اور ایک میں بعینہٖ یہی عنوان ہے مگر اس میں ایک فرشتے کا بھی ذکر ہے جو انسان کو خیر پر ابھارتا رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جن مسلمان ہو گیا تھا اس کو حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو آدم علیہ السلام پر دو چیزوں میں فضیلت ہے اول یہ کہ میرا شیطان کافر تھا وہ مسلمان ہو گیا دوم یہ کہ میرے اہل میرے معاون ہیں بخلاف آدم علیہ السلام کے ان کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی نے ان کو غلطی پر اکسایا تھا جو جنت سے نکلنے کا سبب بنی۔ امام طحاوی نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں

اس روایت کو چند طرق سے بیان کیا ہے جن کا مفہوم قریب قریب ہے اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان سب روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں تمام انسانوں کی طرح ہیں مگر خدا تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے محفوظ فرما دیا اور وہ آپ کا مطیع بن گیا اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب لیٹتے تھے تو شیطان سے پناہ مانگتے تھے چنانچہ آپ دعا پڑھتے تھے۔ بسم اللہ وضعت جنبی اللھم انی اعوذ بک من واجس شیطانی دفک ھانی وثقل میزانی واجعلنی فی الندی الاعلیٰ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان نہیں ہوا تھا شیطان کے مسلمان ہو جانے کے بعد پھر یہ دعا پڑھنا محال ہے واللہ اعلم۔

گیارہواں باب

جنات کے کھانے پینے کے بیان میں

قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ جنات ہمارے طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں جماع کرتے ہیں صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جنات کے کھانے پینے کے بارے میں تین قول ہیں۔

۱:۔ تمام جنات نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں یہ قول سراسر باطل ہے۔

۲:۔ جنات کی ایک قسم کھاتی پیتی ہے اور ایک قسم نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔

۳:۔ تمام قسم کے جنات کھاتے پیتے ہیں۔

پھر جنات کی کیفیتِ اکل میں اختلاف ہے کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ ان کا کھانا پینا ہماری طرح نہیں ہے بلکہ وہ صرف سونگھتے ہیں مگر اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور ایک رائے یہ ہے کہ وہ ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں اس رائے کی مؤید بہت

سی احادیث صریحہ صحیحہ موجود ہیں۔ ابوداؤد شریف میں شیطان کا انسان کے ساتھ کھانے کا تذکرہ موجود ہے اگلے باب میں یہ حدیث شریف آرہی ہے۔ وہب ابن منبہ سے لوگوں نے جنات کے بارے میں معلوم کیا کہ وہ کیا ہیں اور کیا وہ کھاتے پیتے بھی ہیں آپ نے جواب دیا کہ ان کی چند قسمیں ہیں ایک قسم ہوا کے مانند ہے وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور ایک قسم کھاتی پیتی ہے وہ بھوت پریت ہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنات کے کھانے پینے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جس ہڈی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ جنات کے ہاتھ جاکر پُر گوشت بن جاتی ہے اور لید مینگنی ان کے جانوروں کا چارہ ہے وہ سبز قسم کا گھاس بن جاتی ہے اسی واسطے آپ نے ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ جنات کا کھانا ہے۔ متعدد احادیث میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ ایک مرتبہ جنات کا قاصد آپ کے پاس آیا آپ ان کے پاس تشریف لے گئے ان کو قرآن سنایا پھر انہوں نے آپ سے کھانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ مذبوحہ ہڈی تمہارے لئے پر گوشت کردی جائے گی اور لید تمہارے جانوروں کا چارہ ہے پھر آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ ہڈی لید سے استنجا مت کیا کرو کہ تمہارے جن بھائیوں کا کھانا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ڈھیلے طلب کیئے اور یہ فرمایا کہ ہڈی لید مت لانا میں نے آپ سے دریافت کیا کہ اس میں کیا بات ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ جنات کا کھانا ہے۔ جس وقت نصیبین[1] کا وفد میرے پاس آیا اور وہ صالح جنات تھے مجھ سے کھانے کی درخواست کی میں نے خدا سے دعا کی پس ہر ہڈی ان کے لئے پُر گوشت ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے وہاں کے جنات اسلام لائے تھے۔

مسلم شریف کی روایت میں ذکر ہے غیر مذبوح ہڈی کا اور ابو داؤد شریف میں ذکر ہے مذبوح ہڈی کا اور اکثر روایتیں ابو داؤد کے موافق ہیں اس میں تطبیق یہ ہے کہ جس ہڈی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ مسلم جنات کا کھانا ہے اور جس پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا وہ کافر جنات کا کھانا ہے۔ ابو القاسم سہیلی فرماتے ہیں کہ یہ تطبیق درست ہے اور بہت سی احادیث اس کی موید ہیں اور اس میں تردید ہے ان لوگوں کی جو جنات کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ اور جن روایتوں میں کھانے پینے کا ذکر ہے ان کو ظاہر پر محمول نہیں کرتے بلکہ ان میں تاویل کرتے ہیں یہ رائے ان کی غلط ہے اور جن روایتوں میں کھانے پینے کا ذکر ہے وہ اپنے ظاہر پر ہی محمول ہیں۔

ابن العربی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ پس ایک سانپ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان کے قریب اپنا منہ کر دیا اور سرگوشی کرنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں ہاں فرمایا اور وہ چلا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک جن تھا۔ مجھ کو یوں کہہ رہا تھا کہ آپ اپنی امت کو ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے منع فرما دیں کیونکہ یہ ہمارا کھانا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنات کھاتے پیتے ہیں اور شروع میں ایک حدیث آئی تھی جس میں تذکرہ تھا کہ جنات مسلمانوں کے گھروں کی چھت میں رہتے ہیں اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہتے ہیں اس روایت کا ان لوگوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے جو یوں کہتے ہیں کہ جنات کھاتے پیتے نہیں۔ عام روایتیں اسی کو بتلا رہی ہیں کہ تمام جنات کھاتے پیتے ہیں۔ قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ جنات کا لطیف الاجسام ہونا کھانے پینے کے منافی نہیں ہے البتہ ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں تمام علماء کا اجماع ہے کہ وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور صحیح روایتوں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔

بارہواں باب

شیطان کے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کے بیان میں

مسلم ابوداؤد ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے ہرگز مت کھاؤ پیو اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے اور حضرت نافع کی روایت میں اس کا اضافہ ہے کہ بائیں ہاتھ سے نہ کچھ دو اور نہ کچھ لو۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ داہنے ہاتھ سے پیو داہنے ہاتھ لو داہنے ہاتھ دو اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اسی سے پیتا ہے اسی سے لیتا ہے اسی سے دیتا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں کہ اسی روایت میں دلیل ہے کہ شیاطین کھاتے پیتے ہیں اگرچہ بعض حضرات نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کھانا پینا شیاطین کو پسند ہے مگر یہ تاویل پسندیدہ نہیں ہے بلکہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے کیونکہ جب تک کسی لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے کا موقع ہوتا ہے معنی مجازی کی طرف رجوع کرنا مناسب نہیں ہے اور کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ شیاطین کھاتے پیتے ہیں مگر ان کا کھانا صرف سونگھنا ہوتا ہے چبانا نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھانے کو بائیں ہاتھ میں لے کر سونگھتے ہیں مفسرین کرام کی رائے ہے کہ و شارکھم فی الاموال والاولاد سے مراد حرام جگہ مال خرچ کرنا اور زنا سے حرام بچہ ہونا ہے۔

(واللہ اعلم)

تیرہواں باب

جنات کو کھانے میں شریک ہونے سے کس طرح رد کیا جائے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتے تو جب تک آپ بنفسِ خود کھانا شروع نہ فرماتے کوئی شروع نہ کرتا ایک مرتبہ ہم کھانا کھا رہے تھے اور ایک لونڈی آئی اور اس نے کھانے میں شریک ہونا چاہا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک دیہاتی آیا اس نے بھی شریک ہونا چاہا آپ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ شیطان بغیر اللہ کے نام کے کھانے میں شریک ہونا چاہتا ہے اور وہ ان دونوں کو اس مقصد سے لایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان دونوں کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے

(مسلم، ابوداؤد)

حضرت امیہ ابن مخشی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا جب اس کے کھانے میں سے صرف ایک لقمہ رہ گیا تو اس نے "بسم اللہ اولہ وآخرہ" کہا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آئی پھر آپ نے فرمایا کہ شیطان برابر اس کے کھانے میں شریک تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو شیطان نے کھانے کی قے کر دی (ابوداؤد شریف)

معاویہ ابن نفیل فرماتے ہیں کہ میں عنبسہ ابن سعید کے پاس بیٹھا ہوا تھا اسی اثناء میں ان کے ثعلبہ ابن سہیل آ گئے پس عنبسہ نے ان سے کہا اپنا چشم دید کوئی واقعہ سناؤ جو عجیب ہو انہوں نے کہا میں روزانہ سحری میں پینے کے لئے پانی رکھا کرتا تھا اور سحری میں وہ نہ ملتا تھا پس ایک روز میں نے سورہ یٰسٓ دم کر کے رکھا پس وہ پانی وہیں ملا اور دیکھتا کیا ہوں کہ ایک اندھا شیطان گھر کے چاروں طرف گھوم رہا ہے۔

(کتاب مکاید الشیطان لابن ابی الدنیا) وکتاب العجائب

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان برائی تلاش کرتا رہتا ہے اور بہت چاٹنے والا ہے اس سے ڈرتے رہو اور جو آدمی اس حال میں سوئے کہ اس کے ہاتھ میں کھانے کی بو آرہی ہو اور اس کو کوئی تکلیف پہنچ جاوے تو وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے یعنی رات کو کھانے کے بعد ہاتھ صاف کر کے سونا چاہیئے مبادا کہ کوئی موذی جانور کاٹ لے (ترمذی، ابو داؤد)

چودھواں باب

جنات کے توالد و تناسل کے بیان میں

اللہ تعالیٰ[1] حوروں کے اوصاف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کو کسی جن و انس نے بغرض جماع نہیں مس کیا ہوگا (سورہ رحمٰن)

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ جنات کے لئے جماع ثابت ہے اس آیت کریمہ کے بارے میں اگرچہ علماء کی مختلف رائے ہیں مگر صحیح تو یہی ہے کہ اس سے مراد جماع ہے ایک آیت میں ارشاد ہے کہ کیا تم شیطان اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہے اس آیت میں شیطان کے لئے ذریت ثابت کی گئی ہے۔ جو جماع کی غرض اصلی ہے۔ قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ ذریت بیوی بچوں کو کہتے ہیں۔ اور لطیف چیز سے لطیف چیز کا پیدا ہونا بعید نہیں ہے اس لئے کہ ہم بہت جانوروں کو دیکھتے ہیں جو نہایت ہی لطیف ہوتے ہیں یہی حال جنات کا ہے کہ ان سے لطیف اولاد ضرور

لہ[1] لم یطمثھن انس الآیہ۔

پیدا ہوتی ہے علامہ زمخشری نے کشاف میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے بہت سی مرتبہ پرانی کتابوں کے اندر دیکھا ہے کہ ان میں بہت ہی باریک کیڑے ہوتے ہیں جو تیز نظر والوں کو بھی بغیر حرکت کئے ہوئے نظر نہیں آئیں گے جب وہ ساکن ہوتے ہیں تو سکون کی وجہ سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اگر انہیں ہاتھ سے چھیڑا جائے تو حرکت کرتے ہیں اور اپنا بچاؤ کرتے ہیں اس سے خدا کی کاریگری کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے کس قدر باریک جانوروں کے ہاتھ پیر دل ودماغ بنائے اور ان کے اندر روح پھونکی اور اس سے بھی لطیف الخلقت جانور ہو سکتے ہیں خدا کی ذات کو کوئی مشکل نہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں بناتے ہیں خدا ہر چیز پر قادر ہیں۔

پندرھواں باب

جنات کے مکلف ہونے کے بیان میں

ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک جنات احکام شرعیہ کے مکلف ہیں قرآن کریم کا ارشاد ہے فبای الآء ربکما تکذبان (سورۂ رحمٰن) اس آیت کے مخاطب باتفاق جن وانس ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جنات احکام شرعیہ کے مکلف ہیں۔

قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ تمام ائمہ مجتہدین کا جنات کے مکلف ہونے پر اتفاق ہے۔ فرقہ والے کہتے ہیں کہ جنات اپنے افعال کے صادر کرنے میں مجبور ہیں مکلف نہیں ہیں ان کی یہ رائے باطل ہے کیونکہ قرآن کریم میں جا بجا شیاطین کی مذمت ہے اور ان پر لعنت کی ہے اور ان کے شر سے ڈرایا گیا ہے اور ان کے عذاب کا تذکرہ

کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی زجر و توبیخ اسی کو ہو سکتی ہے جو محارم کا مرتکب ہو اور اوامر و نواہی کا منکر ہو۔ پس یہ صریح دلیل ہے ان کے مکلف ہونے کی نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیاطین پر لعنت فرمائی اور لوگوں کو ہدایت کی کہ شیاطین معاصی کی طرف بلاتے ہیں اور دلوں میں برے وسوسے ڈالتے ہیں اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جنات مکلف ہیں اور قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جنات نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قرآن کریم سنا اور اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور کفر و شرک سے توبہ کی اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف ہیں اور اس کے علاوہ بہت سی آیات میں ان کے مکلف ہونے کا ذکر ہے غرضیکہ جنات کا مکلف ہونا اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

سولہواں باب

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل جنات میں کوئی نبی ہوا ہے

تمام متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہے کہ جنات میں سے کبھی کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ انسانوں ہی میں سے نبی اور رسول ہوتے ہیں۔ ابن عباسؓ، ابن جریجؒ، مجاہدؒ وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور شروع کتاب میں دوسرے باب کے آخر میں گذر چکا ہے کہ جنات نے آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل اپنے نبی بادشاہ یوسف کو قتل کر دیا تھا اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جنات میں سے جنات کی طرف نبی مبعوث کئے گئے ہیں حضرت ضحاکؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل جنات میں سے کوئی نبی جنات کی طرف مبعوث کیا گیا ہے آپ نے قرآن

کریم کی آیت پڑھی جس میں ذکر ہے کہ انسان اور جنات میں ان ہی جنس سے نبی بھیجے گئے ہیں۔ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی۔ حضرت ضحاک نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جنات میں سے کچھ جنات نبی ہوتے ہیں جس طرح انسانوں میں سے ہوتے ہیں۔ ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ جن نبی انسانوں کی طرف بھی مبعوث کئے گئے ہوں جس طرح یہ ممکن ہے کہ انسان بھی جنات کی طرف بھیجے گئے ہوں مگر یہ احتمال فاسد ہے بلکہ اس آیت کا مفہوم یہی ہے کہ انسانوں کی طرف انسان نبی بھیجے گئے اور جنات کی طرف جنات نبی بھیجے گئے ابن حزم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی انسان نبی جنات کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوا کرتا تھا اور ظاہر ہے کہ جنات انسانوں کی قوم و جنس سے نہیں ہیں اس لئے یہ طے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی انسان نبی جنات کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا ابن حزم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم بالیقین جانتے ہیں کہ جنات نے بھی اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرایا ہے اور ان میں بھی نبی ہوتے ہیں قرآن کریم کی آیت یا معشر الجن والانس (الآیہ) دلالت کر رہی ہے اس سے بھی حضرت ضحاک کی رائے کو تقویت ملتی ہے کہ جنات میں بھی نبوت کا سلسلہ رہا ہے نیز حضرت ضحاک کی رائے کے موافق ابن عباس کی حدیث ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ومن الارض مثلھن اس سے مراد سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہاری طرح نبی ہوتے ہیں اور تمہارے آدم کی طرح آدم ہوئے ہیں اور تمہارے نوح کی طرح نوح ہوئے ہیں اور تمہارے ابراہیم کی طرح ابراہیم ہوئے ہیں اور تمہارے عیسیٰ کی طرح عیسیٰ ہوئے ہیں۔ حافظ ذہبی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت اور ذکر کی ہے سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہر زمین میں تمہارے جیسے ابراہیم آئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث علی شرط الشیخین ہے اور اس کے تمام رجال آئمہ ہیں اور جمہور علماء نے اس آیت کی تفسیر جس میں جنات کے رسول ہونے کا ذکر ہے یہ کی ہے کہ انسانوں کی طرف اللہ نے رسول بھیجے ہیں اور جنات کے رسولوں سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے انسان رسولوں سے خدا کا کلام سُنا اور اپنی قوم کو ڈرایا انسانوں کی طرح رسول ہونا مراد نہیں ہے۔ ابن عباس، مجاہد ابن جریج وغیرہ سے بھی اس کی تفسیر اسی طرح مروی ہے۔

سترہواں باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ عامہ جنات کو بھی شامل ہے

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جن و انس سب کی طرف ہوئی ہے صحیحین میں جابر ابن عبداللہ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں جو کسی نبی کو نہیں ملی ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اس حدیث شریف میں لفظ "ناس" واقع ہے۔ ناس کے معنی سمجھدار اور صاحبِ فکر حیوان کے آتے ہیں آئمہ سنت کا اتفاق ہے کہ لفظ ناس کے عموم میں جنات بھی داخل ہیں۔
صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسود اور احمر کی طرف اسود کے معنی

سیاہ کے آتے ہیں اور احمر کے معنی سرخ کے آئے ہیں۔ اسود واحمر سے کیا مراد ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے کچھ علماء کی رائے ہے کہ اس سے مراد عرب اور عجم ہیں کیونکہ عجمی عموماً سرخ اور سفید ہوتے ہیں اور عربی عموماً گندم گوں اور سیاہ ہوتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد جن وانس ہیں اور بعض نے کہا اس سے مراد سیاہ وسرخ ہیں البتہ اسود سے جنات مراد لینا یہ قرین قیاس ہے چونکہ جنات ارواح کے مشابہ ہیں اور ارواح کو اسودہ کہتے ہیں جیسا کہ حدیث معراج میں ذکر ہے کہ آپ نے آدم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے دائیں بائیں اسودہ یعنی ارواح تھیں اور حضرت ابن مسعود لیلۃ الجن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ اسودہ یعنی ارواح مراد جنات ہیں آئیں اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں صراحۃً جنات کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جن وانس اور ہر سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

ابن عبدالبر نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جن وانس کی طرف بشیر ونذیر بنا کر مبعوث کیئے گئے ہیں اسمیں کسی کا اختلاف نہیں اور منجملہ فضائل کے ایک فضیلت آپ کو تمام نبیوں پر یہ ہے کہ آپ کی بعثت عام ہوئی ہے اور آپ کو اپنی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔

اور ابن حزم نے فرمایا ہے کہ اکثر علماء نے اپنی تصانیف میں یہی ذکر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی طرف مبعوث کیئے گئے ہیں اور امام الحرمین نے اپنی کتاب ارشاد[1] میں تحریر فرمایا ہے کہ ہم بالیقین اس بات کو جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی طرف مبعوث کیئے گئے تھے اور علامہ ابن تیمیہ نے

---

[1] ایک کتاب کا نام ہے۔

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جن وانس کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور لوگوں پر واجب ہے کہ وہ ایمان لائیں اور آپ کی اطاعت کریں اور جس چیز کو آپ حلال کہیں اس کو حلال مانیں اور جس کو حرام کہیں اس کو حرام مانیں اور اللہ اور اس کے رسول جس چیز کو واجب قرار دیں اس کو واجب جانیں اور جس چیز کو وہ پسند کریں اس کو لوگ بھی پسند کریں۔ اور ان کی ناپسندیدہ چیزوں کو برا جانیں اور واضح رہے کہ جس آدمی کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی واضح دلیلیں آچکی ہوں اور پھر بھی وہ آپ پر ایمان نہ لائے چاہے وہ جن ہو یا انسان مستحق عذاب ہوگا اس پر تمام صحابہ تابعین اور آئمہ مسلمین اور تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔
انتہی کلامہ قرآن کریم میں جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قرآن پاک سننے کا واقعہ مذکور ہے اور اسی میں یہ بھی ہے کہ وہ جنات آپ پر ایمان لے آئے تھے (سورۂ احقاف میں اس کی تفصیل ہے) جب یہ واقعہ آپ کو پیش آیا تو سبحانہ اللہ آپ کو حکم ملا کہ اس کو لوگوں کو سنا دیں چنانچہ آپ نے قل اوحی إلیّ انہ الستمع الخ یہ سورت تلاوت فرمائی تاکہ لوگ جان سکیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور اس سورت میں تذکرہ ہے کہ تمام انسانوں پر اور تمام جنات پر واجب ہے خدا پر ایمان لانا اور آخرت کے دن پر ایمان لانا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا جب کہ اسی صورت میں ذکر ہے کہ کچھ انسان جنات کو خدا کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ بہت سے لوگ وادیوں میں آیا کرتے تھے چونکہ وہاں پر جنات کی کثرت ہوتی ہے بمقابلہ دیگر جگہوں کے پس یوں کہا کرتے تھے کہ میں اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں بیوقوفوں سے اور اس کے علاوہ بھی دیگر افعال شرکیہ کیا کرتے تھے۔ حجاج ابن علاط سمی کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ

وہ کسی قافلہ کے ساتھ مکہ میں آئے راستہ میں ایک پرخطر وادی میں پڑاؤ کیا جس میں کثرت سے درندے رہا کرتے تھے ان سے کسی سوار نے کہا کہ کھڑے ہو جائیے اور قافلہ کے واسطے جنات وغیرہ سے امن طلب کیجیئے پس انہوں نے قافلہ کا چکر کاٹتے ہوئے ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے اس وادی کے جنات کی پناہ چاہتا ہوں تاکہ ہم صحیح سلامت واپس چلے جاویں پس اسی اثناء میں انہوں نے کسی پڑھنے والے کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا یا معشر الجن والانس۔الآیہ۔ پس جب وہ مکہ پہنچے تو کفار قریش کو اپنا واقعہ سنایا انہوں نے سن کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی محمدؐ پر ایمان لاکر بددین ہو گیا ہے یہ کلام تو محمد پر اترتا ہے انہوں نے کہا ہم سب نے سنا ہے اور وہ سچ ہے پس آپ ایمان لے آئے اور ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں جاکر ایک مسجد تعمیر کی جو ان ہی کے نام سے مشہور ہوئی اس واقعہ میں بھی ذکر ہے کہ بہت سے انسان جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے جیسا کہ خود انہوں نے پناہ مانگی تھی۔

جب جنات دیکھتے ہیں کہ انسان ان کی پناہ مانگ رہا ہے اور ان کے سامنے اپنے کو ذلیل کر رہا ہے تو ان کی سرکشی اور بڑھ جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو آدمی ان کے بادشاہوں کے نام کی قسم کھا کر منتر کرتا ہے تو وہ اس کو پورا کر دیتے ہیں اور اس کو لوگوں میں کچھ برتری حاصل ہو جاتی ہے اور جنات خوب جانتے ہیں کہ انسان کا مرتبہ ان سے بلند ہے مگر جب وہ اس کے باوجود اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے تو وہ اس کی حاجت روائی کر دیتے ہیں جیسا کہ کوئی بڑا آدمی چھوٹے کے سامنے گڑگڑائے اور وہ اس کی تنگ حالی دیکھ کر اس کی حاجت روائی کر دے یہی حال جنات کا ہے کہ وہ انسان کی خستہ حالی دیکھ کر اپنی تعظیم کے گھمنڈ میں آکر اس کی حاجت روائی کر دیتے ہیں جنات کا جو وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا اور اس نے

ایمان قبول کیا تھا اور پھر جاکر اپنی قوم سے کہا تھا کہ خدا کے رسول کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ عامہ جنات کو بھی شامل ہے اور پھر جنات کا اپنی قوم سے یہ کہنا کہ جو خدا کے رسول کی بات نہیں ماننے گا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ وہ خود ہی گمراہ ہو رہا ہے یہ واضح دلیل ہے اس بات کی جو بھی جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاوے گا وہ کافر ہے۔

اٹھارہواں باب

جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور قرآن سننا

ابن اسحاق رح فرماتے ہیں کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل طائف سے مایوس ہوکر مکہ واپس آرہے تھے راستہ میں آپ نے ایک کھجور کے باغ کے پاس قیام فرمایا پس جب رات ہوئی آپ نے تہجد کی نماز شروع فرمائی اسی اثناء میں نصیبین[1] کے سات جنات کا وہاں سے گذر ہوا انہوں نے قرآنِ کریم سنا اور وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جاکر اپنی قوم کو ڈرایا اور ان کو دعوتِ دین پیش کی جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ احقاف میں ذکر فرمایا ہے صحیحین کی حدیث میں ابن عباس رض سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جنات کو قرآن سنایا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے بلکہ واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے چند اصحاب کے سوق عکاظ میں تشریف لے جارہے تھے اسی اثنا میں شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا اور ان کے اوپر آگ کے تارے ٹوٹنے لگے پس جب شیاطین اپنی قوم کے پاس آتے اور انہوں

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے۔

نے قصہ سنایا تو انہوں نے کہا یقیناً کوئی نئی بات دنیا میں پیش آئی ہے جس کی وجہ سے یہ معاملہ ہمارے ساتھ پیش آیا ہے پس وہ اس کی تحقیق کے لئے تمام دنیا میں پھیل گئے پس ان میں سے کچھ لوگ جو حجاز کی طرف آئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ان کا گذر ہوا اس وقت آپ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے پس جب ان کے کانوں میں قرآن کی آواز آئی تو انہوں نے غور سے سننا شروع کر دیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ اس وجہ سے ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا ہے جس کو قرآن کریم نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا منع فرمانا کہ حضورؐ نے جنات کے سامنے قرآن نہیں پڑھا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ میں آپ نے نہ قصداً ان کو سنایا ہے اور نہ دیکھا ہے بلکہ آپ تو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے بالکل ہی ان کو سنایا اور دیکھا نہیں ہے چونکہ ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ جنات ہی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا اور ان کے ذریعہ دعوتِ دین جنات کے پاس پہونچائی تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عباس کا یہ کہنا کہ آپ نے ان کو کلام نہیں سنایا اور نہ ان کو دیکھا کہ اس سے مراد نماز فجر ہے جب آپ نماز پڑھا رہے تھے اور نماز سے فراغت کے بعد بھی کلام نہ کرنا اس سے ثابت نہیں ہے بلکہ آپ کا ان کو قاصد بنا کر بھیجنا دلیل ہے کہ آپ نے ان سے کلام بھی فرمایا ہے اور ان کو دیکھا بھی ہے جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے کہ جب جنات اپنی قوم کے پاس پہونچے تو انہوں نے کہا کہ اے قوم خدا کے داعی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ۔ تمہاری مغفرت کر دی جائے گی اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ نماز سے فراغت پر آپ نے جنات کو جمع کیا اور ان کو دعوتِ دین پیش کی اور وہ مشرف بالاسلام ہوئے اس کے بعد اپنی قوم کو جا کر ڈرایا۔ نیز حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے واقعہ سے بھی پتہ

چلتا ہے کہ حضرت ابن عباس کا انکار کرنا یہ مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس خاص واقعہ کے ساتھ مخصوص ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود آپ کے ساتھ تھے آپ جنات کو دعوتِ دین دینے کے واسطے تشریف لے گئے اس وقت آپ نے ایک دائرہ بنایا کہ اے ابن مسعود جب تک میں نہ آؤں تو یہاں سے نہ ہٹنا اس کے بعد آپ آگے تشریف لے گئے اور جنات کو قرآن سنایا اور ان کو دعوتِ دین پیش کی اس واقعہ کے باوجود ابن عباس کا منع فرمانا ظاہر ہے کہ وہ نماز کی حالت مراد ہے مطلقاً عدم کلام مقصود نہیں ہے۔ علامہ بیہقی نے فرمایا ہے کہ ابن عباس سے جو مروی ہے کہ آپ نے جنات کو قرآن نہیں سنایا اور نہ ان کو دیکھا اس سے مراد وہ پہلا واقعہ ہے جبکہ جنات کو آپ کی اطلاع ہوئی تھی اس وقت نہ آپ نے ان کے سامنے قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا جیسا کہ ابن عباس نے بیان فرمایا ہے پھر دوبارہ جنات کا قاصد آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا آپ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کو قرآن سنایا جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود کی روایت میں ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ان کے نشانات بھی دکھلائے اور ان کے کھانے کے تیار کرتے وقت جو آگ کے نشانات رہ گئے تھے وہ بھی دکھلائے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عباس کا وہ انکار پہلے قصہ کے ساتھ متعلق ہے جبکہ آپ سوق عکاظ تشریف لے جا رہے تھے جیسا کہ صحیحین کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ابن مسعود کو دونوں قصے یاد تھے اس لئے وہ دونوں کی روایت کرتے ہیں۔ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قصہ یہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی نخلہ میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے جب جنات نے سنا تو آپس میں کہا کہ چپ ہو کر سنو پس اس پر قرآن کی آیت واذ صرفنا الیک نفرا من الجن الآیہ۔ نازل ہوئی اور دوسرا قصہ صحیحین میں ہے کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کی اطلاع ایک درخت

نے دی تھی اس کی تفصیل عنقریب آرہی ہے علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عباس کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً جنات کو قرآن نہیں سنایا تھا بلکہ انہوں نے خود سنا تھا اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سننے کا علم نہ تھا اور نہ ہی آپ نے ان سے کلام فرمایا تھا بلکہ جب قرآن کریم کی سورت قل اوحی الی ۔ الخ ۔ نازل ہوئی اس وقت آپ کو خدا نے بتلایا کہ تمہاری زبانی جنات نے قرآن سنا تھا اور وہ مسلمان ہو گئے تھے ۔ علامہ قرطبی کی اس تحقیق کے ابن عباس کی اس روایت میں جس میں ذکر ہے کہ آپ نے نہ ان کو قرآن سنایا اور نہ ان سے کلام کیا اور ان کی ان روایات میں جن میں ذکر ہے کہ آپ نے جنات کو قرآن سنایا اور ان سے کلام فرمایا جیسا کہ ابن مسعود کی حدیث میں گذر چکا تطبیق ظاہر ہے اور روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے جو کچھ بیان کیا وہ قرآن کریم کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کی خبر نہیں تھی اور نہ آپ نے ان کو قرآن سنایا تھا بلکہ آپ تو فجر میں نماز کے اندر تلاوت فرمار ہے تھے اور جنات اس بات کی تحقیق کے لئے نکلے ہوئے تھے کہ آج ہمیں آسمان پر جانے سے کیوں روک دیا گیا اور ہمارے آگ کے انگارے کیوں مارے جار ہے ہیں اس وقت جنات نے قرآن سنا اور ایمان لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر بذریعہ قرآن دی گئی قل اوحی الی ۔ الخ ۔ نازل فرماکر ابن عباس اسی واقعہ کو نقل فرماتے ہیں اور وہ اس طرح ہے جس طرح آپ نقل فرماتے ہیں کہ نہ آپ نے ان کو قرآن سنایا اور نہ ان سے کلام فرمایا اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ حضرات دوسرے واقعہ کو نقل فرماتے جو اس طرح پر ہے کہ اس کے بعد پھر دوبارہ جنات آپ کے پاس حاضر ہوتے آپ نے ان کے سامنے سورۃ رحمٰن کی تلاوت فرمائی جب بھی آپ فبای الآء ربکما تکذبان تلاوت فرماتے جس کا ترجمہ یہ ہے

کہ اے جن وانس اپنے رب کی کس کس نعمت کی ناشکری کرو گے تو وہ جنات کہتے کہ اے
ہمارے رب تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں ہم آپ کی کسی نعمت کی ناشکری نہیں کرتے
ان دونوں واقعوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں اور
ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دونوں روایتوں کے محل الگ الگ ہیں پس
ابن عباسؓ کا یہ فرمانا کہ آپ نے جنات سے کلام نہیں فرمایا اور نہ ان کو قرآن سُنایا یہ بھی درست
اور ابنِ مسعودؓ کا یہ فرمانا کہ آپ نے جنات سے کلام فرمایا تھا اور ان کو قرآن بھی سنایا تھا
یہ بھی درست یہ سب اس وقت ہے جبکہ دونوں واقعوں کو الگ الگ قرار دیا جائے
اور اگر ایک ہی واقعہ قرار دیا جائے تو اس وقت ابن مسعودؓ کی رائے زیادہ معتبر ہوگی کیونکہ
ابن مسعودؓ خود لیلۃ الجن کے واقعہ میں شریک تھے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ ابنِ مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا تھا اور مجھ کو فرمایا
تھا کہ میرے آنے تک اس سے مت نکلنا اور ابن عباس اس وقت دودھ پیتے بچے تھے
کیونکہ قصہ جن ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین سال قبل پیش آیا اور واقدی نے فرمایا
کہ نبوت کے گیارہویں سال میں پیش آیا اور ابن عباسؓ حجۃ الوداع کے سال میں بارہ
تیرہ سال کی عمر میں تھے اس لئے ابن مسعودؓ کی رائے زیادہ معتبر ہوگی۔ علامہ سہیلی نے
فرمایا کہ وہ جنات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے وہ قبل از اسلام یہودی
تھے اسی لئے انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السّلام کے بعد وہ نبی آیا ہے
یوں نہیں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا ہے اور جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہلی مرتبہ آنا ہجرت سے تین سال کے قریب پہلے واقع ہوا ہے اور معراج
سے پہلے ہوا ہے واقدی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف دعوتِ دین کے
لئے ستائیس شوال کو تشریف لے گئے تھے اور آپ پچیس دن تشریف فرما رہے اور
مکہ مکرمہ میں آپ کی واپسی تیئس ۲۳ ذی قعدہ بروز منگل کو ہوئی پھر آپ مکہ مکرمہ میں

تین ماہ رہے اور حجون[1] کے جنات آپ کے پاس ربیع الاوّل ۱۱؁ نبوی کو آئے تھے۔

فصل:۔ جو جنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان لائے تھے اور وہ پہلی مرتبہ آپ کے پاس آئے تھے ان کے اعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ وہ سات تھے حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ وہ سات تھے تین حران[2] کے رہنے والے تھے اور چار نصیبین کے رہنے والے تھے اور حضرت ثوری سے مروی ہے کہ وہ نو تھے اور حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے علامہ سہیلی نے فرمایا کہ تفاسیر میں ان کے نام بھی ذکر کیئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔ شاصر، ماصر، منشی، ماشی، احقب۔ ابن درید نے بھی انہیں پانچ کا تذکرہ کیا ہے۔ عمر ابن عبد العزیز کے فضائل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ کسی جنگل میں جا رہے تھے پس انہوں نے ایک مرا ہوا سانپ دیکھا اور اس کو اپنی چادر کے ٹکڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا پس انہوں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے سرق میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سرق تو کسی جنگل میں مرے گا اور تجھ کو ایک صالح آدمی دفن کرے گا پس حضرت عمر ابن عبد العزیز نے کہا کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے اس نے کہا میں ان جنات میں سے ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سن کر ایمان لائے تھے ان میں سے میں اور یہ سرق زندہ ہیں اب یہ بھی مر گیا ہے یہ روایت بہت ہی متعدد طرق سے مروی ہے جو سب کے سب قریب المفہوم ہیں نہایت لطیف فرق سے متعدد راویوں نے اس کا ذکر کیا ہے منشا سب کا ایک ہی ہے اس لئے ان متعدد طرق کو ترک کر دیا گیا۔

---

[1] ایک گھاٹی کا نام ہے۔

[2] ایک جگہ کا نام ہے۔

اہل علم اصل کتاب کی مراجعت فرمادیں۔

ابن اسحاق نے ان کے اسماء نو شمار کرائے ہیں۔ حاسا، شاصر، ماصر، زمین، زغصم، سرق، عمرو ابن الجمانتہ، عمرو بن جابر

انیسواں باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنات کے سامنے قرآن کریم پڑھنا اور ان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جمع فرمانا

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا تم میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی آپ کے ساتھ نہیں تھا بلکہ صورتِ حال یہ تھی کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس اچانک ہم سے غائب ہوگئے پس ہم نے آپ کو وادیوں میں گھاٹیوں میں تلاش کرنا شروع کر دیا جب آپ نہیں مل سکے تو ہم نے سوچا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے نہ پکڑ لیا ہو اور ہماری پوری رات شدید اضطراب میں گذری پس جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ آپ حراء کی جانب سے آرہے ہیں پس ہم نے آپ سے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا میرے پاس جنات کا قاصد آیا تھا میں نے جا کر ان کو قرآن سنایا اور انہوں نے مجھے کھانے کے بارے میں سوال کیا میں نے کہا کہ ہر مذبوحہ ہڈی تمہارے لئے پر گوشت کر دی جایا کرے گی اور لید تمہارے جانوروں کا چارہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ہڈی اور لید سے استنجا نہ کیا کریں یہ جنات کا کھانا ہے اور آپ نے ہم کو ان کے نشانات اور ان کی آگ کے نشانات بھی دکھلائے اور یہ جنات جزیرہ کے رہنے

والے تھے۔ (مسلم ابوداؤد)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ رات اس رات سے دوسری ہے جس میں ابن مسعودؓ آپ کے ساتھ تھے اور آپ نے ایک دائرہ بنایا تھا اور ابن مسعودؓ کو اس میں سے باہر نکلنے سے منع فرمادیا تھا۔ ابن مسعودؓ کا آپؐ کے ساتھ جانا اس کو علامہ بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ جنات کو دعوتِ دین دینے کے لئے میرے ساتھ کون چلے گا پس ابن مسعود کے علاوہ کوئی نہیں آیا اور ابن مسعود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی بالائی سمت کی طرف چلے گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے ایک دائرہ بنایا اور ابن مسعود سے فرمایا کہ میرے آنے تک اس سے باہر نہ نکلنا پس آپ آگے چلے گئے اور آپ نے کھڑے ہو کر قرآن کریم کی تلاوت شروع فرمادی پھر آپ کے پاس بہت سے جنات جمع ہو گئے اور صبح تک آپ ان کے ساتھ مشغول رہے۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے لید ہڈی ان کے لئے بطور کھانا دی اور فرمایا کہ اس سے استنجا مت کیا کرو اور بعض روایات میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کے رسول ہونے کی گواہی کون دے تاکہ ہم ایمان لے آویں آپ نے ان سے کہا کہ اگر یہ درخت گواہی دیدے تو تم ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہا کہ بیشک ایمان لے آویں گے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا وہ آگیا آپ نے اس سے کہا کہ تو گواہی دے کہ میں رسول ہوں اس نے کہا کہ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں اس حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں آپ کے ساتھ تھے پھر ابن مسعود کا یہ کہنا کہ آپ کے ساتھ ہم میں سے کوئی نہیں گیا ظاہر ہے کہ اس سے مراد کوئی دوسری لیلۃ الجن ہے کیونکہ لیلۃ الجن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے جیسا کہ عنقریب آرہا ہے اور یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ

آپ جس وقت قرآن سنانے کے لئے جنات کے پاس گئے تھے اور آپ ان کو قرآن سنا رہے تھے اس خاص مجلس میں ہم میں سے کوئی نہیں تھا چونکہ آپ کا صحابہ میں اعلان فرمانا کہ میرے ساتھ کون چلے گا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور پھر صحابہ کا آپ کو تلاش کرنا جیسا کہ علقمہ کی حدیث میں گذر چکا ان دونوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ ان دو متضاد باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں جس میں آپ نے صحابہ میں اعلان فرمایا کہ اگر کوئی جانا چاہے تو چل سکتا ہے اور صرف ابن مسعودؓ آپؐ کے ساتھ گئے یہ اور ہے اور جس رات میں صحابہؓ نے آپ کو تلاش کیا اور یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں دشمنوں نے نہ آپؐ کو اِدھر اُدھر کر دیا ہو یہ اور ہے۔ اس کے بغیر کلام کے تعارض کو ختم نہیں کیا جا سکتا پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں ایک نہیں ہیں اگرچہ علامہ سہیلیؒ نے لیلۃ الجن کا واقعہ ایک ہی بتلایا ہے مگر یہ درست نہیں بلکہ متعدد بار پیش آیا ہے۔

لیلۃ الجن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جنات کا آپ کے پاس آنا اور آپ کا ان کو دعوت دین پیش کرنا مکہ مدینہ میں متعدد بار پیش آیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں بھی لیلۃ الجن میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن مسعود کی حدیث سے ذکر کیا ہے کہ عمرو بن غیلان فرماتے ہیں کہ میں ابن مسعودؓ کے پاس آیا اور ان سے معلوم کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لیلۃ الجن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ذرا مجھ کو وہ قصہ سنا دیجئے کس طرح پیش آیا پس آپ نے فرمایا کہ ایک روز اصحاب صفہ میں سے ہر آدمی کو ایک ایک صحابی اپنے اپنے گھر کھانا کھلانے کے واسطے لے گئے اور میں رہ گیا مجھ کو کوئی نہیں لے گیا پس اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے آپ نے فرمایا یہ کون ہے میں نے کہا کہ ابن مسعود ہوں آپ نے فرمایا کہ تجھ کو کوئی نہیں لے گیا میں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چل

کہ شاید میں تجھ کو کوئی چیز کھلا دوں پس میں آپ کے ساتھ چل دیا اور آپ حضرت ام سلمہ کے حجرہ کے پاس تشریف لائے مجھ کو باہر کھڑا کر دیا اور آپ اندر تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد ایک بچی اندر سے آئی اس نے کہا کہ ابن مسعود گھر میں کوئی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے کے لئے فرمارہے ہیں پس میں واپس آ گیا اور مسجد میں جا کر زمین پر لیٹ گیا تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ وہ بچی پھر آئی اور اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو یاد فرمارہے ہیں میں اس کے پیچھے چل دیا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا دیں گے جب میں اس پہلی جگہ پہنچ گیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کی چھڑی ہے آپ نے اس کو میرے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میں جہاں جاؤں گا تو وہاں میرے ساتھ چلے گا۔ میں نے کہا ضرور چلوں گا آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا میں نے تینوں بار یہی جواب دیا اس کے بعد آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چل دیا یہاں تک کہ ہم بقیع الغرقد[1] میں پہونچ گئے پس آپ نے اپنی چھڑی سے ایک دائرہ بنایا اور مجھ کو حکم فرمایا کہ اس میں بیٹھ جا اور میرے آنے تک اس سے مت نکلنا پس آپ آگے چلے گئے اور آپ مجھ کو نظر آرہے تھے پس میں دیکھتا ہوں کہ ایک سیاہ غبار سا اڑا اور پھر ختم ہو گیا پس میں نے سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جاؤں ہو سکتا ہے کہ قبیلہ ہوازن آپ کو قتل کرنے کی کوشش کر رہا ہو اور میں جا کر آپ کی مدد کروں اور شور مچادوں مگر ساتھ ہی مجھ کو آپ کی بات یاد آ گئی کہ آپ نے اس سے نکلنے سے منع فرمایا ہے پس میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی چھڑی سے بھگا رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ پس وہ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ چلے گئے

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے۔

پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے دریافت کیا کہ تو میرے بعد میں سو گیا تھا میں نے کہا کہ نہیں بلکہ میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ ہوازن نے نہ پکڑ لیا ہو اور میں آپ کی مدد کے لئے آواز دینے ہی والا تھا کہ اچانک مجھ کو آپ کی چھڑی کی آہٹ سنائی دی جبکہ آپ ان کو بھگا رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس دائرہ سے نکل جاتا تو کوئی نہ کوئی جن تجھے ضرور مزاحمت کرتا پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے کچھ دیکھا ہے میں نے کہا کہ ہاں سیاہ قسم کے گندہ لغل لوگ تھے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ نصیبین کے جنات کا وفد تھا اور انہوں نے مجھے کھانے کے بارے میں بھی پوچھا تھا پس میں نے ان کو ہڈی اور لید بتلا دی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سے کیا ہوگا آپ نے جواب دیا کہ جب وہ ہڈی اٹھائیں گے تو وہ ان کے ہاتھ میں پر گوشت ہو جاوے گی اور لید کے اوپر وہ دانے پیدا ہو جائیں گے جو اس کے اندر اس دن تھے جس دن اس کو کسی جانور نے کھایا تھا پس تم ان سے استنجا مت کیا کرو یہ لیلۃ الجن کا قصہ ہجرت کے بعد مدینہ کا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں بھی آپ کے ساتھ تھے اور بقیع الغرقد میں آپ نے حلقہ بنایا تھا اور اس میں ابن مسعودؓ بیٹھے تھے اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ الجن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا تھا۔ امام احمد ابن حنبل نے ابن مسعود کی ایک اور روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں تھا کہ اچانک آپ کا سانس پھولنے لگا میں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہوا آپؐ نے فرمایا کہ میری جان نکلنے کو ہو رہی ہے میں نے کہا کہ پھر آپؐ اپنا خلیفہ متعین فرمادیں۔

آپؐ نے پوچھا کہ کس کو؟ میں نے کہا کہ ابو بکرؓ کو۔ آپؐ نے سکوت فرمایا۔ اور کچھ دیر بعد آپؐ کی وہی حالت ہوئی۔ میں نے پھر کہا کہ آپ اپنا خلیفہ

متعین فرمادیں آپ نے فرمایا کس کو میں نے کہا عمرؓ کو آپ نے پھر سکوت فرمایا اور کچھ دیر کے بعد آپ کی پھر وہی حالت ہوئی میں نے پھر کہا کہ اپنا خلیفہ متعین فرمادیں آپ نے پوچھا کس کو میں نے کہا علیؓ کو اس وقت آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر لوگ اس کی اطاعت کریں گے تو سب کے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے اس حدیث شریف میں اگرچہ مدینہ کا ذکر نہیں ہے مگر ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ ہی میں پیش آیا تھا۔ اس لئے کہ جب لیلۃ الجن کا واقعہ مکہ میں پیش آیا تھا اس وقت حضرت علی خلیفہ بننے کی عمر میں نہیں تھے اس لئے کہ حضرت علی کا انتقال ۴۰ھ میں رمضان شریف میں ہوا تھا اور آپ کی کل عمر اٹھاون سال ہوئی ہے اور لیلۃ الجن کا واقعہ مکہ میں ہجرت سے تین سال قبل پیش آیا تھا جیسا کہ پیچھے گذر چکا پس اس وقت حضرت علی کی عمر چودہ پندرہ سال کے قریب ہوگی ایسی عمر میں خلافت کے بارے میں ان کا نام پیش کرنا بعید ہے پس معلوم ہوا کہ یہ مدینہ کا واقعہ ہے جبکہ آپ کی عمر کافی ہو چکی تھی اور آپ خلیفہ بننے کے لائق ہو چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لیلۃ الجن کا واقعہ مدینہ منورہ ہی میں پیش آیا نیز آپ کا یہ فرمانا کہ میری وفات کا وقت قریب آرہا ہے اور میری جان نکلنے کو ہورہی ہے جیسا کہ ابھی اس واقعہ میں گذر چکا ہے اس سے بھی لیلۃ الجن کے مدینہ میں واقع ہونے کی تائید ہوتی ہے اگرچہ حافظ ابو نعیم نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس کے اندر استخلافِ علی کا ذکر ہے اور اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ کا ہے عنقریب اس کا ذکر آئے گا اس سے مذکورہ بالا تحقیق پر زد پڑتی ہے بہر حال جو بھی صورتِ حال ہو ہر ایک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنات کے وفود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں متعدد بار مکہ میں مدینہ میں آئے ہیں حضرت زبیر ابن العوام نے بھی ایک واقعہ لیلۃ الجن کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی مدینہ ہی میں پیش آیا تھا ابن مسعود کا واقعہ بقیع الغرقد میں پیش آیا تھا اور ان کا واقعہ جبال مدینہ

سے دور کی جگہ میں پیش آیا تھا اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ متعدد بار جنات کو مکہ میں مدینہ میں آپ نے دعوتِ دین دی تھی۔

وفودِ جنات کی توجیہہ تطبیقِ روایاتِ مختلفہ وتعیین وفودِ جنات۔

حافظ ابونعیم فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوگیا تو آپ کو کچھ پریشانی لاحق ہوئی اور آپ تعاون کے لئے اہل طائف کے پاس تشریف لے گئے پس انہوں نے آپ کے ساتھ مکہ والوں سے بھی زیادہ برا سلوک کیا اور آپ وہاں سے آزردہ خاطر ہو کر واپس لوٹے جبریل علیہ السلام ملک الجبال کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کی مدد کریں اور ان کو تباہ کریں آپ نے فرمایا کہ ان کو معاف کرتا ہوں شاید ان کی پشت سے کوئی دیندار موحد پیدا ہووے۔ جب آپ واپس آرہے تھے تو باذنِ خداوندی آپ کی خدمت میں کچھ جنات حاضر ہوتے اور مشرف باسلام ہوئے۔ اور دعوتِ دین انہوں نے اپنی قوم کو بھی پیش کی یہ سب اس واسطے کیا گیا تاکہ آپ کو تسلی ہو کہ میری امت میں جنات بھی شامل ہیں اور وہ بھی دین کو قبول کرتے ہیں اور اہل طائف کا انکار کرنا دعوت کو قبول نہ کرنا اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرنا اس میں بھی آپ کے درجات بلند ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ خدا میری مدد کریں گے۔ مگر چونکہ انسانی طبیعتیں جلدی متاثر ہو جاتی ہیں اس لئے آپ کو ایک گونہ ان کے انکار سے اذیت ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا کہ آپ کے ہاتھ پر جنات کی ایک جماعت ایسی وقت ایمان لائی جو آپ کی تسلی کا باعث بنا اور وہ تقریباً تین سو تھے پھر انہوں نے جاکر اپنی قوم کو ڈرایا اور آپ کے دین کی دعوت پیش کی اس کے بعد پھر تین ماہ کے بعد آپ کے پاس آئے اور آپ نے رات کو ان کو قرآن سنایا اور کھانے کے لئے ہڈی اور لید بتلائی کہ اس میں تمہارے لئے گوشت اور دانے منجانب اللہ پیدا کر دیئے جائیں گے پس آپ کے اس معجزے

سے جنات کو یقین ہو گیا کہ یقیناً آپ سچے نبی ہیں اور آپ کا دین سچا دین ہے اور اسی طرح وہ واقعہ جس میں آپ نے عبداللہ ابن مسعود کے لئے ایک دائرہ بنا کر ان کو اس میں بٹھایا تھا اور آپ جنات کو دعوت دینے کے لئے آگے تشریف لے گئے تھے اور اسی طرح زبیر ابن العوام کا واقعہ ان کو بھی ایک بار آپ اپنے ساتھ لیلۃ الجن میں لے گئے تھے اور ان کو ایک قسم کی دہشت طاری ہو گئی تھی یہ واقعات اس لئے پیش آتے تھے تا کہ آپ کو تسلی ہو جائے کہ اگرچہ انسانوں نے اس وقت میری دعوت پر لبیک نہیں کہا مگر جنات نے میری دعوت کو قبول کر لیا ہے اور وہ ایمان لے آئے ہیں۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لیلۃ الجن میں تنہا نہیں تھے بلکہ آپ کے ساتھ صحابی بھی تھے جیسا کہ ان دونوں واقعوں سے معلوم ہو رہا ہے پھر حضرت علقمہ کا یہ کہنا کہ عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ لیلۃ الجن میں کوئی نہیں تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت آپ ان کے سامنے تلاوت فرما رہے تھے اس خاص مجلس میں کوئی نہیں بلکہ آپ تنہا تھے کیونکہ ابن مسعودؓ کو تو آپ ایک حلقہ بنا کر اس میں رہنے کے لئے فرما کر چلے گئے تھے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے اس رات میں دائرہ کے اندر بھی کوئی نہیں رہا بلکہ دائرہ کے اندر خود ابن مسعود رہے اور ایک مرتبہ حضرت زبیر ابن العوام بھی رہے اور جنات کے وفود آپ کے پاس یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مشرف باسلام ہوتے رہے اور جب بھی جنات کا کوئی وفد آپ کے پاس آتا آپ ان کو قرآن کریم سناتے اور ان کو کھلانے کے لئے ہڈی اور لید فرمایا کرتے تاہم انسانوں کی طرح تمام جنات بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ بہت سے اپنے کفر پر مُصر رہے جیسا کہ بہت سے انسان بھی اپنے کفر پر مُصر رہے اور یہ کافر جنات خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو پریشان کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات ایک عفریت جن میری نماز خراب

کرنی چاہتا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے اس کے اوپر قابو دے دیا میں نے اسے پکڑ کر ایک ستون سے باندھنے کا ارادہ کیا تاکہ صبح کو آپ حضرات بھی دیکھ لیتے مگر مجھ کو اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا خیال آ گیا کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ اے رب مجھ کو ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے بعد اس جیسی کسی کو نہ ملے پس میں نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا اور اس جیسی احادیث آئندہ ابواب میں آرہی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ مدینہ کے علاوہ دیگر مواقع میں بھی جنات کے وفود آئے تھے جیسا کہ بلال ابن حارث سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے آپ جنگل میں تشریف لے گئے میں پانی لے کر آپ کے ساتھ چل پڑا پس دیکھتا کیا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قسم کا شور ہو رہا ہے پس آپ نے مجھ کو آواز دی اور مجھ سے پانی طلب فرمایا اس کے بعد میں نے آپ سے اس شور کے بارے میں دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ مسلم اور کافر جنات کا جھگڑا ہو رہا تھا میں نے مسلم جنات سے کہا کہ تم آبادیوں کے پاس رہا کرو اور کافر جنات سے کہا کہ تم پہاڑوں کی وادیوں میں رہا کرو یہ حدیث جنات کے مکانات کے باب کے تحت گذر چکی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں حجون[1] کے علاوہ دوسری رات میں بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں جیسا کہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ کی جانب لے گئے آپ نے ایک دائرہ بنایا اور مجھ کو اس میں بیٹھنے کے لئے فرما دیا کہ جب تک میں نہ آؤں اس سے مت نکلنا اس کے بعد آپ پہاڑ کے پاس چلے گئے پس پہاڑ کے اوپر سے لوگ اترنے شروع ہوئے میں نے سوچا کہ کہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مار دیں اور میں نے اپنی تلوار سونت

[1] ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے پاس سب سے پہلے جنات کو دعوتِ دین دینے کا واقعہ پیش آیا تھا۔

لی پھر مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آگیا اور میں وہیں رک گیا جب صبح ہوئی آپ واپس تشریف لائے اور مجھ کو وہیں پایا پھر میں نے اپنا گذرا ہوا حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس سے نکل جاتا تو قیامت تک میں تجھ کو نہ ملتا پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں ڈال کر فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ تجھ پر جن وانس ایمان لاویں گے انسان تو ایمان لا چکے اور جنات کو تو دیکھ ہی رہا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا وقت قریب آگیا میں نے کہا کہ آپ ابو بکرؓ کو خلیفہ بنادیں آپ نے سکوت فرمایا پھر میں نے کہا کہ عمرؓ کو خلیفہ بنادیں آپ نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا میں نے کہا کہ علیؓ کو خلیفہ بنادیں اس وقت آپ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کا کوئی شریک نہیں ہے اگر تم اس کے ہاتھ پر بیعت کر لو گے اور اس کی اطاعت کرو گے تو وہ تم سب کو جنت میں داخل کرا دے گا۔

امام بیہقی نے ابن مسعودؓ کی ایک روایت اس طرح ذکر کی ہے اور اسی طرح عباس دوری نے ابن مسعودؓ کی ایک روایت اس طرح ذکر کی ہے حضرت ابو عبیدہؓ نے ابن مسعود کو خط لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ جنات کو قرآن سنایا انہوں نے جواب دیا کہ حجون کے پاس پس ان احادیث کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ الجن کا واقعہ چھ مرتبہ پیش آیا۔

۱۔ جس میں صحابہ کو یہ اندیشہ لاحق ہو گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے ادھر ادھر نہ کر دیا ہو جیسا کہ شروع باب میں گذر چکا۔

۲۔ حجون کے پاس۔

۳۔ اعلام مکہ میں جبکہ آپ پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔

۴۔ بقیع الغرقد میں ان تینوں راتوں میں ابن مسعود ہی آپ کے ساتھ تھے جیسا کہ روایات میں گذر چکا۔

۵۔ مدینہ سے باہر اس میں زبیر ابن العوام آپ کے ساتھ تھے۔

۶۔ کسی سفر میں جبکہ بلال ابن الحارث آپ کے ساتھ تھے۔ واللہ اعلم

حضرت جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ رحمان کی تلاوت کی اور اس کو پورا پڑھ دیا پھر فرمایا کہ تم سب خاموش ہو تم سے اچھے جنات تھے جب میں نے ان کے سامنے اس کو پڑھا تھا جب میں فبای الآء ربکما تکذبان کہتا تھا تو جنات کہتے تھے اے رب ہم آپ کی کسی نعمت کی ناشکری نہیں کرتے تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔

۲۰واں باب

جنات کے مسلک کا بیان

قرآن کریم نے بتلایا ہے کہ خود جنات نے کہا تھا کہ ہم میں کچھ لوگ نیکوکار ہیں اور کچھ بدکار ہیں یعنی مختلف المذاہب ہیں کافر بھی ہیں مسلمان بھی ہیں اہل سنت بھی ہیں بدعتی بھی ہیں اور جنات میں مسلمان بھی ہیں اور ظالم بھی ہیں۔ مسلمان رشد و ہدایت والے ہیں اور ظالم جہنم کا ایندھن ہیں اور پہلے گذر چکا ہے کہ نصیبین کا وفد جنات مسلکاً یہودی تھا جیسا کہ خود انہوں نے کہا تھا ایسی کتاب ہم نے سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے اور ایک مرتبہ ایک جن مرا ہوا ملا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ یہ عمرو ابن الجمانہ ہے اس کو محنش ابن جوشن نصرانی جن نے قتل کیا ہے۔

امام احمدؒ نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں نقل کیا ہے کہ جنات میں قدریہ بھی ہیں مرجئیہ بھی ہیں شیعہ بھی ہیں۔ اور حضرت قتادہ سے کناط ائق قتادًا کی تفسیر میں مروی ہے کہ ان کے مختلف مذاہب ہیں۔

۲۱واں باب

جنات کا انسانوں کے ساتھ مل کر عبادت کرنا اور خیرات کرنا

یزید رقاشی فرماتے ہیں کہ صفوان مازنی ابن محرز جب تہجد کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے تو ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہنے والے جن بھی کھڑے ہوتے تھے اور ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور قرآن سُنتے تھے۔ اس روایت کے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے یزید سے پوچھا کہ ان کو اس کا علم کیسے ہوا انہوں نے کہا کہ ایک روز صفوان ابن محرز نے ایک شور سُنا جس سے ان کو گبھراہٹ ہوئی پس ان کو آواز آئی کہ اے بندہ خدا ڈر نا مت ہم تو تیرے جن بھائی ہیں تیرے ساتھ اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد اس حرکت سے وہ مانوس ہو گئے اور وہ گبھراہٹ جاتی رہی۔

اسی طرح ایک قصہ عبداللہ ابن صفوان کا ہے کہ وہ بیت اللہ کے قریب تھے اچانک باب عراق کی جانب سے ایک سانپ آیا اور اس نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا پھر حجر اسود کا استلام کیا پس اس کو عبداللہ ابن صفوان نے کہا کہ اے جن تو نے عمرہ کر لیا ہے ہمارے بچے تجھ سے ڈرتے ہیں اب تو چلا جا پس وہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص خیبر سے تنہا چلا اور اس کے پیچھے دو آدمی ہو گئے اور ان دو آدمیوں کے پیچھے ایک آدمی اور ہو گیا وہ ان دو کو کہہ رہا تھا کہ واپس چلو واپس چلو یہاں تک کہ ان کے آگے ہو کر ان کو واپس کر دیا پھر وہ آدمی اس خیبر والے کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ دونوں شیطان تھے اس لئے میں نے ان کو بھگایا ہے اور جب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچ جاوے

تو میرا سلام کہنا اور میری طرف سے یہ عرض کرنا کہ میں اپنے صدقات کو جمع کررہا ہوں اگر آپ کے مناسب ہوں تو میں بھیج دوں پس جب وہ آدمی مدینہ آیا اس نے قصہ سُنایا اس کے بعد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا چلنے سے صحابہ کو منع فرمادیا۔ واللہ اعلم

۲۲واں باب

جنات کو اعمالِ حسنہ کے ثواب ملنے کے بیان میں

علماء کے اس بارے میں دو قول ہیں اول یہ کہ ان کو آگ سے نجات دیکر کہہ دیا جائے گا کہ مٹی بن جاؤ جیسا کہ بہائم کے ساتھ بھی اسی طرح کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کی بھی یہی رائے ہے جسکو ابن حزم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ لیث ابن ابی سلیم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنات کا ثواب یہ ہے کہ ان کو جہنم سے نجات دے کر کہہ دیا جائے گا کہ مٹی بن جاؤ۔ ابن شاہین نے کتاب العجائب والغرائب میں ابوالزناد کی روایت نقل کی ہے کہ جب جنتی جنت میں چلے جاویں گے اور جہنمی جہنم میں تو اللہ تعالیٰ مومن جنات کو اور باقی جانوروں کو کہیں گے کہ تم سب مٹی ہو جاؤ تو اس وقت کافر کہیں گے کہ کاش ہم بھی مٹی بن جاتے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ طاعت کا ثواب ملے گا اور معصیت کا عذاب ابن ابی لیلیٰ، امام مالک، امام روزی، امام ابویوسف، امام محمد، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ان کے متبعین ان سب حضرات کی یہی رائے ہے۔ ابن عباس سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا جنات کو ثواب ملے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان کو ثواب وعذاب دونوں ہوں گے۔ یزید ابن ارطاق فرماتے ہیں کہ میں نے حمزہ ابن حبیب سے دریافت کیا کہ کیا جنات کو ثواب ملے گا انہوں نے کہا کہ ہاں اور دلیل میں "لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ" تلاوت فرمائی۔ ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں

کہ جنات کو ثواب ملے گا اور اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے " وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا " یعنی ہر شخص کو اس کے عمل کے مناسب درجات ملیں گے ابن صلاح فرماتے ہیں کہ زیات مالکی سے کسی نے پوچھا کہ کیا جنات کو ثواب ملے گا انہوں نے کہا کہ ہاں اور دلیل میں یہی آیت اوپر والی تلاوت کی ابن صلاح فرماتے ہیں کہ ابن وہب سے لوگوں نے جنات کے ثواب کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کہ ثواب ملے گا اور دلیل میں یہی آیت تلاوت کی ابن صلاح کہتے ہیں کہ ابن القاسم کہتے تھے کہ جنات کو ثواب ملے گا اور دلیل قرآن کی آیت ہے " وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ " (الخ) اس آیت میں مسلم جنات کے لئے رشد و ہدایت کی خوشخبری ہے اور کافر جنات کے لئے جہنم کا ایندھن ہونے کا تذکرہ ہے۔ ابن رشد کہتے ہیں کہ ابن القاسم کے استدلال میں کوئی شبہ نہیں بالکل ظاہر ہے قاسطون کے معنی راہ حق سے ہٹا ہوا اور جنات میں کافر و مشرک یہود و نصاریٰ بتوں کے پوجنے والے ہر قسم کے لوگ ہیں۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ " وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ " اس سے مراد مسلم جنات ہیں اور " وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ " سے مراد کافر و مشرک جنات ہیں۔ اور طَرَائِقَ قِدَدًا کے معنی مختلف المذاہب ہیں یعنی یہود و نصاریٰ مجوسی بتوں کے پوجنے والے۔ مغیث بن سمی فرماتے ہیں کہ خدا کی ہر مخلوق جن و انس کے علاوہ جہنم کی چیخ و پکار کو سنتی ہے اور جن و انس پر ثواب و عتاب ہے۔

۲۳ واں باب

کافر جنات کا جہنم میں جانا

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کافر جنات آخرت میں معذب ہوں گے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت میں ہے " النار مثوی لھم " یعنی جہنم ان کا ٹھکانا ہے اور سورۃ

جن میں آیت ہے "واما القاسطون فکانوا لجھنم حطبا" یعنی کافر و مشرک جنات جہنم کا ایندھن ہے۔

۲۴واں باب

مومن جنات کا جنت میں جانا

علمائے کے اس بارے میں چار اقوال ہیں اول یہ کہ وہ جنت میں جائیں گے جمہور علمائے کا مسلک یہی ہے ابن حزم نے اسی قول کو ملل میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہماری بھی یہی رائے ہے اس کے بعد علمائے کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ جنت میں جا کر وہاں کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوں گے یا نہیں۔ حضرت مجاہد سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا جنات جنت میں جائیں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ جائیں گے لیکن وہ کھائیں گے نہیں بلکہ ان کو تسبیح و تقدیس الہام کی جائے گی اور اس میں ان کو وہ مزا آئے گا جو کھانے میں آتا ہے۔ حارث محاسبی فرماتے ہیں کہ جنات جنت میں جائیں گے ہم ان کو دیکھیں گے وہ ہم کو نہیں دیکھ سکیں گے جیسا کہ وہ دنیا میں ہم کو دیکھتے ہیں ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔

دوسرا[۲] قول یہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ جنت کے فناء میں رہیں گے انسان ان کو دیکھیں گے وہ انسانوں کو نہیں دیکھ سکتے امام مالک و شافعی و احمد و ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ سے بھی یہی قول منقول ہے ابن تیمیہؒ نے بھی اس کو نقل کیا ہے ابن حزم نے امام ابو یوسف سے جو قول نقل کیا[ے]

ے اس باب کے شروع میں یہ قول گذر چکا۔

ہے یہ اس کے خلاف ہے لیث ابن ابی سلیم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنات نہ جنت میں جائیں گے نہ جہنم میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابوالجن کو جنت سے نکال دیا تھا دوبارہ نہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے نہ اس کی ذریت کو تیسرا قول یہ ہے کہ وہ اعراف میں رہیں گے اس میں ایک حدیث بھی ثابت ہے جس کا ذکر عنقریب آرہا ہے چوتھا قول اس بارے میں توقف کرنا " قول اوّل کے قائلین نے چند طریقوں سے استدلال کیا۔

۱۔ قرآن وحدیث کی تصریحات جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ہے " وازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید " یعنی جنت متقیوں کے قریب کردی گئی ہے دوسری آیت میں ہے کہ متقیوں کے واسطے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جس کی وسعت زمین وآسمان کے برابر ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے جس نے خالص دل سے کلمہ توحید پڑھا وہ جنت میں جائے گا کیونکہ جنات جس طرح وعیدوں کے مخاطب ہیں اس طرح وعدوں کے بھی بطریق اولیٰ مخاطب ہوں گے اور سب سے واضح دلیل قرآن کی آیت ہے " ولمن خاف مقام ربہ جنتان " (الخ) اس آیت میں جن و الانس کو خطاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بطور احسان اس کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم تم کو ایسی ایسی صفت کی جنت دیں گے پس یہ بات یقینی ہے کہ جب وہ ایمان لائیں گے تو یقیناً ان کو بھی بطور احسان جنت ضرور ملے گی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ رحمٰن صحابہ کے سامنے تلاوت فرمائی اور وہ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا کہ تم سے اچھا جواب جنات نے دیا تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے اس کی تلاوت کی تھی جب بھی " فبای آلاء ربکما تکذبان " کہتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ اے رب تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں ہم تیری کسی نعمت کی ناشکری نہیں کرتے (ترمذی)

۲- ابن حزم نے استدلال کیا ہے قرآن کریم کی آیت " اعدت للمتقین " یعنی متقیوں کے واسطے جنت تیار ہے اور قرآن نے مومن جنات کا مقولہ ذکر کیا ہے " وانا لما سمعنا الھدیٰ امنا بہ " یعنی جب ہم کو ہدایت کی خبر ملی تو ہم ایمان لے آئے اور اس طرح " قل اوحی الی " الخ اور اسی طرح قرآن کی آیت " ان الذین امنوا وعملو الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ " الخ اس آیت میں جنتیوں کی صفت ذکر کی ہے اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ ہے اور یہ وصف جن وانس سب کو شامل ہے اس سے ایک قسم مراد لینا ہرگز ممکن نہیں ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی عام خبر بیان فرمادیں اور اس سے خاص مراد لیں اور اس کو بیان نہ فرمادیں یہ ایک گونہ تضاد بیانی ہے خدا تعالیٰ اس سے بری ہیں نیز اس کی تصریح کردی گئی ہے کہ جنت میں جانے والوں میں سے مومن جنات بھی ہیں۔

۳- ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ضمرہ ابن حبیب سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا جنات جنت میں جاویں گے آپ نے فرمایا کہ ہاں اور استدلال میں قرآن کی آیت " لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان " تلاوت فرمائی جنیات جنوں کے لئے ہیں انسیات انسانوں کے لئے ہیں اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جنات بھی حوروں سے جماع کریں گے اور حوروں سے جماع کرنا جنت کے علاوہ ناممکن ہے پس ثابت ہوگیا کہ جنات جنت میں جاویں گے۔

۴- ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مخلوق چار ہیں ایک مخلوق پوری جنتی ہے اور ایک پوری جہنمی ہے اور دو مخلوق جنتی و جہنمی ہیں پوری جنتی مخلوق ملائکہ ہیں اور پوری جہنمی شیاطین ہیں اور جنتی و جہنمی جن وانس ہیں۔ ان کے لئے ثواب وعتاب ہے۔

۵- عقلی طور پر بھی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کفار جنات کو ڈرایا ہے

تو پھر کیا وجہ ہے کہ مومن جنات جنت میں نہ جاویں حالانکہ خدا تعالیٰ عادل و منصف ہیں علیم و کریم ہیں اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کریم میں ان ملائکہ کو بھی ڈرایا گیا ہے جو یوں کہیں کہ ہم خدا ہیں حالانکہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے اس کے چند جوابات دیئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس سے مراد ابلیس ملعون ہے۔ ابن جریج نے "ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ بات علاوہ شیطان کے کسی فرشتے نے نہیں کہی اس نے لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دی ایسے ملعون کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خدا کا دشمن شیطان ہے۔ جب اس نے آدم کو سجدہ کرنے کے بارے میں حجت کی تھی تو اللہ نے اس کو مردود و شیطان قرار دے دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے ظالموں کا بدلہ یہی ہے (طبری) دوسرے یہ کہ اس آیت سے عموم بھی مراد لیں تو اس طرح کی بات ملائکہ سے صادر نہیں ہو سکتی بلکہ یہ تو شرط ہے اور شرط کا وقوع ضروری نہیں ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ قرآن کی آیت "لئن اشرکت لیحبطن عملک" اور جنات میں کافر ہیں اور جہنم میں ضرور جائیں گے۔

تیسرے اگرچہ ملائکہ علیہم السلام کو جنت نہیں ملے گی مگر ایک صحیح قول کے مطابق ان کے مناسب ان کو نعمتیں ضرور ملیں گی۔ قولِ ثانی کے قائلین نے قرآن کے اس جملہ سے استدلال کیا ہے "ویجرکم من عذاب الیم" اس میں دخول جنت کا ذکر نہیں ہے حالانکہ مقام کا تقاضا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے اس استدلال کے علماء نے چند جوابات دیئے ہیں۔

۱۔ سکوت و عدم علم نفی کی دلیل نہیں ہے اگرچہ ان کے دخولِ جنت کے بارے میں سکوت کیا ہے اور کوئی اطلاع نہیں دی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جنت

میں نہیں جائیں گے۔

۲۔ "ویجرکم من عذاب الیم" یہ انہوں نے اس وقت کہا تھا جب اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرا رہے تھے اور جنت کا ذکر مقام بشارت میں آیا کرتا ہے۔

۳۔ یہ عبارت دخولِ جنت کی نفی کی مقتضی نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں جا بجا ہے کہ پہلے رسولوں نے اپنی قوم کو ڈرایا اور ان کے سامنے جنت کا تذکرہ نہیں کیا جیسا کہ حضرتِ نوح کے قصّہ میں ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تمہارے اوپر ایک دردناک بات کا اندیشہ کر رہا ہوں اور اسی طرح حضرتِ شعیب علیہ السلام کے قصّہ میں ہے کہ انہوں نے بھی اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرایا تھا اور بہت سے رسولوں کے قصوں میں ہے نیز تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مومن جنات جنت میں جائیں گے

۴۔ "ویجرکم من عذاب الیم" سے ہی پتہ چل رہا ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ جس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس کو عذاب سے رہا کر دیا جائے گا اور وہ رسولوں کی شریعت کو مانتا ہوگا وہ بیشک جنت میں جائے گا۔ قولِ ثالث کے قائلین نے اس حدیث شریف سے استدلال کیا ہے جس کے راوی حضرت انس ہیں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن و کافر جنات کو ثواب و عتاب ہوگا ہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ان کو ثواب کس طرح ملے گا آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ اعراف میں رہیں گے۔ پھر ہم نے اعراف کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اعراف جنت کی دیوار ہے اس میں نہریں جاری ہیں اور درخت وغیرہ بھی ہیں۔ حافظ ذہبیؒ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ (ھذا منکر جداً)

۲۵واں باب

مومن جنات کو جنت میں دیدار خداوندی کا حاصل ہونا

ابن عبدالسلام نے اپنی کتاب قواعد صغراں میں تحریر فرمایا ہے کہ مومن جنات کو جنت میں دیدار خداوندی نصیب نہ ہوگا اور جنت میں رویت باری انسانوں کے لئے خاص ہے۔ چونکہ جب ملائکہ علیہم السلام کو بھی دیدار باری تعالیٰ جنت میں نصیب نہ ہوگا تو یقیناً جنات کو بدرجہ اولیٰ نصیب نہ ہوگا ابن عبدالسلام نے بطور استدلال فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء واولیاء کو معارف وعلوم سے نوازا اور ان کو ایمان عطا فرما کر اپنی طاعت کی توفیق دی اور اس پر اپنی رضامندی اور جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا اور جا بجا قرآن میں ایسے لوگوں کو بشارتیں دیں اور اس قسم کی کسی چیز کا وعدہ ملائکہ سے نہیں فرمایا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ملائکہ علیہم السلام کے اجسام بشری اجسام سے بدرجہا اعلیٰ ہیں اور ان کی ارواح اگر معرفت خداوندی میں انسانی ارواح سے اکمل واشرف ہوں تب تو یقیناً ان کا مرتبہ بڑا ہوگا اور اگر انسانی ارواح کے مساوی ہیں تو پھر ملائکہ کی فضیلت انسان پر صرف جسمانی ہوگی چونکہ ان کے اجسام نور سے بنائے گئے ہیں اور انسانی اجسام گوشت وخون کا مجموعہ ہیں اور چونکہ انسان سے خدا تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا اور اپنے دیدار کا وعدہ فرمایا اور اپنی قربت کا وعدہ فرمایا ہے تو اس حیثیت سے انسان ملائکہ سے افضل ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ کسی انسان کو معرفتِ خداوندی میں بھی ملائکہ سے افضلیت حاصل ہو جائے تو وہ ملائکہ سے دونوں اعتبار سے افضل ہوگا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی طاعات ملائکہ سے بڑھی ہوئی ہیں جیسا کہ جہاد کرنا، صبر کرنا، نفس سے مجاہدہ کرنا امر بالمعروف

نہی عن المنکر کرنا، امامت کا فریضہ انجام دینا، مصائب پر صبر کرنا، مشقتوں کو برداشت کرنا اور مشقت آمیز عبادات کرنا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بطور جزا ان کو خوشخبری دی اور اپنے دیدار کی خوشخبری دی اور اپنی رضامندی کی خوشخبری دی اور یہ چیزیں ملائکہ کے لئے ثابت نہیں ہیں اگرچہ ملائکہ رات دن تسبیح کرتے رہتے ہیں چونکہ بعض مرتبہ ہلکا سا عمل بڑی سے بڑی تسبیح سے افضل بن جاتا ہے بعض سوتے ہوئے نماز پڑھنے والوں سے افضل ہوتے ہیں۔ نیز ارشادِ خداوندی ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ بہترین مخلوق ہیں اور ملائکہ بھی مخلوق ہیں لہذا ان سے بھی بہتر ہوں گے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ شاید ملائکہ خدا تعالیٰ کو دیکھ لیں گے جیسا کہ نیک لوگ دیکھیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ عامۃً ہی دیدار سے بہرہ اندوز نہیں ہونگے اس سے ثابت ہوگیا کہ دیدار خداوندی سے بہرہ اندوز ہونا یہ بشر ہی کا خاصہ ہے جنات و ملائکہ اس سے مستثنیٰ ہیں بشر نام ہے اولادِ آدم کا اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوالبشر ہیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث شفاعت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ابوالبشر ہیں۔ قرآن کریم کی آیت "لا تدرکہ الابصار" اس سے مومنین مستثنیٰ ہیں اور اس میں ملائکہ داخل ہیں اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے جنات کو بھی شامل ہے پس ثابت ہوگیا کہ جنات کو بھی جنت میں دیدار نہ ہوگا۔

۲۶واں باب

کیا جن کے پیچھے نماز ہو جائے گی

ابن ابی الصیرفی حنبلی حرانی نے اپنے شیخ ابوالبقاء سے نقل کیا ہے کہ ان

سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا جن کے پیچھے نماز ہو جائے گی انہوں نے کہا کہ ہاں کیونکہ وہ بھی مکلف ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے حنبلی حضرات کے نزدیک جن کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔

۲۷واں باب

جنات کے ساتھ جماعت منعقد ہونے کے بیان میں

امام احمد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ میں ہم چند آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا آج میرے ساتھ جنات کی تبلیغ کے لئے کون چلے گا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھ ایک پانی کا برتن اٹھا لیا پس جب ہم مکہ کے باہر پہونچ گئے تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے جنات آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک دائرہ بنا دیا اور مجھے حکم دیا کہ میرے آنے تک اسی جگہ کھڑا رہنا اور آپ آگے تشریف لے گئے اور وہ جنات بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رات تک ان سے گفتگو میں مشغول رہے اور فجر کے وقت میرے پاس واپس تشریف لائے جب آپ نے مجھے کھڑا ہوا پایا تو فرمایا کہ اے ابن مسعود تو اس وقت کھڑا ہی ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہی تو فرما کر گئے تھے کہ میرے آنے تک کھڑے رہنا پھر آپ نے دریافت کیا کہ کیا تیرے پاس پانی بھی ہے میں نے کہا کہ ہے جب برتن کھول کر دیکھا تو اس میں نبیذ تھی آپ نے فرمایا کہ کھجور طیب ہے اور پانی پاک ہے یعنی اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے آپ نے اسی سے وضو فرمایا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ کے پاس دو شخص آئے تو انہوں

نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں آپ نے ان کی صفیں سیدھی کرائیں اور ان کو نماز پڑھائی جب وہ نماز پڑھ کر چلے گئے میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ یہ کون تھے آپ نے جواب دیا کہ نصیبین کے جنات تھے ان میں آپس میں کچھ نزاع تھا اس کے لئے میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے کھانے کے بارے میں سوال کیا تھا میں نے انہیں لید اور ہڈی بتلادی ہے اور کہہ دیا ہے کہ ہر ہڈی تمہارے لیئے پُر گوشت کردی جاتی ہے گی اور ہر لید پر دانے پیدا کر دیئے جائیں گے اور اس وقت سے آپ نے ہم کو لید اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرما دیا یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اصل حدیث مشہور ہے اس میں کوئی نکارت نہیں ہے پہلے بھی گذر چکی ہے۔ سفیان ثوری نے سعید ابن جبیر سے " وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا " کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کی مسجد میں کس طرح آسکتے ہیں اور کس طرح آکر آپ کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں حالانکہ ہم آپ سے دور رہتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں ابن الصیرفی نے فرمایا ہے کہ جنات کے ساتھ جماعت منعقد ہو جاتی ہے۔

۲۸واں باب

شیطان جن کے گذرنے سے نماز کا ٹوٹ جانا

جب جن نمازی کے سامنے سے گذر جائے تو نماز کے ٹوٹنے کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے مختلف روایتیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سیاہ کتے کے نمازی کے سامنے سے

گذر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ سیاہ سرخ سفید میں کیا فرق ہے ان کے گذرنے سے نہیں ٹوٹتی اور سیاہ کے گذر جانے سے ٹوٹ جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے اور جنات عموماً سیاہ کتے کی شکل میں ہی متشکل ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی اور یہ دونوں روایتیں ابن حامد نے نقل کی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ ایک جن آپ سے تعرض کرنے لگا تاکہ آپ کی نماز خراب کر دے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے آپ کی جمعیت خاطر کو مشوش کرنا چاہا تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس نے ایسی حرکتیں شروع کر دی تھیں کہ ان کو دفع کرنے کے لئے ایسے افعال کرنے پڑتے جو نماز کی حالت کے منافی تھے اور وہ افعال قطع صلوٰۃ کا سبب بنتے۔

۲۹واں باب

انسان کا جنات کو مار دینے کا حکم

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ایک جن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دکھائی دیا کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اس کو مروا دیا۔ پس خواب میں کسی نے کہا کہ اے عائشہ تو نے ایک مومن بندہ کو مار دیا حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اگر مومن ہوتا تو ازواج مطہرات کے سامنے نہ آتا اس نے کہا کہ وہ تو اس وقت آتا تھا جب آپ لباس میں مستور ہوتیں اور وہ صرف قرآن سننے کی غرض سے آیا کرتا تھا جب صبح ہوئی تو حضرت عائشہؓ نے بارہ ہزار درہم مساکین کو تقسیم کئے (رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ایک سانپ نکلا آپ نے اس کو مار دیا پس خواب میں وہ جن آیا

اور اس نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سُنا تھا۔ صبح کو حضرت عائشہؓ نے یمن سے چالیس غلام منگائے اور ان سب کو آزاد کر دیا۔ حضرت ابوسعید سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں کچھ مومن جنات بھی ہیں جب تم کسی کیڑے مکوڑے کو دیکھو تو اس کو تین بار آگاہ کر دو اگر پھر بھی نہ جائے تو مار ڈالو (ترمذی، نسائی) صحیح مسلم میں ایک نوجوان کا واقعہ ہے کہ اس کی نئی شادی ہوئی تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک ہوتا تھا اور دوپہر کو اپنے گھر آجایا کرتا تھا ایک روز جب گھر آیا اور اپنی بیوی کو گھر کے دروازے پر پایا اس کو غیرت آئی اور بیوی کو نیزے سے مارنا چاہا بیوی نے کہا کہ میرے مارنے سے پہلے گھر میں جا کر دیکھ کیا ہے وہ گھر میں گیا جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ بستر پر پڑا ہوا ہے اس پر نیزے سے حملہ کیا اور اس کو نیزے کی نوک پر اٹھا کر باہر لا کر مارنا شروع کیا اس نے مضطرب ہو کر اس جوان کے کاٹ لیا اور اسی موقعہ پر دونوں مر گئے۔ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ ناحق جن کو مارنا جائز نہیں ہے جس طرح کہ انسان کو ناحق مارنا جائز نہیں ہے ظلم ہر حال میں حرام ہے کسی کو کسی پر ظلم کرنے کا حق نہیں ہے اگرچہ مظلوم کافر ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تم کو ناانصافی پر آمادہ نہ کر دے انصاف کرو یہ تقوٰی کے زیادہ قریب ہے (الخ)۔ جنات مختلف صورتوں میں آتے ہیں گھروں میں نکلنے والے سانپ بعض مرتبہ جنات میں سے ہوتے ہیں ان کو تین مرتبہ اطلاع کر دی جائے اگر چلے جائیں تو بہتر ورنہ مار دیا جائے کیونکہ اگر وہ حقیقی سانپ ہے تو اس کا مرنا بہتر اور اگر وہ جن ہے تو اس نے ظلم پر اصرار کیا کہ انسان کے سامنے ایسی صورت میں آیا جس سے وہ خوف کرتا ہے۔ ظالم کے ظلم کو اس طرح پر ختم کیا جائے کہ آئندہ اس کو ظلم کا موقع نہ ملے اگرچہ وہ اس کے قتل کرنے کی صورت میں ہو ہاں البتہ بلا وجہ ان کو قتل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۳۰ واں باب

جنات کے نکاح کا بیان

شروع میں گذر چکا ہے کہ جنات نکاح کرتے ہیں اس میں انسان کا جنات کے ساتھ کرنا اس کو بیان کرنا مقصود ہے یہاں پر دو باتیں ہیں اول انسان کا نکاح جنات کے ساتھ ممکن ہے یا نہیں اور اس کا وقوع بھی ہوا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں جنات کا انسان کے ساتھ نکاح کرنا یا انسان کا جنات کے ساتھ نکاح کرنا یہ ممکن ہے۔ ثعالبی نے فرمایا ہے کہ علماء نے کہا ہے کہ نکاح و جماع جن و انس کے درمیان واقع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کہا کہ تو ان کے اموال و اولاد میں شریک ہو جا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا اور خدا کا نام نہیں لیتا تو شیطان اس کے آلہ تناسل سے چمٹ کر اس کے ساتھ اس کی بیوی سے جماع کرتا ہے اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کرتا ہے تو شیطان اس سے سبقت لے جاتا ہے اور وہ حاملہ ہو کر مخنث اولاد جنتی ہے اور مخنث اولاد شیطان میں سے ہوتے ہیں (ابن جریر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے۔ فقہا کرام کا ارشاد ہے کہ جن و انس میں مناکحت جائز نہیں ہے اور بہت سے تابعین نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ جن و انس میں مناکحت ممکن ہے تب ہی تو اس پر شرعی حکم لگایا گیا ہے ورنہ ناممکن چیز پر شرعی حکم جواز و عدم جواز کے بارے میں نہیں لگتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جنات کا عنصر تخلیقی نار ہے اور انسان عناصر اربعہ سے پیدا ہوا ہے پس جب صلب انسان سے نطفہ انسانی نکل کر رحم جنیہ

میں پہونچے گا تو وہ حرارت ناریہ کی شدت سے مضمحل ہوکر رہ جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نطفہ انسانی رحم جنیہ میں ایک آن بھی نہیں رہ سکتا پس مضمحل انسان جنیہ سے مجامعت کس طرح کر سکتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال مجھ سے کیا گیا تھا اس کی وجہ سے مجھ کو یہ تالیف کرنی پڑی جیسا کہ شروع مقدمہ میں گذر چکا ہے اس کے جواب کے چند طریقے ہیں۔

ا۔ اگرچہ جنات کا حقیقی عنصر تخلیقی نار ہے مگر وہ اکل وشرب اور توالد وتناسل کی وجہ سے حقیقت ناریہ سے ظاہری طور پر منتقل ہو گئے ہیں جیسا کہ انسان اس کا حقیقی عنصر تخلیقی مٹی ہے مگر وہ بھی اوصاف مذکورہ کی وجہ سے ظاہری طور پر حقیقت ترابیہ سے منتقل ہوں گے علاوہ ازیں صرف ابوالجن نار سے پیدا ہوا ہے جیسا کہ ابوالانس مٹی سے پیدا ہوئے ہیں لیکن دیگر جنات وہ حقیقتاً آگ سے پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ دیگر انسان حقیقتاً مٹی سے پیدا نہیں ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک شیطان نے آپ کی نماز خراب کرنی چاہی آپ نے اس کو پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ دیا اور آپ نے اس کے لعاب دہن کی برودت اپنے ہاتھ پر محسوس فرمائی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں برابر اس کا گلا گھونٹے رہا یہاں تک کہ اس کا تھوک ٹھنڈا میں نے محسوس کیا اس میں صریح دلیل ہے کہ ان کا عنصر ناری متبدل ہو گیا چونکہ عنصر ناری کے ہوتے ہوئے برودت کہاں سے آئی تیسرے باب میں اس کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرما لیا جاوے۔ جب کسی پر جنات آتے ہیں تو اس کے بدن میں داخل ہوکر اثر کرتے ہیں اسی طرح شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوران کرتا ہے اگر ان کا عنصر ناری متبدل نہ ہوتا تو یہ دونوں قسم کے آدمی جل کر خاک ہو جاتے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ایک جن ہماری لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ شرعی

شرعی اعتبار سے تو کوئی حرج نظر نہیں آتا لیکن میں اس کو اس وجہ سے ناپسند کرتا ہوں کہ جب اس قسم کی عورت حاملہ ہو جائے گی اور لوگ اس سے دریافت کریں گے کہ تیرا شوہر کون ہے تو وہ یوں کہے کہ جن تو اس سے اسلام میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ امام مالکؒ کا یہ ارشاد ابو عثمان سعید ابن العباس رازی نے اپنی کتاب "کتاب الالہام والوسوسة فی باب نکاح الجن میں نقل کیا ہے۔

۲۔ ہم مانتے ہیں کہ علوق ناممکن ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وطی بھی ناممکن ہو حقیقی اعتبار سے اور شرعی اعتبار سے کیونکہ صغیرہ اور آئسہ (جسے حیض نہ آتا ہو بڑھاپے کے سبب) اور بانجھ ان سے علوق نہیں ہوتا اور اس طرح بانجھ مرد سے اعلاق ممکن نہیں مگر نکاح ان سب کیلئے مشروع ہے کیونکہ نکاح اگرچہ تکثیر نسل کے لئے کیا جاتا ہے مگر کبھی یہ غرض حاصل نہیں بھی ہوتی۔

۳۔ قائل کا یہ قول کہ اگر وطی ممکن ہو تو نکاح جائز ہو یہ لازم نہیں کیونکہ وثنیات اور مجوسیات ان سے وطی کرنا ممکن ہے مگر نکاح حلال نہیں اسی طرح محارم اور مرضعات ان سے وطی کرنا ممکن ہے مگر نکاح حلال نہیں اور مانع ہر چیز کا اسی کے اعتبار سے ہوتا ہے جن و انس کا آپس میں نکاح کرنا اس کے ممنوع ہونے کی وجہ یا تو اختلاف جنس ہے یا مقصد کا حاصل نہ ہونا جیسا کہ عنقریب آرہا ہے یا شریعت کی طرف سے اجازت کا نہ ہونا اختلاف جنس تو ظاہر قطع نظر کرتے ہوئے جماع و علوق سے (جنات کے نکاح سے مقصد حاصل نہ ہونا) اللہ تعالیٰ نے ہم پر ہماری ہی جنس سے ازدواج پیدا فرما کر احسان فرمایا ہے تاکہ اس سے ہم کو سکون حاصل ہو اور ہمارے درمیان الفت و رحمت پیدا فرمادی ہے جیسا کہ سورۃ نساء میں اور سورۃ اعراف میں اسی کا تذکرہ ہے اور قرآن کریم میں چند جگہ اور اس کا تذکرہ موجود ہے کہ ہم نے تمہارے ہی اندر سے تمہاری ہی جنس سے تمہارے سکون کے لئے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں اور ظاہر ہے کہ جنات

نہ ہماری جنس سے ہیں اور نہ ہمارے اندران کا شمار ہے لہذا ان کی عورتیں ہماری بیویاں نہیں بن سکتیں غرض کے فوت ہونے کی وجہ سے یعنی سکون کا حاصل نہ ہونا چونکہ ان کے بیویاں بنانے کی غرض یہی ہے کہ ابن آدم آپس میں سکون سے رہیں پس مانع شرعی جن و انس کے نکاح سے وہ عدم سکون ہی ہے ہاں اگر کوئی جنیہ کسی انسان پر فریفتہ ہو جائے اور اس کی طرف اس کا میلان بڑھ جائے اور وہ انسان اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے تو اس وقت اس کا نکاح کرنا خوف کی وجہ سے ہوگا کیونکہ اگر وہ شادی نہیں کرے گا تو وہ اس کو ستائے گی اور بعض مرتبہ ہلاک بھی کر دیتی ہے انسان اگرچہ اس سے شادی کرے گا مگر پھر بھی ہمیشہ اس سے ہراساں ہی رہے گا اور اس کو سکون نہیں مل سکتا اور یہ حالت مقصد نکاح کے بالکل منافی ہے۔ حالانکہ خداتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے زوجین میں مودت والفت پیدا کی ہے اور جب زوجین جن و انس میں سے ہوں گے تو سکون نہیں مل سکتا کیونکہ جن و انس میں دشمنی رہتی ہے اتفاق ومودت قائم نہیں ہو سکتی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ تم زمین پر اترو تم میں آپس میں دشمنی وعداوت رہے گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے طاعون کے بارے میں کہ یہ دشمن شیطان کا نیزہ مارنا ہے۔ اور چونکہ جنات کی پیدائش آگ سے ہوتی ہے لہذا وہ تو اپنی اصل ہی کے تابع رہیں گے۔ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ہے کہ ایک رات مدینہ میں کسی کے گھر میں آگ لگ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری دشمنی ہے جب تم سویا کرو آگ بجھا دیا کرو پس جب آگ ہماری دشمن ہوتی تو جو چیز اس سے پیدا ہوگی وہ بھی اپنی اصل کے تابع ہو کر دشمن ہی رہے گی۔ لہذا جب نکاح کا مقصود منتفی ہو گیا یعنی زوجین میں سے ایک کا دوسرے سے سکون حاصل کرنا اور مودت ورحمت کا حاصل ہونا پس اس کا وسیلہ یعنی جواز نکاح خود بخود منتفی ہو جائے گا اور شرعی اعتبار سے نکاح بین الجن والانس کا جائز

نہ ہونا قرآن کریم کی آیت ہے کہ تم کو جو عورت پسند ہو اس سے شادی کرو قرآن کریم نے لفظ "نساء" استعمال کیا ہے جیسا کہ "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ (الخ) اور لفظ نساء صرف بنات آدم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور لفظ رجال جو سورۂ جن میں جنات کے لئے بولا گیا ہے وہ صرف صفت مشاکلۃ کی وجہ سے ورنہ یہ بنو آدم کے لئے خاص ہے اور بھی چند جگہ قرآن کریم میں لفظ ازواج بولا گیا ہے اور بنو آدم کی ازواج وہی ہیں جو اُن کی جنس سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے نکاح کی اجازت ہے اور ان کے علاوہ نہ وہ ازواج بنی آدم ہیں اور نہ ان سے نکاح کی اجازت ہے۔

فصل

جن وانس کے نکاح کا وقوع ہوا ہے۔

شروع باب میں ذکر کیا تھا کہ اس باب میں دو جگہ کلام ہے اول جن وانس کا نکاح ممکن ہونا اور اس کا واقع ہونا اس فصل میں چند حکایات ہیں کہ جنات کا انسان سے نکاح واقع ہوا ہے۔

عثمان ابن سعید داری نے قصہ نقل کیا ہے کہ ایک جن کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا اور اس نے اس کے اولیاء سے نکاح کی درخواست کی پس انہوں نے اس کی شادی کر دی اور وہ ان کے سامنے آکر باتیں کرتا تھا لوگوں نے اس سے معلوم کیا کہ تم کیسے ہو اس نے کہا کہ تم جیسے ہی ہیں اور تمہاری ہی طرح قبیلے ہیں۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم میں اہل بدعت بھی ہیں اس نے کہا کہ ہاں قدریہ بھی ہیں شیعہ بھی ہیں مرجیہ بھی ہیں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو کس جماعت سے ہے اس نے کہا کہ میں مرجیہ میں سے ہوں۔

ابو معاویہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اعمش کو یہ کہتے سُنا ہے کہ ہماری ایک

لڑکی سے ایک جن نے شادی کی ہم نے اس سے معلوم کیا کہ تمہیں کیا کھانا پسند ہے اس نے کہا کہ چاول ہم اس کے سامنے چاول بنا کر لائے پس ہم کو لقمے اُٹھتے نظر آرہے تھے اور کوئی نظر نہیں آرہا تھا ہم نے معلوم کیا کہ کیا تم میں اہل بدعت بھی ہیں اس نے کہا کہ ہاں ہم نے پوچھا کہ شیعہ کو کیسے سمجھتے ہو اس نے کہا کہ سب سے برُے سمجھتے ہیں۔ علامہ حزمی نے فرمایا کہ اس قصہ کی سند جید ہے حضرت اعمش سے یہی قصہ دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ ابو یوسف سروجی فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت ایک مرد کے آئی اور آکر کہا کہ ہم نے تمہارے قریب ہی پڑاؤ کیا ہے تو مجھ سے شادی کر لے پس اس نے اس سے شادی کر لی پھر دوبارہ اس کے پاس آئی اور کہا کہ ہمارے چلنے کا وقت قریب ہے تو مجھ کو طلاق دے دے یہ عورت اس کے پاس رات کو آیا کرتی تھی ایک روز وہ شخص کسی راستہ پر جا رہا تھا اس نے دیکھا کہ وہی عورت گرے ہوئے دانے اٹھا رہی ہے اس مرد نے کہا تو ہی دانے تلاش کر رہی ہے یہ سن کر اس عورت نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا پھر اپنی آنکھ اس کی طرف کی اور اس نے پوچھا کہ کون سی آنکھ سے دیکھا ہے تو نے مجھ کو اس نے ایک آنکھ کی طرف اشارہ کیا اس عورت نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اس کی آنکھ جاتی رہی۔ حسام الدین رازی حنفی فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ اپنے سسرال جا رہا تھا جب ہم نے بیرۃ[1] کو عبور کر لیا تو بارش شروع ہو گئی اور ہم ایک غار میں چلے گئے اور میں سو گیا پس اچانک مجھ کو ایسا لگا کہ کوئی مجھ کو بیدار کر رہا تھا میری آنکھ کھل گئی دیکھتا کیا ہوں کہ ایک عورت ایک آنکھ والی کھڑی ہوئی ہے میں اس کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو گیا اس نے کہا کہ ڈرو مت میں اس لئے آئی ہوں کہ میری ایک لڑکی نہایت حسین ہے تو اس سے شادی کر لے میں نے اس سے ڈرتے

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے۔

ہوئے کہا کہ مجھ کو منظور ہے اس وقت بہت سے لوگ اسی جیسے آئے ان میں قاضی بھی تھا گواہ بھی تھے خطبہ پڑھ کر میرا عقد کر دیا اور چلے گئے وہ عورت ایک نہایت حسین لڑکی کو لے کر حاضر ہوئی مگر اس کی آنکھ اس کی ماں کی طرح تھی اور میرے پاس چھوڑ کر چلی گئی میری وحشت اور خوف بڑھتی جا رہی تھی اور شرم کی وجہ سے کنکریاں پھینک رہا تھا جب میرے ساتھی بیدار ہوئے سب نے مل کر دعا کی پھر ہمارے چلنے کا وقت قریب آ گیا اور وہ لڑکی بھی میرے ساتھ چل دی اور تین دن تک رہی جب چوتھا روز ہوا پھر اس کی ماں آئی اور اس نے کہا کہ شاید تجھ کو یہ لڑکی پسند نہیں ہے اور تو اس سے الگ ہونا چاہتا ہے میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اس کو طلاق دیدے میں نے طلاق دیدی اور وہ دونوں چلی گئیں اور پھر مجھ کو نظر نہیں پڑیں یہ حکایت بھی صحیح الاسناد ہے صاحب کتاب نے ہی تحقیق کی ہے۔

بلقیس کے والدین کے بارے میں کہا گیا کہ ان میں سے کوئی ایک جنات میں سے تھا کلبی نے فرمایا ہے کہ اس کا باپ بڑے بادشاہوں میں سے تھا اور اس کے بھائی یمن کے بادشاہ تھے وہ خود کہا کرتا تھا کہ میرے مقابلہ کا بادشاہ آس پاس میں نہیں ہے اس نے ایک جن عورت سے شادی کی تھی جس کا نام ریحانہ تھا اس کے بطن سے بلقیس پیدا ہوئی تھی اور اس نے اس کا نام بلقمہ رکھا تھا بلقیس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ایڑی پیچھے سے جانوروں کے کھر کی طرح تھی اسی واسطے سلیمان علیہ السلام نے شیشے کا محل بنوایا تھا جب وہ اس میں داخل ہوئی تو اس نے سمجھا کہ یہ پانی ہے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں ان پر ہلکے ہلکے بال کھڑے تھے۔ سلیمان علیہ السلام نے اس کی عقل آزمانے کے لئے ہی اس کا تخت منگایا تھا پھر وہ اسلام لے آئی سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی کا ارادہ فرمایا شیاطین کو حکم دیا کہ انہوں نے حمام تیار کیا اور بال صفا تیار کی اور اس نے پنڈلیاں اس سے صاف کر دیں اور وہ

چاندی کی طرح چمکنے لگی پس آپ نے اس سے شادی کر لی اور اس کو اس کا ملک واپس دینے کا ارادہ فرمایا اور واپس کر دیا اور شیاطین کو حکم دیا انہوں نے بے نظیر محل تیار کئے۔ جن میں سے عمدان اور نینوی بھی ہیں اور آپ ہر ماہ اس کے پاس جایا کرتے تھے اور آپ کے مرنے تک اس کا ملک باقی رہا پھر ختم ہو گیا۔ ابو منصور فقہ اللغتہ میں فرماتے ہیں کہ انسان اور جنیہ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو غس کہتے ہیں اور انسان اور چڑیل سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو عملوق کہتے ہیں۔

فصل

جن وانس کے نکاح کا شرعی حکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے اور تابعین کی ایک جماعت سے اس کی کراہت مروی ہے۔ امام زہری سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے یہ حدیث مرسل ہے حضرت حکم تابعی نکاح جنات کو مکروہ کہتے ہیں حضرت قتادہ بھی جنات سے نکاح کو مکروہ کہتے ہیں اور حضرت حسن بصری بھی مکروہ کہا کرتے تھے۔ عقبہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حسن بصری کے پاس آیا اور کہا کہ ایک جن ہماری لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہرگز مت کرنا اور اس کا اکرام مت کرنا پھر اس آدمی نے حضرت قتادہ سے ذکر کیا انہوں نے بھی کہا کہ مت کرنا اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہو کہ تو ہم کو آکر کیوں پریشان کرتا ہے اگر تو مسلمان ہے تو ہرگز مت آنا پس جب رات ہوئی وہ جن آیا اور اس نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ کا جواب دہرایا اور گھر والوں نے اس کو وہی بات کہا وہ چلا گیا پھر نہیں آیا۔ سعید بن عباس رازی حجاج ابن ارطاۃ اور ابو حماد حنفی ان تینوں حضرات نے بھی حکم سے کراہت کا قول نقل کیا ہے۔ حرب نے حضرت اسحاق سے

دریافت کیا کہ ایک آدمی دریا میں کشتی پر جارہا تھا اس کو جنات نے پریشان کیا اس نے جنیہ سے نکاح کرلیا آپ نے جواب دیا کہ جن سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔ ابن ابی الدنیا نے بھی عقبہ اصم اور قتادہ سے کراہت کا قول نقل کیا ہے شیخ جمال الدین سجستانی ائمہ حنفیہ میں سے ہیں اپنی کتاب منیتہ المفتی میں فتاوی سراجیہ سے نقل کیا ہے کہ جن وانس میں مناکحت اور اس طرح پانی کے انسان سے مناکحت جائز نہیں ہے اختلاف جنس کی وجہ سے۔

شیخ نجم الدین زاہدی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ حسن بصری سے کسی نے دریافت کیا کہ جنیہ سے نکاح جائز ہے آپ نے کہا کہ دو گواہوں کی موجودگی میں جائز ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہرگز جائز نہیں۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ سائل ہی احمق ہے حضرت حسن ایسی غلط بات کبھی نہیں فرما سکتے مگر ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جنات ممکن ہے تب ہی تو علمائ نے اس کے احکامات ذکر کیے ہیں۔ کعب ابن مالک انصاری فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک شیخ نے کسی آدمی کو دیکھا اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا اس نے اس لڑکے کو دھمکایا اور ماں کی گالی دی اس آدمی نے کہا کہ ایسا مت کہو میں تم کو اس کا اور اس کی والدہ کا قصّہ سناتا ہوں ایک مرتبہ میں کشتی میں جارہا تھا اتفاقاً وہ کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختے پر بیٹھ کر ایک جزیرے میں جا اترا اور وہاں کچھ مدت گذاری ایک رات کو دیکھتا کیا ہوں کچھ لڑکیاں دریا سے نکلیں ان کے پاس ایک ایک موتی تھا وہ اس کو پھینکتی تھیں اور اس کی روشنی میں دوڑتی تھیں اور ان کی عجیب وغریب گنگناہٹ تھی میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ ان میں سے کسی کو پکڑلوں جب دوسری رات کو آئیں میں ایک درخت کی جڑ میں چھپ کر بیٹھ گیا جب انہوں نے کھیل شروع کیا میں نے ان میں سے ایک کے بال پکڑ لیے اور اس کے بال جھول کی طرح اس کو ڈھانپے ہوئے تھے اور میں نے لاکر اس کو درخت سے باندھ دیا۔

اور اس سے وطی کی اور وہ حاملہ ہوگئی اور میں اس کو برابر پکڑے رہا یہاں تک کہ اس نے اس بچے کو ایک سال تک دودھ پلایا پھر اس کو چھوڑنے کا ارادہ کیا مگر یہ سوچا کہ کہیں یہ بچہ ضائع نہ ہو جائے اور جب دودھ چھڑانے کا وقت ہوگیا اور وہ بچہ کھانے لگا اس وقت اس کو رہا کیا اور اس نے اس مدت میں نہ میرے سے کلام کیا اور نہ مجھ کو کوئی تکلیف دی بلکہ بخوشی بچہ کی پرورش کی جب میں نے اس کو رہا کر دیا وہ فوراً دریا میں کود پڑی اور میں بہت جلدی سے اسی تختہ پر بیٹھ کر اپنے وطن واپس آگیا وہ بچہ یہی ہے اور یہ قصہ ہے اس کی ماں کا۔

شیخ جمال الدین عبدالرحیم نے قاضی ابوالقاسم سے جنات کے بارے میں چند سوالات کئے تھے وہ سوال و جواب درج ہیں

۱۔ جنات سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر جواز اس سے چند سوالات متفرع ہوتے ہیں۔ کیا اس کو اپنے ہی گھر میں رہنے کی تاکید کرنی جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس کو مختلف صورتوں میں متشکل ہونے سے روک سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا صحت نکاح کے لئے اس کے ولی کی اجازت مشروط ہے یا نہیں؟ اور کیا قاضی جنات میں سے ہونا، ضروری ہے یا نہیں؟ اور جب وہ دوسری شکل میں آوے اور یوں کہے کہ میں تیری بیوی ہی ہوں اس پر اعتماد کر کے اس سے وطی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کے نفقے کے لئے ان کا کھانا ہڈی وغیرہ مہیا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ دوسری چیزیں بھی استعمال کر لیتی ہو۔ یہ چند سوال بر تقدیر صحتِ نکاح جنات پر متفرع ہوتے ہیں۔

جواب:۔ کسی جنیہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ ہم نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے ازواج پیدا کی ہیں۔ سورۂ روم میں ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے ازواج تمہاری ہی جنس سے پیدا کئے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری جنس و نوع سے

تم جیسے نقشے والی یعنی آدمیوں میں سے عورتیں بنائی ہیں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم کی ایک اور آیت میں ہے کہ ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی آدمیوں میں سے اور عقلی طور پر بھی یہ بات واضح ہے کہ جس قسم کی عورتوں سے نکاح جائز ہے وہ نسبی اعتبار سے دور ہیں جیسا کہ پھوپھی کی لڑکی اور ماموں کی لڑکی اور جو عورتیں نسبی اعتبار سے قریب ہیں ان سے نکاح جائز نہیں ہے جیسا کہ زوج کے اصول و فروع اور یہ حرمت قربت نسب کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ جن وانس میں نہ جنسی اعتبار سے اتحاد ہے اور نہ نسبی اعتبار سے قرب و بعد ہے بلکہ دونوں کی جنس بالکل علیحدہ ہے لہٰذا ان کی عورتیں انسان کے نکاح میں اور انسان کی عورتیں ان کے نکاح میں شرعی اعتبار سے ہرگز نہیں آسکتیں البتہ جنات کے وجود پر ایمان لانا واجب ہے اور یہ بھی صحیح روایات سے ثابت ہے کہ وہ کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں اور آپس میں نکاح وغیرہ بھی کرتے ہیں اور یہ پیچھے گذر چکا ہے کہ بلقیس کی ماں جنات میں سے تھی اور جب آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیاطین اس کے ساتھ شریک جماع ہو جاتے ہیں یہی مراد ہے قرآن کریم کے ارشاد کی کہ شیطان ان کے اموال و اولاد میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جنات و شیاطین جماع کرتے ہیں اور حوروں کی صفت قرآن کریم نے بیان کی ہے کہ ان کو کسی جن وانس نے مس نہیں کیا ہوگا اس سے بھی اسی طرف اشارہ ہے ابوداؤد شریف میں حدیث ہے کہ جنات کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے محمدؐ اپنی امت کو منع کرو کہ وہ ہڈی اور لید یا کوئلہ سے استنجا نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے اندر ہماری روزی پیدا فرماتے ہیں اور مسلم شریف میں ہے کہ جس ہڈی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ ان کے لئے پر گوشت کر دی جاتی ہے اور لید ان کے جانوروں کا چارہ ہے لہٰذا تم لید اور ہڈی سے استنجا مت کیا کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کا کھانا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ہڈی میں کیا بات ہے کہ اس سے استنجا نہ کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ یہ جنات کا کھانا ہے اور میرے پاس نصیبین کے جنات کا وفد آیا تھا وہ اچھے جن تھے مجھ سے انہوں نے کھانے کی درخواست کی میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی پس ان کے لئے ہر ہڈی میں گوشت پیدا کر دیا جاتا ہے۔ پہلے حضرت اعمش کا ارشاد گذر چکا ہے کہ ان کے خاندان کی کسی لڑکی سے کسی جن نے شادی کی تھی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ اس شادی میں شریک بھی ہوئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جنات سے شادی کرنا جائز ہے کیونکہ اگر حرام ہوتا تو آپ کیوں شریک ہوتے زاہد اعمیٰ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے کوئی جنیہ عورت دیدے تاکہ اس سے نکاح کرلوں۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے کیا ہوگا آپ نے جواب دیا کہ سفر میں میرے ساتھ رہا کرے گی اور میری راہنمائی کیا کرے گی اور شروع میں حضرت امام مالک کا ارشاد گذر چکا ہے کہ آپ نے کہا تھا کہ کچھ حرج نہیں مگر فساد فی الاسلام کی وجہ سے میں پسند نہیں کرتا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی جائز ہے مگر وہ فساد فی الاسلام کی وجہ سے مکروہ کہتے ہیں

۱۳۱واں باب

جنات کا انسانی عورتوں سے تعرض کرنا

جریر ابن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب تستر فتح ہوا اس وقت میں ایک راستہ میں جارہا تھا۔ میں نے " لاحول ولا قوۃ الا باللہ " پڑھا ایک آتش پرست نے سن کر کہا کہ میں نے جب یہ کلمات آسمان سے سُنے تھے اس وقت سے آج سُن رہا ہوں میں نے اس سے کہا کہ یہ کیسے اس نے کہا کہ میں بادشاہوں کے پاس جایا کرتا تھا ایک مرتبہ میں کسریٰ کے پاس گیا جب وہاں سے واپس گھر آیا تو میری بیوی کو میرے آنے کی کوئی

خوشی نہیں ہوتی جیسا کہ شوہر کے آنے سے ہوا کرتی ہے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے
اس نے کہا کہ تو میرے پاس سے گیا کب تھا روز یہیں رہتا ہے جب ہمارے درمیان
یہ بات ہو رہی تھی اس وقت ایک جن آیا اور اس نے کہا کہ یہ عورت ایک دن تیرے
پاس رہے گی اور ایک دن میرے پاس رہے گی ایک روز وہ آیا اور اس نے کہا کہ
میں ان جنات میں سے ہوں جو آسمان پر فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے چڑھتے ہیں
اور آج میرا نمبر ہے اگر تو میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے تو چل میں نے کہا کہ چلوں گا جب
رات ہوئی وہ آیا اور مجھ کو اپنی پیٹھ پر لاد کر چل دیا اور مجھ کو کہا کہ میری پیٹھ سے چمٹ
جا اور تجھ کو بہت سی خوفناک چیزیں نظر آئیں گی مگر مجھ کو چھوڑنا مت ورنہ ہلاک ہو
جائے گا پس وہ آسمان پر چڑھے اور آسمان سے مل گئے اس وقت کسی کہنے والے
نے کہا "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" اس کے سنتے ہی وہ جنگلوں میں اور پہاڑوں
میں جا پڑے اور میں نے یہ کلمات یاد کر لئے جب صبح ہوئی میں اپنے گھر آیا اس کے
بعد وہ جن آیا میں نے بھی یہی کلمات پڑھ دیئے ان کے پڑھتے ہی وہ کانپنے لگا اور
گھر سے بھاگ گیا پس جب وہ آتا میں ان کلمات کو پڑھ دیتا پھر اس نے آنا بند کر دیا
اس قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین انسان کی عورت سے تعرض کرتے ہیں
اور جب یہ آدمی چلا جایا کرتا تھا تو وہ شیطان اس کی شکل بنا کر اس کی بیوی کے پاس
رہا کرتا تھا۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا
اچانک میری بیوی نے آواز دی میں گیا اس نے ایک سانپ کی طرف اشارہ کیا اور
اس سانپ کو میں نے ایک مرتبہ جنگل میں بھی دیکھا تھا اور یہ بعینہٖ وہی تھا میں نے
خطبہ پڑھا اور کہا کہ اگر آئندہ تجھ کو میں نے یہاں دیکھا تو تجھ کو مار ڈالوں گا یہ سنتے
ہی وہ چلا گیا میں نے ایک آدمی کو اس کے پیچھے لگا دیا کہ دیکھنا یہ کہاں جاتے گا پس

وہ سانپ مسجد میں گیا اور منبر پر چڑھ کر اڑ گیا اور پھر غائب ہو گیا۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے قصے ہیں جو متفرق ابواب میں آئیں گے۔

۳۲واں باب

بعض جنات کا بعض کو انسانی عورتوں کے تعرض سے روکنا

حسن ابن حسن فرماتے ہیں کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء کے پاس کوئی بات معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوا انہوں نے ایک قصہ سنایا کہ میں اپنی قیامگاہ میں بیٹھی ہوئی تھی اچانک میرے مکان کی چھت شق ہوئی اور اس میں سے ایک سیاہ فام گدھے کی شکل کا جن نمودار ہوا اس جیسا ڈراؤنا اور بدصورت میں نے کوئی نہیں دیکھا پس وہ بُرے ارادے سے میرے قریب ہونے لگا اسی اثناء میں اس کے پیچھے سے ایک چھوٹا سا پرچہ آیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ نیکوں کی نیک بیٹی سے تعرض ہرگز مت کر اس کو پڑھ کر وہ واپس چلا گیا۔ حسن ابن حسن فرماتے ہیں کہ وہ پرچہ ان کے پاس تھا انہوں نے مجھ کو بھی دکھلایا تھا۔ یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے انتقال کے وقت بہت سے تابعین ان کے پاس موجود تھے ان کو اچانک غشی طاری ہو گئی ان کی چھت میں سرسراہٹ سی محسوس ہونے لگی پس اچانک ایک سیاہ فام اژدھا کھجور کے تنے کی طرح موٹا اس میں سے گرا اور ان کی طرف چلنے لگا اسی وقت ایک سفید کاغذ گرا جس میں لکھا تھا کہ عکب کی طرف سے تجھ کو نیک لوگوں کی بیٹی کے بارے میں کوئی حق نہیں ہے جب اس نے وہ پرچہ پڑھا فوراً واپس ہو گیا۔

انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ عوف ابن عفراء کی بیٹی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی

پس ان کو محسوس ہوا کہ کوئی سیاہ فام آدمی ان کے سینے پر گرا ہے اور اپنا ہاتھ ان کے حلق پر رکھ دیا ہے اسی وقت ایک پیلا پرچہ اوپر سے گرا اس کو اس نے لے کر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ نیک بندے کی لڑکی سے الگ رہو تم کو کوئی حق نہیں ہے اس کو پڑھ کر وہ بھاگ گیا اور چلتے وقت میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا پس وہ متورم ہو گیا اور بکری کے سر کی طرح پھول کر موٹا ہو گیا میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو قصہ سنایا انہوں نے فرمایا کہ اے بیٹی جب تو ڈرا کرے تو اپنے کپڑے درست کر لیا کر انشاء اللہ تجھ کو کوئی نقصان نہ ہوگا اللہ نے ان کے باپ کی وجہ سے ان کی حفاظت کر دی کیونکہ وہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔

۳۳واں باب

جن کسی عورت سے جماع کرے اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں

فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا ہے کہ ابن عبدک کی کتاب "الصلاۃ" میں ہے کہ کسی عورت نے کہا کہ میرے پاس جن آتا ہے اور دن میں کئی کئی بار مجھ سے جماع کرتا ہے اور مجھ کو وہ لذت محسوس ہوتی ہے جو میرے شوہر کے جماع کرنے سے محسوس ہوتی ہے اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

ابو المعالی ابن المنجا حنبلی ابن خطاب کی ہدایہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے کہا کہ میرے پاس جن آ کر جماع کرتا ہے کیا اس پر غسل واجب ہوگا انہوں نے کہا کہ بعض حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اس پر غسل واجب نہیں سبب وجوب غسل کے معلوم ہو جانے کی وجہ سے یعنی ایلاج و احتلام کا نہ پایا جانا بلکہ یہ تو ایسا ہے جیسا کہ کوئی خواب میں یہ حالت دیکھ لے اور انزال نہ ہو جس طرح یہاں غسل واجب نہیں اسی طرح جن

کے جماع کرنے میں غسل واجب نہیں مؤلف فرماتے ہیں کہ اس تعلیل میں نظر ہے کیونکہ جب اس عورت نے بیان کیا تھا کہ مجھ سے اس طرح جماع کیا جس طرح میرا شوہر کرتا ہے اور مجھ کو اس جیسی لذت محسوس ہوتی ہے تو پھر ایلاج و احتلام کے معدوم ہونے کے کیا معنیٰ اور اگر ان کو معدوم مان لیا جائے تو پھر جماع کے کیا معنیٰ!۔

۳۴واں باب

مخنث اولاد جنات ہوتے ہیں

علامہ طرطوسی نے اپنی کتاب "تحریم الفواحش" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مخنث اولاد جن ہوتے ہیں ان سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیسے آپ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہے کہ حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے جماع مت کرو مگر کوئی باز نہیں آتا اور اس حالت میں جماع کرتا ہے تو شیطان اس سے پہلے اس کی بیوی سے جماع کر لیتا ہے اگر وہ حاملہ ہو جاتی ہے تو اس سے مخنث پیدا ہوتے ہیں۔

۳۵واں باب

حکم اس عورت کا جس کے شوہر کو جن اٹھا کے لے گئے ہوں

حضرت عبدالرحمٰن ابنِ ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک شخص عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے گیا اور گم ہو گیا اس کی بیوی عمر ابن الخطابؓ کے پاس آئی اور اس کے گم ہونے کے بارے میں اطلاع دی آپ نے اس کے خاندان والوں سے تصدیق

فرمائی انہوں نے کہا کہ واقعتہً گم ہو گیا ہے آپ نے اس کو حکم فرمایا کہ چار سال تک انتظار کر وہ چلی گئی اور چار سال کے بعد پھر آئی اور کہا کہ ابھی تک میرا شوہر نہیں آیا آپ نے اس کو جواب دیا کہ اب تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے اس نے دوسرا نکاح کر لیا اس کے بعد اس کا پہلا شوہر آ گیا وہ پھر حضرت عمر ابن الخطابؓ کے پاس اپنا مقدمہ لے گیا آپ نے فرمایا کہ تم عجیب ہو ایک طویل زمانے تک غائب رہے ہو اور گھر والوں کو موت و حیات کا کچھ علم نہیں ہے اس نے کہا کہ حضرت میرا غائب رہنا مجبوری کی وجہ سے تھا آپ نے دریافت فرمایا کہ مجبوری کیا تھی اس نے کہا کہ میں عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا اور مجھ کو جنات اٹھا کر لے گئے تھے ایک عرصے تک میں ان کے پاس رہا۔ پھر ان میں اور مومن جنات میں جنگ ہوئی اور مومن جنات ان پر غالب آ گئے اور ان میں سے کچھ جنات قید کر لئے گئے قید ہونے والوں میں سے میں بھی تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا دین کیا ہے میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں انہوں نے سن کر کہا کہ تیرا قید کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے تو آزاد ہے تیری مرضی ہے چاہے تو یہیں رہ اور چاہے چلا جا میں نے کہا کہ میں تو جانا چاہتا ہوں پس وہ مجھ کو لے کر چل دیئے رات کو انسانی شکل میں مجھ سے باتیں کرتے چلتے تھے اور دن میں بگولہ بن جاتے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے رہا کرتا تھا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کیا کھایا کرتا تھا اس نے جواب دیا کہ جس ہڈی پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا ہے اس سے گوشت کھایا کرتا تھا[۱]۔ پیچھے گذر چکا ہے کہ جس ہڈی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ مومن جنات کا کھانا ہے اور جس پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا وہ کافر جنات کا کھانا ہے یہ اس وقت کی حالت ہے جب یہ کافر جنات کے قبضے میں تھا آپ نے اس سے معلوم کیا کہ اور کیا پیا کرتا تھا۔

---

[۱] از مترجم

اس نے جواب دیا کہ غیر مسکر شراب حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ نے فرمایا کہ تجھ کو اختیار ہے چاہے اس عورت کو لے لے اور چاہے اس کا مہر رکھ لے۔ حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ کے زمانے کا ایک اور واقعہ اسی جیسا مذکور ہے اس میں بھی آپ نے یہی فیصلہ فرمایا تھا۔ واللہ اعلم

۳۶واں باب

جنات کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور کا حکم

یحییٰ ابن یحییٰ فرماتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے پانی کا چشمہ تیار کرایا جب تیار ہو چکا تو اس کے افتتاح کے موقع پر جنات کے نام جانور ذبح کئے کہ کہیں وہ اس پانی کے سوت کو نہ بند کر دیں اور اس کو پکا کر لوگوں کو کھلایا جب ابن شہاب زہری کو خبر ہوئی انہوں نے فرمایا کہ نہ اس کا ذبح کرنا جائز ہے اور نہ اس کا کھانا جائز ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ علامہ طلیطلیؒ نے بھی اس روایت کو ابن شہاب سے اسی عنوان سے ذکر فرمایا ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ علامہ شمس الدین محمد ابن ابی بکر حنبلی کی تحریرات میں بھی یہ واقعہ اس طرح درج ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ چشمہ جاری ہونے کے وقت مکہ میں اسی طرح پیش آیا تھا اور یہ چشمہ خلیفہ نجم الدین ابن محمود کیلانی نے بنوایا تھا اور وہ خود اس کے افتتاح میں شریک تھا۔ تفصیلی واقعہ اس طرح پر ہے کہ جب اس کو کھودنے والے ایک خاص مقام پر پہونچے تو ان میں سے ایک پر جنات کا اثر ہوا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور بہت دیر تک پڑا رہا جس وقت وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ اے مسلمانوں تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم ہم

پرظلم کرو ہم نے کہا کہ ہم نے تمہارے اوپر کس طرح ظلم کیا ہے اس جن نے کہا کہ ہم اس زمین میں رہتے ہیں اور میرے سوا کوئی بھی ان میں مسلمان نہیں ہے اگر میں چلا گیا تو وہ تم کو بہت پریشان کر دیں گے انہوں نے مجھے یہ کہلوا کر بھیجا ہے کہ اس وقت تک ہم پانی نہیں نکلنے دیں گے جب تک تم ہمارا حق ادا نہ کرو ہم نے کہا کہ تمہارا حق کیا ہے اس نے کہا کہ ہمارا حق یہ ہے کہ ایک بیل خریدو اور اس کو خوب مزین کرو اور لباس پہناؤ اور اس کو مکہ میں گھما کر یہاں لاؤ اور ہمارے نام پر ذبح کرو اور اس کا خون اور سری پائے ہمارے لئے بیر عبد الصمد میں ڈال دو اور باقی کو تم کھا لو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہم کبھی بھی پانی نہیں نکلنے دیں گے ہم نے کہا کہ ضرور کریں گے یہ کہتے ہی وہ آدمی صحیح ہو گیا اور اس کو افاقہ ہو گیا اور اس نے کلمہ پڑھا اور پوچھا کہ میں کہاں ہوں اور اس کو کوئی پریشانی نہیں رہی۔ اس قصہ کے راوی کہتے ہیں کہ جب میں اس قصہ کو دیکھ کر گھر آیا تو میں صبح کی نماز کے لئے جا رہا تھا اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ خلیفہ کہاں ہیں میں نے کہا کہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ ان سے ایک بات کرنی ہے میں نے کہا کہ وہ تو مشغول ہیں مجھے کہہ دے میں ان کو بتلا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے کہ لوگ ایک بیل کو مزین کر کے بادشاہ کے مکان پر لائے ہیں۔ بادشاہ نے دیکھ کر کہا ہے کہ ٹھیک ہے پھر بادشاہ خود ہی اس کو ہانک کر چل دیا اور لوگ اس کے پیچھے چل دیئے یہاں تک کہ مکہ سے باہر جا کر اس کو ذبح کیا اور اس کے سری پائے بیر عبد الصمد میں ڈال دیئے مجھ کو اس کا خواب سن کر تعجب ہوا اور میں نے یہ خواب بھی اور اس آدمی کا واقعہ بھی جس پر جن آئے تھے اور انہوں نے اس سے بھی اسی طرح کہا تھا مکہ کے بڑے بڑے لوگوں کو سنایا انہوں نے جمع ہو کر ایک بیل خرید کر اسی طرح کیا اس سے پہلے اس چشمے میں بالکل پانی نہیں تھا جب ہم نے یہ کر دیا اور پھر تھوڑا سا کھودا تو پانی ٹھاٹھیں مار کر جاری ہو گیا جب پانی جاری ہو گیا

تو پہاڑوں کے درمیان ایک راستہ تھا ہم نے وہ درست کیا اور اس کو صاف کیا اور پانی اس میں چلنے لگا اور چار ہی دن میں پانی مکہ میں آ گیا۔ اور اس کے آس پاس والے کنویں بھی جاری ہو گئے ہم سے لوگوں نے بتلایا کہ ان کنوؤں میں بالکل پانی نہیں تھا اور اچانک پانی سے لبریز ہو گئے اور خوب پانی آ گیا۔ علامہ شمس الدین نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا تھا جیسا کہ دریاء نیل میں لوگ ایک حسین لڑکی کو ڈالا کرتے تھے اور وہ جاری ہو جایا کرتا تھا پھر اس رسم بد کو حضرت عمر ابن الخطابؓ نے ختم کیا تھا کیونکہ جنات ان سے بہت ڈرتے تھے اگر آج بھی عمرؓ جیسا کوئی آدمی ہوتا تو یہ نوبت ہرگز نہ آتی کیونکہ شیاطین ان سے بہت بھاگتے تھے اور بیل تو کیا ایک چڑیا کے ذبح کرنے کی بھی نوبت نہ آتی مگر ہر زمانے میں کچھ خاص ہی لوگ ہوتے ہیں۔ علامہ شمس الدین نے فرمایا کہ جس آدمی نے مجھ کو یہ قصہ سنایا وہ میرا بڑا دوست تھا نہایت سچا، دیانتدار اور متدین آدمی تھا تمام شہر کے لوگ اس کے اس واقعے کے بارے میں تصدیق کرتے تھے اور مکہ کے تمام لوگوں نے اسی واقعہ کو بچشم خود دیکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

۲۷واں باب

جنات کا روایت حدیث کرنا

ابی ابنؓ کعب سے مروی ہے کہ ایک جماعت مکہ کے لئے روانہ ہوئی اور راستہ بھول گئی جب وہ لوگ مشقت سفر سے اور راستہ بھول جانے کی وجہ سے پریشان ہو گئے اور مرنے کے قریب ہو گئے انہوں نے اپنے اپنے کفن پہن لئے اور زمین پر لیٹ گئے پس ان کے پاس ایک جن آیا اور اس نے کہا کہ میں ان جنات میں سے ہوں

جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنی ہیں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مددگار و معین ہے اور مسلمان مسلمان کو رسوا نہیں کرتا اور اس جن نے انہیں پانی بتلایا اور راستہ بتلایا۔ عبدالرحمن ابن بشر فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حج کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں ان کو پیاس لگی پس ان کو ایک شور چشمہ ملا ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ پانی نقصان دہ ہے آگے چلو وہاں پانی ملے گا وہ آگے چلے مگر شام تک کہیں پانی نہیں ملا پھر ان میں سے کسی نے کہا اس شور چشمے کے پاس چلو جب وہ واپس چلے تو ان کو کافی رات ہو گئی وہ ایک کیکر کے درخت کے پاس ٹھہر گئے ان کے پاس ایک نہایت سیاہ فام شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے قافلہ والو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمانوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مسلمانوں کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے تم آگے چلو اور جب تم مکہ کے پاس پہنچ جاؤ تو اس کے بائیں جانب چلو وہاں تم کو پانی ملے گا ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ شیطان معلوم ہوتا ہے دوسرے نے کہا کہ شیطان اس طرح کبھی نہیں بتلا سکتا یہ تو مومن جن ہے پس وہ وہاں گئے اور ان کو وہیں پانی ملا۔ باب نمبر ۱۲ میں گذر چکا ہے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک مردہ جن کو دفن کیا تھا اور آپ نے سُنا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تو (مراد مردہ جن ہے) سفر میں مرے گا اور تجھ کو ایک نیک صالح مومن دفن کرے گا۔

---

۵ ایک جگہ کا نام ہے۔

۳۸واں باب

جنات کا انسان سے علم حاصل کرنا اور ان کا انسان کو فتویٰ دینا

وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ میں اور حسن بصری ہر سال حج کے موقعہ پر مسجد خیف میں ملا کرتے تھے اور جب سب لوگ سو جایا کرتے تھے تو ہم اپنے ساتھیوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ایک رات ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور وہب کے حلقہ میں جا پڑا اور وہب کو سلام کیا وہب نے اس کو جواب دیا اور جان گئے کہ یہ کوئی جن ہے پھر وہ آگے بڑھا اور باتیں کرنے لگا وہب نے معلوم کیا کہ تو کون ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک مسلمان جن ہوں وہب نے کہا کہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کہ کیا آپ ہمارے آپ سے علم حاصل کرنے سے اور آپ کے پاس بیٹھنے سے ناخوش ہیں۔ ہمارے بہت سے لوگ آپ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں اور ہم لوگ جہاد میں نمازمیں اور مریضوں کی عیادت میں اور جنازوں میں اور حج وعمرہ میں آپ کے ساتھ شریک رہتے ہیں ہم لوگ آپ سے علم حاصل کرتے ہیں اور قرآن سنتے ہیں۔ حضرت وہب نے اس سے معلوم کیا کہ تمہارے کون سے راوی افضل ہیں اس نے کہا کہ حضرت حسن بصری سے روایت کرنے والے راوی افضل ہیں جب حضرت حسن بصری نے حضرت وہب کو دوسری جانب مشغول دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں حضرت وہب نے پوری گفتگو دہرائی اور یہ بھی بتلایا کہ آپ سے روایت کرنے والے جنات کو جنات سب سے افضل مانتے ہیں۔

حضرت حسن نے سنکر فرمایا کہ تجھے قسم ہے یہ بات کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ لوگ اس کو خود ساختہ بات کہیں گے۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے وہ جن ہر سال حج کے

موقع پر مجھ سے ملتا تھا اور حدیثیں سنتا تھا ایک مرتبہ وہ مجھے طواف کرتے ہوئے ملا جب ہم طواف سے فارغ ہو گئے تو مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گئے میں نے اس جن سے کہا کہ اپنا ہاتھ دکھلا اس نے اپنا ہاتھ میری طرف کر دیا میں نے اس کا ہاتھ بلّی کے پنجے کی طرح پایا اس پر بال تھے پھر اس نے کہا کہ آپ بھی اپنا ہاتھ دکھلائیے جس طرح میں نے دکھلایا ہے میں نے اس کو اپنا ہاتھ دے دیا اس نے اس زور سے دبایا کہ خدا کی قسم میری چیخ نکلنے کو ہو گئی اور وہ ہنسنے لگا حضرت وہب فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میری اس سے ملاقات نہیں ہوئی شاید وہ مر گیا ہو یا اس کو قتل کر دیا گیا ہو آپ نے اس سے یہ بھی دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک کون سا جہاد افضل ہے۔ اس نے کہا کہ مسلم جنات کا کافر جنات سے جہاد کرنا یہ افضل ہے۔

یحییٰ ابن ثابت فرماتے ہیں کہ میں حفصی طائفی کے ساتھ منیٰ میں تھا ہم نے ایک سفید ڈاڑھی والا بوڑھا دیکھا کہ وہ لوگوں کے سامنے فتوے دے رہا ہے مجھ کو حفصی نے کہا کہ اے ابوایوب اس کو دیکھ رہے ہو یہ عفریت جن ہے ہم دونوں اس کے قریب پہونچے جب اس نے حفصی کو دیکھا اپنا ہاتھ ان کے پیروں پر رکھ دیا آپ نے اس پر غصہ کیا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے آپ نے کہا کہ لوگو یہ عفریت جن ہے پھر وہ بھاگ گیا۔

۳۹ واں باب

جنات کا انسان کو وعظ و نصیحت کرنا

ابن الاسود فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ عبدی کو یہ بیان کرتے سُنا ہے کہ میرا ایک چھوٹا بچہ مر گیا تھا مجھ کو اس کی وجہ سے سخت رنج ہوا حتیٰ کہ میری نیند اُڑ گئی

ایک رات میں چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنے بیٹے کی فکر میں تھا اور گھر میں میرے علاوہ کوئی نہیں تھا کہ اچانک مجھے گھر کے کونے میں سے سلام کی آواز آئی میں نے جواب دیدیا مگر مجھ کو سخت اندیشہ لاحق ہوا پھر اسی سلام کرنے والے نے سورۂ آلِ عمران کی آخری آیتیں پڑھیں پھر مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ اے خلیفہ تو اپنے بیٹے کو ہمیشہ رکھنا چاہتا تھا خدا کے ہاں تیرا مرتبہ بڑا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تھا آپ فرما رہے تھے کہ آنکھیں رو رہی ہیں اور دل مغموم ہے مگر ہم ایسی بات زبان سے نہیں نکالیں گے جس سے خدا ناراض ہو اور اے خلیفہ تو اپنے بچہ سے موت کو کس طرح ٹال سکتا تھا جبکہ سب کو آخر مرنا ہی ہے کیا تو خدا کے فیصلہ سے ناراض ہے اور اس کی تدبیر پر اشکال کرتا ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو زمین تنگ ہو جاتی اور اگر زندگی میں رنج نہ ہوتا تو لوگوں کو عیش کی قدر نہ ہوتی پھر اس نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے اس نے کہا کہ میں تیرے پڑوس کا رہنے والا جن ہوں۔ واللہ اعلم۔

۴۰واں باب

جنات کا حکمت کی باتیں کرنا اور شعراء کی زبان پر شعر القاء کرنا۔

ابن ابی الدنیا نے فرمایا ہے کہ اسحاق ابن عبداللہ نے فرمایا کہ کچھ جنات انسانی شکل بنا کر ایک آدمی کے پاس آئے اور اس سے معلوم کیا کہ تو کس چیز کے مالک بننے کو پسند کرتا ہے اس نے کہا کہ میں اونٹ چاہتا ہوں اونٹ مجھ کو پسند ہے انہوں

نے کہا تو نے مشقت و پریشانی کو پسند کیا ہے یہ تیرے ترکِ وطن کا سبب بنیں گے
اور تجھ کو دوستوں سے دور کردیں گے پھر وہ جنات وہاں سے ایک دوسرے آدمی
کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی دریافت کیا اس نے کہا کہ مجھ کو غلام پسند ہیں انہوں
نے کہا کہ یہ فائدہ مند عزت ہے مگر اس کے نتائج نہایت سنگین ہیں اور یہ مال قبضہ
سے باہر ہوتا ہے پھر اس کے پاس سے بھی چلے گئے اور ایک دوسرے کے پاس
جاکر اس سے بھی اسی طرح سوال کیا اس نے کہا کہ مجھ کو بکریاں پسند ہیں انہوں نے
کہا کہ یہ تو کھانے والے کا لقمہ ہیں اور فقیر کا دامن ہیں جنگ کے موقعہ پر سواری کا کام
نہیں دے سکتیں اور نہ غنیمت کے وقت کام دے سکتیں ہیں اور نہ تجھ کو پریشانی
سے بچا سکتیں ہیں پھر ایک دوسرے کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی دریافت
کیا۔ اس نے کہا کہ مجھ کو جڑ والی چیز ہے پسند انہوں نے کہا کہ تین سو ساٹھ کھجور کے
درخت سب سے بڑی مالداری ہے اور نہایت ہی مرغوب مال ہے پھر اس کے پاس
سے بھی چلے گئے اور ایک دوسرے کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی سوال
کیا اس نے کہا کہ مجھ کو کھیتی پسند ہے انہوں نے کہا کہ یہ آدھا عیش ہے اگر کھیتی
کروگے تو کچھ ملے گا ورنہ نہیں پھر اس کے پاس سے ایک دوسرے کے پاس آئے
اور اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں تمہارے لئے کھانا لے
آؤں وہ روٹی لے کر آیا انہوں نے کہا کہ اس کی اصلاح کے لئے بھی تو کچھ لاؤ وہ گوشت
لے کر آیا انہوں نے کہا کہ جی جی کو کھاتا ہے یہ تو تھوڑا بھی کافی ہے پھر وہ دودھ اور
کھجور لے کر آیا انہوں نے کہا کہ کھجور کے پھل اور گائے کا دودھ خدا کا نام لے کر کھانا
شروع کرو وہ کھانے لگے اور اس سے کہا کہ تو ہم کو یہ بتلا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ
تیز ہے اور کون سی چیز سب سے زیادہ حسین ہے اور کون سی چیز سب سے زیادہ
خوشبودار ہے اس نے کہا کہ بھوکے آدمی کی ڈاڑھ سب سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

اور صبح کے وقت اونچی زمین پر برسنے والا بادل سب سے زیادہ حسین منظر ہوتا ہے اور سب سے زیادہ خوشبودار وہ پھول ہوتا ہے جو بارش کے بعد کھلتا ہے پھر انہوں نے کہا کہ اب بتلا تجھ کو کیا چیز پسند ہے اس نے کہا کہ مجھ کو موت پسند ہے انہوں نے کہا کہ تیرے سے پہلے آج تک کسی نے موت کو پسند نہیں کیا اس نے کہا کیوں اگر میں نیکوکار ہوں تو میری نیکی میری ذمہ دار ہے اور اگر میں بدکار ہوں تو موت میری بدی کو ختم کر دے گی اور اگر میں غنی ہوں تو میری عزت ثابت ہو جائے گی اور اگر میں فقیر ہوں تب تو مجھکو کوئی فکر نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو وصیت کر اور ہمارے لئے زاد راہ کا انتظام کر اس نے ایک مشکیزہ دودھ کا بھرا ہوا پیش کیا کہ یہ تمہارا زادِ راہ ہے اور وصیت یہ ہے کہ تم کلمہ طیبہ "لآاِلٰہَ اِلَّا اللہ" پڑھ لو تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے وہ جنات اس کے پاس سے لوٹے اور اس کو تمام جن و انس سے بڑا عقلمند کہہ رہے تھے۔ ہاشم ابن قاسم نے فرمایا ہے کہ یہ آخری آدمی جس نے یہ باتیں کہیں عویمر ابو درداء تھا۔

فصل:- عرب والے شاعروں کو کلاب الجن یعنی جنات کے کتے کہتے ہیں جیسا کہ عمرو بن کلثوم کے شعر میں ہے۔

ترجمہ:- کہ ہم کو جنات کے کتے بھونکتے ہیں (مراد شعراء ہیں) اور ہم اپنے پاس سے کانٹے دور کرتے رہتے ہیں۔

شعراء کو عرب والے جنات کے کتے اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا گمان یہ ہے کہ شیاطین ان کی زبانوں پر شعر القاء کرتے رہتے ہیں اور اس قسم کے شیاطین کو وہ تابعہ اور رباء کہتے ہیں جیسا کہ جریر نے کہا ہے کہ میرے اوپر ایک ادھیڑ عمر کا شیطان شعر القاء کرتا رہتا ہے جو شیطانوں کا شیطان ہے۔ اہل عرب نے اس قسم کے شیاطین کے نام بھی بتلائے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے کہ:- "شاعر کے القاء کرنے والے شیطان کا نام سحل تھا اور عمرو بن قطن کے شیطان کا نام جھنام اور بشار اور سنقناق تھا اور بادشاہوں

کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جنات و ابلیس بھی ان کے لشکر میں ہوتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ :۔ میں شیطان کے لشکر کا جوان تھا میری حالت یہاں تک بدلی کہ شیطان ہی میرے لشکر کا جوان بن گیا۔

اور اہل عرب اشعار کو شیطانی منتر کہتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں ہے۔

ترجمہ :۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ شیطانی منتروں نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا حالانکہ میرا جن شیطان منتظر تھا۔

اور اسی طرح فریب آمیز کلمات کو بھی اہل عرب شیطانی منتر کہتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں ہے کہ۔

سلمٰی کے بارے میں کیا گمان کیا جائے جبکہ اس کے پاس خوبصورت لباس والا حسین مانگ نکالے ہوئے آئے جس کا عمامہ ریشمی ہو اور گفتگو شیریں ہو اور اس کے ہاتھ شیطانی منتروں کی تالی ہو۔ واللہ اعلم

۱۴واں باب

جنات کا انسان کو طب سکھلانا

نضر ابن عمر حارثی کا قصہ نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں ہمارے یہاں ایک پانی کا تالاب تھا میں نے اپنی لڑکی کو پانی لانے کے لئے بھیجا جب کافی دیر تک وہ واپس نہیں آئی ہم نے اس کو تلاش کیا مگر وہ کہیں نہیں مل سکی بہت عرصے کے بعد میں ایک دن میں اپنے صحن میں رات کے وقت بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک بوڑھا آیا اور تھوڑی دیر بعد میری لڑکی آگئی میں نے اس سے پوچھا کہ بیٹی تو اب تک کہاں تھی اس نے کہا کہ

ابا جان جب آپ نے مجھ کو پانی کے لئے بھیجا تھا تو ایک جن مجھ کو اٹھا کرلے گیا تھا میں انہیں کے پاس رہتی رہی یہاں تک کہ ان جنات کے درمیان اور دوسرے جنات کے درمیان لڑائی ہوئی انہوں نے عہد کیا کہ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو اس لڑکی کو رہا کر دیں گے پس ان کو کامیابی ہو گئی انہوں نے مجھ کو رہا کر دیا۔ نضر ابن عمرو سے فرمایا کہ اس لڑکی کا رنگ مضمحل ہو گیا تھا اور بال خراب ہو گئے تھے اور یہ بہت دبلی ہو گئی تھی ہم نے اس کا علاج معالجہ کرایا اور وہ تندرست ہو گئی۔ پھر ہم نے اس کی شادی کر دی اور وہ جن اس لڑکی کو ایک نشان بتلا کر گیا تھا کہ جب تجھ کو پریشانی ہوا کرے تو تو دھواں کر دینا میں تیری مدد کے لئے حاضر ہو جایا کروں گا ایک روز اس کے شوہر نے غصہ میں ہو کر اس کو جنیہ اور شیطانیہ کہدیا اور اس کو عار دلائی کہ تو انسان نہیں ہے۔ اس نے دھواں کر دیا اچانک کسی پکارنے والے نے کہا کہ تو اس لڑکی کو پریشان کیوں کرتا ہے اگر اس کو کچھ کہا تو تیری آنکھیں پھوڑ دوں گا میں نے جاہلیت میں اپنے حسب سے اس کی پرورش کی اور اسلام میں اپنے دین سے اس کی حفاظت کی اس کے شوہر نے کہا کہ تو ظاہر کیوں نہیں ہوتا تاکہ ہم تجھ کو دیکھ لیں گے اس نے کہا کہ ہمارے باپ نے ہمارے لئے تین باتوں کا خدا سے سوال کیا تھا۔

۱۔ ہم سب کو دیکھ لیں ہمکو کوئی نہ دیکھ سکے

۲۔ اور ہم تحت الثریٰ میں رہا کریں۔

۳۔ اور ہماری عمریں لمبی ہوا کریں۔

پھر اس آدمی نے کہا کہ مجھ کو چوتھے دن آنے والے بخار کی دوا بتلا دے اس کا علاج کیا ہے اس نے کہا کہ مکڑی کی طرح جو کیڑے ہوتے ہیں ان کو پکڑ کر ان کے پیروں میں ایک سوت کا دھاگہ باندھ دو پھر اس کو اپنے بائیں بازو پر باندھ لو اس آدمی نے اسی طرح کیا فوراً ہی اس کا بخار اُتر گیا اور وہ تندرست ہو گیا اور پھر اس نے اس سے کہا کہ

عورتوں کو مائل کرنے کا کوئی طریقہ بتلا اس نے کہا کہ کیا تو ان کے شوہروں کو دکھی کرے گا
اس نے کہا کہ ہاں جن نے کہا اگر تو ایسا نہ کرتا تو میں ضرور بتلا دیتا۔ زیاد ابن نضر حارثی سے بھی
بعینہٖ اسی طرح کا قصہ منقول ہے اس میں بھی اس جن نے بخار کا یہی علاج بتلایا تھا
حضرت شعبیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ کسی آدمی پر جن آئے اس کا علاج کیا گیا وہ ہٹ گئے
ان سے لوگوں نے بخار کا علاج دریافت کیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اور یہی
علاج بتلایا حضرت زید ابنِ وہب فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں گئے ہوئے تھے جب
ہم ایک جزیرے پر پہونچے تو ہم نے آگ روشن کی ہم نے وہاں ایک بہت بڑا حجرہ
دیکھا ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ اس کے پاس سے اپنی آگ دور کرلیں کہ کہیں
ہماری وجہ سے اس میں رہنے والی مخلوق پریشان نہ ہو جب ہم نے اپنی آگ وہاں
سے ہٹالی تو ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ تم نے اپنی آگ ہم سے
دور کرلی اور ہم تم کو ایک بہترین علاج بتلاتے ہیں تم کو اس سے بڑا نفع ہوگا
وہ یہ کہ جب تمہارے سامنے کوئی مریض اپنا مرض ذکر کرے اور اس کو سنتے ہی فوراً
تمہارے دماغ میں کوئی علاج آئے پس وہی اس کا علاج ہے اسی میں اس کی شفا
ہے۔ زید ابنِ وہب کے ایک اور قصہ میں مروی ہے کہ ایک روز وہ کوفہ کی مسجد
میں بیٹھے ہوتے تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا اس کا پیٹ بڑھا ہوا تھا اس نے
کہا کہ مجھ کو کوئی علاج بتلایئے میرا پیٹ ایسا ہی رہتا ہے چاہے میں کھاؤں
یا نہ کھاؤں اس نے کہا کہ علاج معلوم کر رہا ہے حالانکہ آنے والے سال میں
آج کے دن یہ مر جائے گا وہ آدمی چلا گیا اور آئندہ اسی دن آیا ان کے پاس آدمی
بیٹھے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس نے ایسے ایسے
کہا تھا اور میں نہیں مرا انہوں نے کہا تیری بیماری یعنی پیٹ کا زیادہ موٹا ہونا یہ اب
بھی ہے یا نہیں اس نے کہا یہ تو ختم ہوگئی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے تجھ کو اسی

لئے ڈرایا تھا۔ ابوالیسین فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حسن بصری کی مجلس میں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے آپ اُٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور ہم باتیں کرتے رہے ایک دیہاتی آدمی قبیلہ بنو سلیم کا آیا اور اس نے حضرت حسن بصری کا دریافت کیا میں نے کہا یہیں بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا میں نے اس سے معلوم کیا کہ تجھ کو کیا ضرورت ہے اس نے کہا کہ میں ایک گاؤں کا آدمی ہوں اور میرا ایک بھائی تھا نہایت عقلمند اس کو کوئی بلا چمٹ گئی اور وہ اتنا پریشان ہوا کہ ہم کو وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھنا پڑا۔ جب ہم بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ ہم کو کسی نے غیب سے آواز دی اور سلام کیا ہم نے اس کا جواب دیا مگر ہم کو کچھ نظر نہ آیا پھر اس نے کہا کہ ہم تمہارے پڑوسی ہیں اور تمہاری پریشانی نہیں دیکھنا چاہتے ہمارے ایک بیوقوف نے تمہارے اس آدمی کو پریشان کر رکھا ہے ہم نے بار بار اس کو سمجھایا بھی ہے مگر وہ نہیں مانا۔ اب ہم آپ سے معذرت کرتے ہیں اور جب فلاں دن آوے (کوئی دن معین کیا ہوگا) تو تم لوگ جمع ہو کر اس کو باندھ دو کیونکہ اگر وہ غالب آگیا تو پھر تم کبھی بھی اس کو قابو نہیں کر سکتے اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے فلاں وادی میں لے جاؤ وہاں سے گھاس لے کر اس کا چورا کر کے اس کو اس کے منہ میں ٹپکاؤ اور اس سے ہرگز پیچھے نہ ہٹنا اگر پیچھے ہٹے تو ہرگز اس کو قابو میں نہ کر سکو گے میں نے کہا اس وادی اور گھاس کی طرف رہنمائی کون کرے گا۔ اس جن نے جواب دیا کہ جب وہ دن آجائے (جو اس نے بتلایا تھا) تو تجھ کو ایک آواز سنائی دے گی اس کے پیچھے پیچھے چلنا جب وہ دن آیا میں نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اپنے بھائی کو باندھ کر اونٹ پر سوار کر کے لے کر چل دیئے مگر اس میں اب وہ شدت و قوت نہیں رہی تھی جو پہلے تھی ہم کو اپنے آگے آگے یہ آواز سنائی دے رہی تھی کہ آتے رہو آتے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو ہرگز پیچھے نہ ہٹنا اگر پیچھے ہٹے تو یہ قابو میں نہیں آسکتا پس جب ہم اس وادی میں پہونچ گئے اس نے کہا کہ اونٹ کو بٹھا دو اور اس کو مضبوط پکڑے رکھو اب ہمارے اس بھائی

شدت وقوت اور کم پڑ گئی پھر اس نے ایک گھاس کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو لے کر اور اس کے منہ میں اس کا عرق نچوڑ دو ہم نے ایسا ہی کیا وہ جن کہہ رہا تھا کہ مضبوط پکڑے رکھو اب ہمارے بھائی میں اتنی قوت پیدا ہوئی کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہونے کو ہو گیا اس جن نے پھر کہا کہ ہرگز مت چھوڑنا ورنہ پھر قابو میں نہیں آسکتا جب وہ دوا اس کے پیٹ میں پہونچی وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور اس نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ مجھ کو کیا ہو گیا تھا ہم نے کہا کہ کچھ مت پوچھ بڑی پریشانی ہو رہی تھی اس جن نے کہا کہ اب اس کو ان زنجیروں میں سے کھول دو میں نے اس جن سے کہا کہ کہیں یہ دوبارہ نہ آجاوے اس نے کہا کہ اب قیامت تک نہیں آسکتا میں نے اس جن سے کہا کہ تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا مگر ایک بات یہ ہے کہ جب تم نے شروع میں ہم سے یہ باتیں بتلائی تھیں اس وقت میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے بھائی کو شفا ہو گئی تو میں اپنے منہ میں لگام دیکر پیدل حج کروں گا اس جن نے کہا کہ اس بارے میں ہم کو کوئی علم نہیں ہے مگر تیری رہنمائی کر سکتا ہوں تو بصرہ جا وہاں ایک نیک صالح آدمی ہے حسن بصری اس سے اس بارے میں معلوم کرنا اس دیہاتی نے ابویسین سے بتلا دیا کہ میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں ۔
ابویسین اس کو لے کر حسن بصری کے دروازے پر چلے گئے اور اجازت چاہی اندر سے ایک باندی آئی اس نے جا کر خبر دی حسن بصری نے ابویسین کو داخل ہونے کی اجازت دے دی جب وہ اندر گئے حسن بصری نے فرمایا کہ میں تو آنے ہی والا تھا تم نے کیوں زحمت کی ابویسین نے کہا کہ اس آدمی کو کچھ کام ہے اس آدمی نے پورا تفصیلی قصہ سنایا جب اس نے یوں کہا کہ اس جن نے آپ کو نیک صالح آدمی بتلایا ہے حضرت حسن رو پڑے پھر آپ نے فرمایا کہ لگام دینا تو شیطانی عبادت ہے ہرگز لگام مت دو اور اس کی طرف سے کفارہ ادا کر دو اور پیدل حج کرنا اس کو پورا کر دو۔ اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا۔

۴۲واں باب

انسان جنات کا جھگڑا انسان کے پاس

احمد ابن علی فرماتے ہیں کہ میں نے ابومیرہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک انسان اور جن کا جھگڑا تھا مدائن کے کنوئیں کے بارے میں وہ قاضی محمد ابن علاثہ کے پاس اس کے فیصلے کے لئے گئے احمد ابن علی نے ابومیرہ سے دریافت کیا کہ کیا وہ جن ان کے سامنے ظاہر ہو گیا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ انہوں نے اس کا کلام سُنا پس قاضی صاحب نے انسان کے لئے حکم دیا کہ تم طلوع شمس سے لے کر غروب شمس تک پانی لیا کرو اور رات میں جنات لیا کریں اس کے بعد سے اگر کوئی انسان مغرب کے بعد چلا جاتا تو اس کے پتھر لگتے۔

۴۳واں باب

جنات کا انسانوں سے ڈرنا۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ وہ ایک روز رات میں نماز پڑھ رہے تھے ان کے سامنے لڑکے کی شکل کا کوئی آیا انہوں نے اسے پکڑنے کے لئے اس پر حملہ کیا وہ دیوار سے کود کر بھاگ گیا آپ نے اس کے گرنے کی آواز سنی اس کے بعد پھر کبھی نہیں آیا۔ حضرت مجاہد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس طرح تم جنات سے ڈرتے ہو اسی طرح جنات تم سے ڈرتے ہیں۔ ابوشراعہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو گلیوں میں چلنے سے ڈرا کرتا تھا یحییٰ ابن جزار کو اس کی خبر ہوئی انہوں نے فرمایا جس چیز سے تو ڈرتا ہے وہ انسان سے تیرے سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ شیطان انسان سے زیادہ ڈرتا ہے اگر تم کو شیطان نظر پڑے اس سے ڈر کر

مت بھاگو ورنہ وہ تم پر غالب ہوجائے گا بلکہ اس پر سختی کرو وہ بھاگ جائیگا۔

۴۴واں باب

جنات کا انسان کی تابعداری کرنا اور اس کی فرمانبرداری کرنا

قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لئے بہت سے شیاطین دریا میں سے جوہر نکالنے کے لئے غوطہ لگایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ بہت سے کام انجام دیتے تھے۔ دوسری جگہ ذکر ہے کہ سلیمان کے لئے جن والنس کا لشکر جمع کر دیا گیا تھا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ بعض جنات خدا کے حکم سے ان کی ماتحتی میں کام کیا کرتے تھے اور جو ہمارے حکم سے اعراض کرے گا اس کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا اور وہ جنات سلیمانؑ کے لئے بڑی بڑی عمارتیں اور تصویریں اور تالاب کے برابر بڑے بڑے پیالے اور بڑی بڑی مضبوط دیگیں بنایا کرتے تھے ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے کہ بہت سرکش جنات عمارتیں بنایا کرتے تھے اور بہت سے نافرمان بیڑیوں میں باندھ کر ڈال دیئے گئے اور جس طرح کے عفریت نے بلقیس کا تخت اٹھا کر لانے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ بہت سے شیاطین عمارتیں بنایا کرتے تھے۔ علامہ بیری نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ بہت سے شیاطین دریا میں سے زیورات، ہیرے، جواہرات نکالا کرتے تھے غواص وہ کہلاتا ہے جو پانی میں کچھ دیر رہ سکے نافرمان جنات کو پانی میں قید کر دیا گیا تھا حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنات کو بیڑیوں میں باندھ کر ڈالا گیا تھا۔ حضرت قتادہ سے بھی اس طرح مروی ہے کہ ان کے ہاتھ پیر باندھ کر پانی میں ڈال دیئے گئے تھے قرآن کریم کی آیت ”ھذا عطاءنا فامنن او امسک بغیر حساب“ کی تفسیر کے بارے میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار

دے دیا گیا تھا کہ جس جن کو چاہیں قید کریں اور جس کو چاہیں رہا کریں ان سے اس کے بارے میں کوئی حساب نہ ہوگا۔ حضرت قتادہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

کتاب العجائب میں مذکور ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز نے مغربی ممالک کے گورنر ابن موسیٰ ابن نصیر سے دریافت کیا کہ آپ نے دریا میں کیا عجائب دیکھے ہیں کیونکہ وہ عموماً لشکروں میں رہا کرتے تھے اور بعض مرتبہ پورا پورا دن دریا کے سفر میں گذار دیتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم ایک جزیرے میں پہونچے وہاں ایک مکان بنا ہوا تھا اور اس میں سترہ گھڑے سبز رنگ کے رکھے ہوئے تھے جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی تھی میں نے ان میں سے چار گھڑے اٹھانے کا حکم دیا اور ایک گھڑے میں جب ہم نے سوراخ کیا فوراً اس میں سے ایک جن یہ کہتا ہوا نکلا قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھ کو مکرم نبی بنایا ہے میں آئندہ زمین میں فساد نہیں کروں گا پھر جب اس نے ہم کو دیکھا تو کہا کہ نہ یہاں پر سلیمان ہیں اور نہ ان کی حکومت ہے یہ کہہ کر وہ زمین میں گھس گیا اور چلا گیا میں نے وہ باقی گھڑے وہیں رکھوا دیئے

عباس ابن ولید فرماتے ہیں کہ موسیٰ ابن نصیر شروع میں نصرانی تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس کو ممالک مغرب کا گورنر بنا دیا گیا تھا ایک مرتبہ وہ جہاد کرتا ہوا ایک تاریک دریا پر پہونچا سب غازیوں نے اپنی سواریاں چرنے کے لئے اس کے کنارے پر چھوڑ دیں ان کو آہٹ سی محسوس ہوئی کہ کوئی چیز ہماری سواریوں کو ہانک رہی ہے جب وہ واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ سبز قسم کے گھڑے رکھے ہوئے ہیں اور ان پر سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی ہے آپ نے ان کی مہر توڑنی مناسب نہیں سمجھی بلکہ ایک گھڑے میں نیچے سے تیر کے ذریعہ سوراخ کرایا اس میں سے ایک شیطان چیختا ہوا یہ کہتا ہوا نکلا کہ خدا کی قسم اے اللہ کے نبی میں آئندہ فساد نہیں

کروں گا۔ موسیٰ ابن نصیر نے فرمایا کہ یہ وہ شیاطین ہیں جن کو سلیمان علیہ السلام نے قید کر رکھا تھا پھر آپ نے ایک دوسرے گھڑے میں سوراخ کرایا اس میں سے بھی ایک اسی طرح کا شیطان نکلا جب اس نے ان کو دیکھا تو یہ کہا اگر تمہارا یہ مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں تم کو تباہ کر دیتا (از مؤلف)۔

موسیٰ ابن نصیر حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں بحری فوج کے گورنر تھے اور اندلس کو انہوں نے ہی فتح کیا تھا اور ان کے عجائبات بہت ہی مشہور ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ موسیٰ ابن نصیر کے برابر مسلمانوں میں کسی نے ان سے زیادہ قیدی نہیں کئے۔ واللہ اعلم

۴۵ واں باب

جنات کا انسان کو یہ بتلانا کہ کس چیز سے جنات کے شر سے بچا جا سکتا ہے

ابو الاسود رومی فرماتے ہیں کہ میں نے معاذ ابن جبلؓ سے عرض کیا کہ جس وقت آپ نے جن کو پکڑ لیا تھا وہ قصہ کس طرح ہوا تھا مجھ کو بتلا دیجئے آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقات کا نگران بنایا میں نے صدقے کے کھجور اپنے ایک بالاخانے میں لاکر جمع کر دیئے ان میں سے کم ہونے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا کہ شیطان نے چرائے ہیں میں رات کو بالاخانے میں چھپ کر بیٹھ گیا اور دروازہ بند کر دیا پس اچانک ایک شدید قسم کی تاریکی ہوئی اور وہ دروازہ کے اندر داخل ہو گئی پھر اس نے دوسری شکل بدلی اور دروازے کے سوراخ سے داخل ہو گیا میں نے جب اس کو دیکھا تو میں تیار ہو کر

بیٹھ گیا اس نے کھجور کھانے شروع کیے میں نے ایک دم اس کو پکڑ کر اپنے قبضہ میں کر لیا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دیجئے میرے بال بچے بہت زیادہ ہیں اور میں فقیر محتاج ہوں ہم پہلے اس بستی میں رہا کرتے تھے جب تمہارے صاحب مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رسول بنا کر بھیجے گئے ہم کو یہاں سے بھگا دیا گیا اور میں اب نصیبین میں رہتا ہوں آئندہ ہرگز نہیں آؤں گا آپ مجھ کو چھوڑ دیں میں نے اس کو چھوڑ دیا حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا دیا جب میں واپس آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قصہ دہرایا اور مجھے پوچھا کہ تیرا قیدی کیا ہوا میں نے آپ کو بتلا دیا کہ وہ معذرت کرنے لگا میں نے چھوڑ دیا اور وہ وعدہ کر کے چلا گیا ہے کہ آئندہ نہیں آئیگا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ باز نہ آئے گا میں پھر چھپ کر بیٹھ گیا وہ پھر آیا اور اس نے کھانا شروع کر دیا میں نے پھر اس کو پکڑ لیا اس نے پھر معذرت کی میں نے کہا کہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا اس نے کہا چھوڑ دو پھر نہیں آؤں گا۔ اور اگر کوئی انسان سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں کسی مکان میں رات کو پڑھ دے تو ہم اس مکان میں اس رات کو داخل نہیں ہوتے ۔ مکاید الشیطان میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے ۔

ابی ابن کعب رضؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک برتن میں کھجور رکھے ہوئے تھے وہ روزانہ کم ہو جایا کرتے تھے ایک رات میں بیٹھ گیا پس اچانک ایک جوان لڑکے کی شکل کا آدمی آیا میں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا میں نے اس سے معلوم کیا کہ تو جن ہے یا انسان اس نے کہا کہ جن ہوں میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ دکھلا اس نے اپنا ہاتھ دکھلایا میں نے اس کا ہاتھ کُتے کے ہاتھ کیطرح بالوں والا پایا میں نے اس سے کہا کہ جنات کی خلقت ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ جنات میں مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہے میں نے اس سے کہا کہ تجھ کو

یہاں آنے کی اور کھجور اٹھانے کی جرأت کیسے ہوئی اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو خیرات کو پسند کرتا ہے میں نے چاہا کہ میں ہی تیری خیرات سے کھالوں میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے شر سے کس طرح بچا جائے اس نے کہا کہ جو آدمی صبح کو آیت الکرسی پڑھ لے شام تک ہمارے شر سے محفوظ رہے اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک محفوظ رہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ اس خبیث نے سچ کہا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقہ فطر کا نگران بنایا ایک جن آیا اور اس میں سے کھانے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاؤں گا اس نے کہا کہ میں تجھ کو ایسے کلمات سکھلا دوں گا جو تجھ کو نفع دیں گے میں نے کہا کہ سکھلا اس نے کہا کہ جب تو سونے لگے یا سونے کے لئے بستر پر آوے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر اور اس نے پڑھ کر بتلائی صبح تک ایک فرشتہ خدا کی جانب سے تیری حفاظت کے لئے مقرر ہو جائیگا جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے پوچھا وہ قیدی کہاں ہے میں نے آپ کو قصہ سنایا اور بتلایا کہ وہ مجھے آیۃ الکرسی سکھلا کر گیا ہے اور اس کا یہ فائدہ بتلایا ہے۔ آپ نے کہا کہ اس نے تجھ سے سچ کہا ہے مگر وہ خود جھوٹا ہے کہ ایمان نہیں لایا۔

حضرت زید ابن ثابتؓ ایک مرتبہ اپنے باغ میں تشریف لے گئے آپ نے کسی کے آنے کی آہٹ محسوس کی پوچھا کون ہے اس نے کہا میں جن ہوں ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں کیا ہم تمہارے پھلوں سے کچھ لے سکتے ہیں میں نے کہا کہ لے لو دوسری رات کو پھر ایسا ہی ہوا اس نے کہا کہ میں جن ہوں قحط سالی میں مبتلا ہوں تمہارے پھل لے سکتا ہوں میں نے کہا کہ لے لو پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ ہم تمہارے شر سے کس طرح بچ سکتے ہیں اس نے کہا کہ آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔

عبیدہ بنت ولید فرماتی ہیں کہ میرے والد نے ذکر کیا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں گیا اس نے کسی کے آنے کی آہٹ سُنی اس نے آیۃ الکرسی پڑھنی شروع کر دی اتنے ہی میں درخت سے ایک شیطان اُترا اس نے اس شیطان سے کہا ہمارا ایک مریض ہے اس کا کس چیز سے علاج کریں اس نے کہا کہ جس چیز سے تو نے مجھے درخت سے نیچے اتارا ہے (مراد آیۃ الکرسی ہے)

حبیب زیات فرماتے ہیں کہ میں شہر حلوان کے سرائے خانہ میں تنہا تھا تو شیطان آئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ آدمی لوگوں کو قرآن سکھاتا ہے آؤ اس کو مار دیں دوسرے نے کہا کہ تیرا ناس ہو کیا کہہ رہا ہے جب وہ ان کے قریب گئے انہوں نے "شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو" الخ پڑھنی شروع کر دی یہ سن کر ایک نے کہا کہ خدا تیرا ناس کرے میں تو اس کی صبح تک حفاظت کروں گا۔

ابو ہاشم عبد فرماتے ہیں کہ ایک شخص رات کے وقت کوفہ سے باہر آیا اس نے کوئی چیز دیکھی جھونپڑی نما اس کے چاروں طرف کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ آدمی چھپ کر بیٹھ گیا اور ان کو دیکھنے لگا پس ایک شخص آیا اور اس جھونپڑی میں بیٹھ گیا اور اس نے کہا کہ عروہ بن مغیرہ کو بہکانا چاہیئے ان میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ میں بہکاؤں گا یہ کہہ کر مدینہ کی طرف چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد آ کر کہا کہ مجھے کوئی راستہ اس کے بہکانے کا نہیں مل سکا وہ شخص جو جھونپڑی پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ کیوں اس نے جواب دیا کہ وہ صبح و شام ایک دعا پڑھتا ہے اس کی وجہ سے مجھے راستہ نہیں ملا اس کے بعد وہ مجمع منتشر ہو گیا اور یہ آدمی واپس آ گیا اور ایک اونٹ خرید کر مدینہ کو روانہ ہو گیا اور عروہ ابن مغیرہ کو یہ قصہ سُنایا اور ان سے دریافت کیا کہ وہ کونسی دعا ہے جسکو آپ صبح و شام پڑھتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں " اٰمنت باللہ وکفرت بالجبت والطاغوت واستمسکت بالعروۃ الوثقیٰ لا

الفصام لها واللّٰہ سمیع علیم، صبح و شام تین بار پڑھتا ہوں۔

زید ابن اسلم سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو اشجع کے دو شخص اپنی بیویوں کے پاس جا رہے تھے ان کو راستہ میں ایک عورت ملی اس نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ اپنے گھر جا رہے ہیں اس نے کہا کہ جب تم واپس آؤ میرے سے مل کر جانا میں تم کو ایک بات سکھلاؤں گی جب وہ فارغ ہو کر واپس ہوتے وہ ان کو ملی انہوں نے اس کو ایک اونٹ پر سوار کر دیا کچھ دور چلنے کے بعد ایک ٹیلہ آیا اس نے کہا کہ مجھ کو یہاں ایک کام ہے وہ اتر کر چلی گئی جب کافی دیر تک نہیں آئی ان میں سے ایک آدمی اس کو تلاش کرنے چلا گیا وہ بھی لوٹ کر نہیں آیا پھر وہ ان دونوں کو تلاش کرنے گیا جا کر دیکھا کہ وہ عورت اس پہلے آدمی کا کلیجہ چبا رہی ہے اور مرا ہوا پڑا ہے یہ دیکھ کر وہ واپس آگیا اور سوار ہو کر چل دیا وہ عورت پھر اس کو آگے ملی اس نے کہا کہ تو مجھ کو چھوڑ کر آگیا تھا اس آدمی نے کہا کہ نہیں تو نے ہی دیر کی تھی وہ سوار ہو گئی اور مجھ کو غمگین دیکھ کر کہنے لگی کہ کیا بات ہے میں نے کہا آگے ایک ظالم بادشاہ ہے اس سے ڈر رہا ہوں اس عورت نے کہا کہ میں تجھ کو اس سے بچنے کے لئے ایک دعا سکھلا دوں گی وہ تجھ کو کچھ نہیں کہہ سکتا اس نے کہا کہ سکھلا اس نے کہا کہ پڑھ

"اللھم رب السمٰوٰت وما اظلت ورب الارضین وما اقلت ورب الریاح وما اذرت ورب الشیاطین وما اظلت انت المنان بدیع السمٰوٰت والارض ذوالجلال والاکرام نحن للمظلوم من الظالم لم حقہ فخذ لی حقی من فلان فانہ ظلمنی"

اس نے یہ دعا بار بار کہلوا کر یاد کر لی اور اس کے لئے بد دعا کی کہ اے اللّٰہ اس نے میرا بھائی کھایا ہے پس اسی وقت آسمان سے ایک آگ اتری اور اس کی شرمگاہ میں

داخل ہوکر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ یہ چڑیل تھی لوگوں کو کھایا کرتی تھی اور بھوت یہ لوگوں کو پریشان کرتی ہے ان سے کھیل کود کرتی ہے مارتی نہیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک بھوت میرے روشندان میں سے میرے گھر آتی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تو اس کو دیکھے تو اس سے کہنا کہ تجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں میں نے اسے دیکھا اور پکڑ لیا اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو ایک چیز بتلاؤں گی میں نے اسے چھوڑ دیا اس نے کہا کہ آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر تیرے پاس کوئی شیطان نہیں آسکتا۔ میں نے اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ بولا مگر وہ خود کاذب ہے کہ مومن نہیں ہے (ترمذی، مسند احمد)

بھوت اس جن کو کہتے ہیں جو رات میں دکھلائی دے۔ ابو اسیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باغ کے کھجور توڑ کر ایک کمرہ میں جمع کر دیئے ایک بھوت نے اس میں سے چرانے شروع کر دیئے اور ان کو خراب کرنے لگی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ جب تو اس کے آنے کی آہٹ سنے تو یوں کہہ " بسم اللہ اجیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " انہوں نے ایسے ہی کہا۔ اس نے کہا کہ اے ابو اسیدؓ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجانے سے معاف کر دے اور میں عہد کرتی ہوں کہ آئندہ نہ آپ کے مکان میں آؤں گی اور نہ تمہارے کھجور چراؤں گی اور میں تجھ کو ایک آیت بتلاتی ہوں جب تو اس کو اپنے گھر میں پڑھے گا تیری بیوی تجھ سے اختلاف نہیں کر سکتی اور جب تو اس کو برتن پر پڑھے گا تو کوئی اس کو کھول نہیں سکتا میں نے اس سے کہا کہ بتلا اس نے کہا کہ آیت الکرسی میں نے اس کو رہا کر دیا اور وہ ریح خارج کرتی ہوئی بھاگی اور حضور کے پاس جا کر یہ قصہ آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا مگر وہ خود کاذب ہے اور ۱۲۶ ویں باب میں آرہا ہے کہ حضرت

حضرت عمرؓ نے ایک شیطان کو زیر کر دیا تھا اس نے بتلایا تھا کہ سورۂ بقرہ کے پڑھنے سے شیاطین بھاگتے ہیں اور جس گھر میں یہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیاطین داخل نہیں ہوتے

ابو منذر فرماتے ہیں کہ ہم حج کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں ایک پہاڑ کے نیچے پڑاؤ کیا لوگوں میں تذکرہ ہوا کہ اس پہاڑ میں جنات رہتے ہیں اسی اثنار میں ایک بوڑھا دیکھا کہ چشمہ کے پاس سے آرہا ہے میں نے کہا کہ تم نے کوئی چیز دیکھی ہے ایک مرتبہ میں تیر کمان لے کر شکار کے لئے ڈرتا ہوا اس پہاڑ پر گیا اور چھوٹے چھوٹے درختوں کے پیچھے چھپ گیا ایک پہاڑی بکریوں کا ریوڑ آیا اس نے پانی پیا اور چشمے کے چاروں طرف پھرنے لگیں میں نے ان میں سے ایک پر تیر چلایا اور اس کو شکار کر لیا جب وہ گر پڑی تو ایک چیخ کی آواز اس قدر زور سے آئی کہ پہاڑ پر کوئی بکری نہیں بچی سب بھاگ گئیں اس کے بعد ایک آواز آئی کہ ایک شکاری نے ہم کو دہشت زدہ کیا ہے اور ہمارے ایک شخص کو مار دیا ہے جو نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل تھا اس کو بھی مارنا چاہیئے کسی نے کہا کہ کس طرح مارا جائے میری ہمت اس کو مارنے کی نہیں ہو رہی ہے کیونکہ اس نے پہاڑ پر چڑھتے وقت "بسم اللہ" پڑھی تھی جب اس نے یہ بات سنی اس کو اطمینان ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۶ واں باب

جنات کے شر سے کس طرح بچا جائے

جنات کے شر سے بچنے کے دس طریقے ہیں۔

۱۔ "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھنا جیسا کہ قرآن کریم میں

ارشادِ ربانی ہے " وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" یعنی اگر کوئی شیطان آپ کو درغلائے تو خدا کی پناہ مانگو بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اور ایک اور آیت میں اس قسم کا مضمون ہے نیز حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو شخصوں میں جھگڑا ہوا اور انہوں نے بُرا بھلا کہنا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اس کے پڑھنے سے غصہ جاتا رہے گا۔ پھر آپ نے " اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم " پڑھا

۲۔ معوذتین کا پڑھنا یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) ترمذی شریف میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے جنات سے اور نظر بد سے جب سورۂ فلق اور ناس نازل ہوئیں آپ نے ان کو پڑھنا شروع فرما دیا اور ان کے علاوہ باقی اوراد کو ترک فرما دیا جن کو آپ ان کے نازل ہونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

۳۔ آیت الکرسی پڑھنا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے لئے خدا کی جانب سے ایک محافظ فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے جو صبح سے شام تک شام سے صبح تک حفاظت کرتا رہتا ہے۔

۴۔ سورۂ بقرہ کا پڑھنا حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔

۵۔ سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھنا ابو مسعود انصاری سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھی جائیں وہ اس گھر والوں کی کفایت کرتی ہیں۔ ترمذی شریف میں نعمان ابن بشیر رضؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل لوح محفوظ میں

قرآن متعین فرما دیا تھا سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اگر کسی مکان میں تین رات تک مسلسل پڑھی جائیں اس میں شیطان نہیں آسکتا۔

۶۔ سورۂ حٰم مومن کے اوّل کی آیتیں "الیہ المصیر" تک مع آیۃ الکرسی کے ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرۃ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی حٰم مومن کے اوّل کی آیتیں مع آیۃ الکرسی کے صبح کو پڑھ لے شام تک اس کی حفاظت ہو گی اور جو شام کو پڑھ لے صبح تک اس کی حفاظت ہو گی

۷۔ "لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہُ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر" سو مرتبہ پڑھ لے اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں اس کے لئے لکھ دی جائیں گی اور سو گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کی جائے گی اور اس سے بہتر کسی کا عمل نہ ہو گا وہ آدمی جو اس سے زیادہ مرتبہ پڑھ لے۔

۸۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا۔ ترمذی شریف میں حارث اشعری کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ خود بھی اس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل سے بھی عمل کرا دیں پس ان سے دیر ہونے کو تھی کہ عیسٰی علیہ السلام نے کہا کہ یا تو آپ کریں اس کام کو یا میں کروں یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ سبقت لے گئے تو مجھ کو اندیشہ ہے کہ میں عذاب دیا جاؤں گا یا میری صورت مسخ کر دی جائے گی۔ پس یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع فرمایا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کلمات پر عمل کرنے کا مجھ کو اور تم کو حکم دیا ہے۔

(۱) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ۔ مشرک بندہ کی مثال ایسی ہے کہ کسی نے غلام خریدا اور اس سے کہا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام

ہے اور تو کام کرتا رہ اور میری طرف ادا کرتا رہ اور وہ دوسروں کا کام کرنے لگے اپنے مولیٰ کا کام نہ کرے ایسے غلام کو کوئی پسند کر سکتا ہے۔

(۱۱) اللہ نے نماز کا حکم دیا ہے کہ جب تم نماز پڑھو ادھر اُدھر مت دیکھو کیونکہ اللہ کی توجہ بندہ کی طرف نماز میں اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔

(۱۱۱) اللہ نے روزہ کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی جماعت میں کسی آدمی کے پاس مشک ہو سب کو اس کی خوشبو اچھی لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کی بو مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۱۷) اللہ نے صدقہ کا حکم دیا ہے۔ صدقہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کسی کو لوگوں نے مارنے کے لئے پکڑ لیا ہو اور وہ یوں کہے کہ مجھ کو چھوڑ دو میں اپنا سارا مال تم کو دیتا ہوں وہ اپنا مال دے کر اپنے نفس کو بچالے۔

(۷) اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی آدمی کو دشمن نے گھیر لیا ہو اور وہ اس کے پیچھے بھاگ رہا ہو اور وہ بھاگ کر کسی مضبوط قلعہ میں چھُپ جائے اس طرح سے شیطان سے اپنے نفس کو خدا کے ذکر سے بچاؤ۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کا حکم کرنے کے لئے کہا ہے۔

(۱) سمع (۲) طاعت (۳) جہاد (۴) ہجرت

جماعت کے ساتھ رہنا جو آدمی ایک بالشت بھی جماعت سے الگ ہو گیا اس نے اسلام کی رسی اپنے گلے سے نکال دی جب تک وہ توبہ نہ کرے جاہلیت کا دعویٰ کرنے والا جہنمی ہے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ وہ نماز روزہ بھی کرے آپ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ نماز روزہ بھی کرے۔ اللہ کے نیک مسلمان بندے ہونے

کا دعویٰ کرو۔

۹۔ وضو کرنا نماز پڑھنا غیظ و غضب کے وقت وضو کرنا نہایت نافع ہے کیونکہ یہ ایک قسم کی آگ ہوتی ہے جو اُن کے دل میں اُٹھتی ہے۔ جیسا کہ ترمذی نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا غصّہ یہ ایک چنگاری ہوتی ہے انسان کے دِل میں کیا تم نے غصہ والے کی آنکھوں میں سرخی نہیں دیکھی اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں جس کو غصہ آئے وہ زمین پر تھوک دے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ غصہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے اور آگ پانی سے ختم ہو جاتی ہے۔ جب تم کو غصہ آئے وضو کر لو۔

۱۰۔ نظر بد سے بچے اور قلت کلام اور قلت طعام کا التزام کرے اور اختلاط مع الناس سے بچے کیونکہ شیطان انہیں چار چیزوں میں سے کسی ایک سے انسان پر مسلط ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسندِ احمد میں حدیث ہے کہ نظر شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے جو آدمی اپنی نظریں نیچی رکھے اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں ایک حلاوت پیدا فرما دیں گے جس کا وہ مرنے تک احساس کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اَعْلَمُ۔

۴۷ واں باب

قرآن ذکر تعویزات کا جنات کے جسم میں اثر کرنا اور ان کا بھاگنا

قیس ابن حجاج فرماتے ہیں کہ مجھے میرے شیطان نے کہا کہ جب میں تیرے اندر داخل ہوا تھا اونٹ کی طرح تھا اور اب میں چڑیا کی طرح ہو گیا ہوں میں نے کہا کیوں

اس نے جواب دیا کہ تو مجھے کتاب اللہ کے ذریعے پگھلا دیتا ہے حضرت عبداللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کا شیطان پتلا دبلا ہوتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اپنے شیطان کو اس طرح دبلا پتلا کر دیتا ہے جس طرح تم اپنے اونٹ کو سفر میں دبلا کر دیتے ہو۔ ابوخالد والبی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیوی بچوں سمیت حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا رہا تھا ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا میرے بیوی بچے پیچھے رہ گئے تھے میں نے لڑکوں کی آواز سنی اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا مجھ کو کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہوا تھا انہوں نے کہا کہ شیاطین ہم کو پکڑ کر ہم سے کھیل رہے تھے جس وقت آپ نے قرآن زور سے پڑھا وہ چھوڑ کر بھاگ گئے

ابن عقیل فرماتے ہیں کہ بغداد میں ایک ہمارا مکان تھا اس میں جو بھی رہتا وہی صبح کو مر جاتا ایک قرآن پڑھانے والے نے وہ مکان کرایہ پر لے لیا اور اس میں رہنے لگا ہم منتظر رہے کہ وہ بھی مر جائے گا مگر صبح تک وہ نہیں مرا بلکہ صحیح سالم رہا۔ ہمارے پڑوسیوں کو تعجب ہوا وہ آدمی ایک مدت تک رہا پھر وہاں سے منتقل ہو گیا اس سے لوگوں نے دریافت کیا اس نے کہا کہ جب میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو گیا میں نے کچھ قرآن کریم کی تلاوت کی اچانک ایک نوجوان کنوئیں سے برآمد ہوا اور اس نے مجھ کو سلام کیا میں ششدر رہ گیا اس نے کہا کہ ڈرو مت مجھ کو کچھ قرآن سکھلا دو۔ میں نے اس کو سکھانا شروع کر دیا پھر میں نے اس سے معلوم کیا کہ اس مکان کا کیا قصہ ہے اس نے کہا کہ ہم مومن جنات ہیں نماز تلاوت کے پابند ہیں اس مکان کو فساق لوگ کرایہ پر لیتے تھے اور اس میں شراب پیتے تھے ہم ان کا گلا گھونٹ دیا کرتے تھے میں نے اس سے کہا کہ رات کو مجھے تم سے ڈر لگتا ہے تم دن میں آجایا کرو اس نے کہا کہ بہت اچھا اور پھر اس نے دن میں آنا شروع کر دیا اور میں اس سے مانوس ہو گیا ایک روز وہ

پڑھ رہا تھا اچانک ایک منتر پڑھنے والا راستہ میں آگیا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ہر پریشان کرنے والی چیز سے نظر بد سے اور جنات سے بچاتا ہوں اس جن نے کہا کہ یہ کون ہے میں نے کہا یہ منتر والا ہے اس نے کہا کہ اس کو بلاؤ میں نے اس کو اندر بلالیا اچانک وہ جن اژدھا بن کر چھت میں چلا گیا اس آدمی نے منتر پڑھنا شروع کر دیا وہ منتر پڑھتا رہا اور وہ اژدھا نیچے لٹکتا رہا یہاں تک کہ وہ نیچے آپڑا اس نے کہا کہ اس کو پکڑ کر اپنی جھولی میں ڈال دوں میں نے اس کو منع کیا اس نے کہا کہ آپ مجھ کو میرے شکار سے کیوں روکتے ہیں میں نے اس کو ایک دینار دے کر چلتا کر دیا وہ اژدھا پھڑپھڑایا اور پھر جن بن گیا نہایت کمزور پتلا دبلا ہو چکا تھا میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہوا اس نے کہا کہ اس منتر نے مجھ کو تباہ کر دیا ہے اور اب میرا زندہ رہنا محال ہے جب تم اس کنویں میں کوئی چیخ سنو تو سمجھ لینا میں مر چکا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رات کو اس کے مرنے کی خبر سنی وہ مر گیا اور اس کے بعد اس مکان میں کوئی نہیں رہا۔ واللہ اعلم

۴۸واں باب

جنات وشیاطین کا تعویذ گنڈوں اور منتروں کا تابع ہونے کا سبب

کافر جنات وشیاطین ابلیس اور اس کا لشکر کفر و شرک اور معاصی کو پسند کرتے ہیں اور شرارت و مکر ان کی مرغوب چیزوں میں سے ہیں اسی کے طالب رہتے ہیں اور اسی کی جستجو میں لگے رہتے ہیں اگرچہ یہ چیزیں ان کے اور ان کے متبعین کے عذاب کا سبب بنتی ہیں۔ ابلیس نے کہا تھا میں علاوہ مخلص بندوں کے سب کو گمراہ کروں گا جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ دوسری جگہ وارد ہے کہ ابلیس نے یہ

بھی کہا تھا کہ جس مخلوق کو تو نے مجھ سے مکرم بنایا ہے اگر مجھ کو قیامت تک کی مہلت ملی تو میں علاوہ معدودے چند کے سب کو گمراہ کردوں گا۔ قرآن کریم میں ایک ارشادِ ربانی ہے کہ شیطان نے اپنا کہا یوں پورا کرکے دکھایا علاوہ چند لوگوں کے سب نے اس کی اتباع کرنی شروع کردی اور انسان کے مزاج میں جب بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو معصرت رساں چیزیں اس کو مرغوب لگتی ہیں اور ان سے اس کو لذت حاصل ہوتی ہے بلکہ ان کا ایسا دلدادہ ہو جاتا ہے کہ اپنی عقل دین اخلاق جان مال سب کو برباد کر لیتا ہے۔

اور شیاطین چونکہ خبیث النفس ہوتے ہیں اور جادو منتر والے جب ان کی مرغوب چیزوں سے ان کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کی مرضی حاصل کرنے کے لئے کفر و شرک کرتے ہیں تو یہ کفرو شرک رشوت کا کام دیتے ہیں اور وہ ان کی بعض حاجتوں کو پورا کر دیتے ہیں جیسا کہ اگر کوئی آدمی کسی کے ذریعہ کسی کو قتل کرانا چاہے اور وہ اس قاتل کو کچھ مال دیدے یا کوئی آدمی کسی سے حرام کاری کرنا چاہے اور وہ کسی کو جو اس کا تعاون کر سکے کچھ مال دیدے۔ یہی حال جنات و شیاطین کا ہے کہ وہ کفر و شرک کی وجہ سے اس جادو یا منتر والے کی بعض حاجتوں کو پورا کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض مرتبہ یہ لوگ کلام اللہ کو نجاست سے لکھتے ہیں یا بعض مرتبہ اس کے حروف کو بدل دیتے ہیں جن سے شیاطین راضی ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ کلام اللہ کے حروف کو بدل کر پڑھتے ہیں جب وہ شیاطین کی مرضی کے موافق قرآن کریم کی بے حرمتی کرتے ہیں تو وہ بھی کبھی چشموں کے پانی کو بند کر دیتے ہیں اور کبھی دوسروں کے اموال چرا کر اس کو لا کر دیتے ہیں جیسا کہ خیانت کرنے والے کے اموال کو شیاطین چرا لاتے ہیں اور جس مال پر خدا کا نام نہ لیا جائے اس کو چرا لاتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بہت قسم کے افعال و اعمال انجام دیتے ہیں جن کو ذکر کرنے سے کتاب کے طویل ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے

ابن اسحاق ندیم فرماتے ہیں کہ منتر والوں اور جادوگروں کا یہ خیال ہے کہ جنات و شیاطین اور ارواح خبیثہ ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور ان کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور تعویذ گنڈے کرنے والے مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ یہ طاعتِ خداوندی کا ثمرہ ہے کہ اس کے اثر سے جنات و شیاطین تابع بن جاتے ہیں اور بعض مرتبہ جنات و شیاطین کے اسماء کی قسمیں کھانے سے بھی یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے اور آدمی جب شہوات کو چھوڑ دیتا ہے اور عبادتوں میں مشغول ہو جاتا ہے تب بھی یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے اور جنات و شیاطین یا تو خدا کی اطاعت کی وجہ سے اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور یا ان کے نام کی قسمیں کھانے سے فرماں برداری کرتے ہیں اور یا خوفِ خداوندی سے یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کا نام لینے سے جنات و شیاطین گھبراتے ہیں اور خدا کا نام لینے میں ان کی رسوائی ہے اس لئے اس کے اثر سے فرمانبردار بن جاتے ہیں یہ تو مسلمان تعویذ گنڈے کرنیوالوں کا نظریہ ہے اور جادوگروں کا یہ کہنا ہے کہ ہم جنات کے نام پر قربانی کرتے ہیں اور ان کو خوش کرنے کے لئے خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ شیاطین اس سے خوش ہوتے ہیں اور دیگر محارم کا ارتکاب کرتے ہیں مثلاً نماز ترک کرنا، روزہ ترک کرنا ناحق خون کرنا، محارم سے نکاح کرنا ان سے شیاطین خوش ہو کر ہماری مرضی کے موافق عمل کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے فرمایا کہ جادوگروں کے اس برے طریقے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک جادوگر کا بیان ہے کہ ابلیس کی بیٹی بیذخ اپنا تخت پانی پر بچھاتی ہے اور اس قسم کے لوگوں کے واسطے شیاطین کو مقرر کرتی ہے کہ وہ اس کے مقصد کی برآری کریں اور یہ لوگ اس کی رضامندی کے لئے ہر قسم کے حرام کام کرتے ہیں۔ قربانیاں پیش کرتے ہیں اور ہر وہ کام کر گذرتے ہیں جو عقلاً قبیح و مذموم ہیں اور

بعض مرتبہ یہ لوگ اس کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے فرمایا کہ مجھ سے ایک جادوگر نے بیان کیا کہ میں نے بیذخ بنت ابلیس کو خواب میں دیکھا کہ وہ پانی کے اوپر تخت بچھائے بیٹھی ہے اور اس کے اردگرد کچھ سیاہ لوگ ہیں جن کی ایڑیاں پھٹی ہوئی ہیں اور وہ دیہات کے سے معلوم ہوتے ہیں اور ان میں مشہور جادوگر ابن منذر بنی بھی ہے یہ ایک بڑا جادوگر گذرا ہے اس کا نام احمد ابن جعفر غلام ابن زریق تھا اور اس سے جنات طشت کے نیچے سے بات کیا کرتے تھے علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ان امور کے ذریعہ شیاطین سے اپنے کام انجام دلاتے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ سلیمان علیہ السلام بھی اسی طرح جنات و شیاطین سے اپنے کام انجام دلایا کرتے تھے۔ اکثر علماء سلف نے بیان فرمایا ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو شیاطین نے سحر و کفر کی کتابیں لکھ کر ان کی کرسی کے نیچے رکھ دیں اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کردیا کہ سلیمان علیہ السلام انہیں کے ذریعے جنات سے کام کرایا کرتے تھے پس اہلِ کتاب کی ایک جماعت نے یہی گمان کرلیا کہ واقعتہً ایسا ہوا ہوگا اور ایک جماعت نے یہ کہنا شروع کردیا کہ اگر جادو حق و جائز نہ ہوتا تو سلیمان علیہ السّلام ایسا نہ کرتے اور انہوں نے جادو کو حق و جائز مان لیا۔

علامہ ابنِ تیمیہؒ نے ان دونوں جماعتوں کے گمان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں جماعتیں سلیمان علیہ السّلام کے بارے میں گمراہ ہوئیں اور جادو کی حقیقت کو قرآن کریم نے اچھی طرح واضح کردیا کہ یہ سراسر نقصان دہ ہے اس میں کوئی نفع نہیں ہے بلکہ شرک کا پہلو غالب ہے۔

فصل:- محمد ابن اسحاق نے فرمایا کہ سب سے پہلے سلیمان علیہ السّلام نے جنات و شیاطین سے خدمت لی اور اہلِ فارس کا کہنا ہے

کہ جمشید ابن اونجہان نے سب سے پہلے جنات سے خدمت لی اور یہ سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا جن جنات کو آپ نے خادم بنایا تھا ان میں سے آصف بن برخیا یوسف بن عیصو ہرمزان بن کردول قابل ذکر ہیں اور اہل اسلام میں سے سب سے پہلے ابو نصر احمد بن ہلال بکیل اور ہلال بن وصیف نے جنات سے خدمت لی یہ جنات سے باتیں کیا کرتے تھے اور ان سے خدمت لیا کرتے تھے اور ان کے عجیب وغریب احوال تھے اور ان کے بہت سے مجربات بھی ہیں اور کتابیں بھی ہیں۔ مثلاً کتاب الروح المتلاشیہ اور کتاب المفاخرہ فی الاعمال اور کتاب تفسیر ما قالتہ الشیاطین سلیمانؑ اور تعویذ گنڈے کرنے والوں میں سے ابن امام مشہور ہیں۔ یہ شخص معتضد باللہ کے دورِ خلافت میں گذرا ہے اس کا طریقہ پسندیدہ تھا۔ یہ اسماءالٰہی سے تعویذ وغیرہ کیا کرتا تھا اور دیگر حضرات عبداللہ ابن ہلال صالح عقبہ اذرعی ابوخالد خراسانی ان کا طریقہ کار بھی پسندیدہ تھا ان کے مجربات واعمال بھی اچھے ہیں (ازمؤلف)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ہم کو ابنِ اسحاق کی رائے جو عبداللہ ابنِ ہلال کے بارے میں ہے پسند نہیں ہے کیونکہ یہ شخص فاسق وفاجر اور زندیق تھا۔ شیاطین کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نماز ترک کیا کرتا تھا اور شیاطین اس کے حکم سے انسانوں کو پریشان کیا کرتے تھے اور مردوں عورتوں کو حرام کے لئے جمع کیا کرتا تھا جیسا کہ کتاب العجائب میں احمد ابن عبدالملک سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی عبداللہ ابنِ ہلال کے پاس آیا اور عبداللہ ابن ہلال شیطان کا دوست تھا اس کی رضا کے لئے نماز عصر ترک کیا کرتا تھا اور شیطان اس کی حاجت برآری کیا کرتا تھا اس آدمی نے کہا کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو بہت مالدار ہے نیک چلن ہے اس کے یہاں ایک حسین لڑکی ہے مجھ کو اس سے حسد ہے

میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے شیطان سے سفارش کر دیں کہ وہ اس لڑکی کو پاگل بنا دیں اس نے شیطان کے پاس ایک چٹھی لکھی اس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کو سب سے بُرا آدمی دیکھنا ہو تو وہ یہ[1] ہے اس کی حاجت پوری کر دو پھر اس کو یہ چٹھی دے کر کہا کہ فلاں جگہ چلا جا اور ایک گول دائرہ بنا کر اس میں بیٹھ جانا جب شیطان آوے اس کو دور سے دکھا دینا اس نے ایسا ہی کیا شیاطین وہاں سے گذرنا شروع ہوئے اخیر میں ایک بوڑھا شیطان تخت پر بیٹھا ہوا جس کو چار شیاطین اٹھائے ہوئے تھے آیا جب اس نے دور سے دیکھا وہ چٹھی اونچی کر دی اس نے وہ کتاب لے لی جب اس کو پڑھا تو اس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا پھر ایک چیخ لگائی جس سے اگلے پچھلے سب شیاطین جمع ہو گئے اور کہنے لگے اے ہمارے سردار کیا حکم ہے اس نے کہا کہ میرے دوست کے پاس سے ایک چٹھی آئی ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ آدمی مجھ سے اور آپ سب سے بُرا ہے اس کی حاجت پوری کر دو۔ لہٰذا تم ایک بہرے اندھے گونگے شیطان کو لاؤ جو اس لڑکی کو پاگل بنا دے جس آدمی کے یہ حالات ہوں وہ نیک ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ ابن ہلال اچھا آدمی نہیں تھا اور اگر ابن اسحاق کو یہ طریقہ بھی اچھا معلوم ہوتا ہے تو پھر ہم نہیں جانتے کہ ان سے نزدیک کون سا طریقہ بُرا ہوگا۔ حجاج نے ایک مرتبہ عمرو بن سعید کو کہا کہ مجھ سے عبداللہ ابن ہلال نے بتلایا ہے کہ تو ابلیس کے مشابہ ہے اس نے کہا کہ آپ کو اس سے تعجب نہ ہونا چاہیئے کہ انسانوں کا سردار جنات کے سردار کے مشابہ ہے یہ جواب سن کر وہ ششدر رہ گیا۔

---

[1] مراد یہ چٹھی لے جانے والا ہے۔

فصل :- علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ تعویذ گنڈے کرنے والے بعض مرتبہ کسی جن کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تاکہ اس کی مدد سے دوسرے جنات کو تابع کرلیں پس کبھی تو وہ جن اس کی بات کو پوری کردیتا ہے اور کبھی نہیں بھی کرتا کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ شخص جس جن کو تابع کرنا چاہتا ہے اور جس کی مدد سے کرنا چاہتا ہے یہ جن اس کے نزدیک معظم ہوتا ہے اور اس کے منتر وغیرہ میں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ وہ اس کو تابع کرنے میں مجبور بنادے جبکہ یہ تعویذ گنڈے کرنے والا کسی غیر کی بھی قسم کھاتا ہو اور اس کی بھی قسم کھاتا ہو جو اس کے نزدیک معظم ہے چونکہ یہ ایک کا طالب نہیں رہتا اس لئے اس کے منتر وغیرہ کی تاثیر کمزور ہو جاتی ہے اور وہ اس جن کو مجبور نہیں کرسکتا اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ انسان کسی دوسرے انسان کو تکلیف دینے کی غرض سے جنات کے نام قسم کھاتا ہے اور وہ شخص جس کو یہ تکلیف دینا چاہتا ہے خود جنات کے نزدیک معظم ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی قسم کی طرف التفات نہیں کرتے اور بعض اس کی منجانب اللہ حفاظت کردی جاتی ہے تب بھی جنات مجبور ہو جاتے ہیں اور اس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے ان کے حالات انسان کے حالات کے مشابہ ہوتے ہیں مگر انسان عقل، صداقت، ایفائے عہد میں اُن سے بڑھا ہوا ہے اور ان میں جہل کذب ظلم دھوکہ وغیرہ کا غلبہ ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تعویذ گنڈے کرنے والے اگرچہ (ان کے منتر وغیرہ کفر و شرک سے بھرے ہوتے ہیں اور ان سے علاج جائز نہیں ہے) تب بھی بعض مرتبہ وہ جنات کو بھگانے سے عاجز ہو جاتے ہیں اور اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تابعدار جنات سے یہ عرض کرتے ہیں کہ جو جنات انسان کو پریشان کر رہا ہے اس کو مار دو تو وہ سنتے ہیں اور کبھی ایسا کرتے ہیں کہ اس کے لئے اس جن کے قتل کو متصور کر دیتے

ہیں حالانکہ وہ محض ایک خیال اور دھوکہ ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے خیالات کو سچا گمان کرتا ہو اور بعض مرتبہ مکاشفہ کے ذریعے اس بات کو باور کرا دیتے ہیں جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہو یا گمراہ فرقہ سے متعلق ہو چونکہ شیاطین کو اس قسم کے لوگوں کو گمراہ کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے اور بعض مرتبہ جنات بتلا بھی دیتے ہیں کہ ہم اس کا شبیہ دکھلائیں گے وہ جانتے ہوتے بھی اس کو حقیقی جن ہی گمان کرتا ہے حالانکہ وہ محض ایک شبیہ ہوتی ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی نیک بندے کو پکارتا ہے اور جنات اس کی آواز میں آواز ملا کر اس کی پکار کا جواب دیتے ہیں وہ سمجھتا ہے کہ اسی نے جواب دیا ہے حالانکہ وہ جنات کا ایک استہزاء ہوتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ بعض مرتبہ آدمی مصیبت کے وقت کسی صالح میت کو پکارتا ہے اور جنات اس کی صورت بنا کر اس کی بات سنتے ہیں جس سے اس کا عقیدہ مزید خراب ہو جاتا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ اس صالح میت نے میری مدد کی ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے اور کبھی زندہ لوگوں کے بارے میں بھی شیاطین یہ حرکت کر دیتے ہیں اور مشرک و مبتدعہ جو اولیاء اللہ کے بارے میں یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہماری پکار سنتے ہیں اس کی حقیقت یہی ہے کہ شیطان ان کی صورتوں میں متشکل ہو کر ان کو نظر آتے ہیں ان سے باتیں کرتے ہیں وہ ان کو حقیقی انسان گمان کر کے اپنے عقائد خراب کر لیتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بہت سے لوگوں نے ایسے واقعات یا اس قسم کے واقعات بیان کئے ہیں جن کی تحقیق کرنے کے بعد یہی واضح ہوا کہ وہ شیطانی نصرت تھا اور کوئی اس کی حقیقت نہیں تھی بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی مشرک نے کسی زندہ انسان کو پکارا اور اس کی پکار سنی گئی جب اس انسان سے تذکرہ کیا گیا تو اس نے صاف انکار کر دیا میں تو اس کو جانتا بھی نہیں کسی فرشتے نے اس کی آواز سنی ہو گی میں نے کہا کہ فرشتہ ہرگز نہیں مشرک کی پکار سن سکتا بلکہ وہ تو شیطان تھا اس

نے اس کو گمراہ کیا ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جس کو نیک گمان کرتا ہے اور اس کا معتقد ہوتا ہے تو شیطان اکثر حج کے موقع پر عرفات وغیرہ میں اس کی صورت میں نظر آتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ بھی حج کو آیا ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ شیطان کسی صالح انسان کی شکل بنا کر میقات سے بغیر احرام کے آگے چلا جاتا ہے اور طواف وسعی ورمی کئے بغیر عرفات میں نظر آتا ہے اور کبھی دیگر محرمات کا ارتکاب کرتا ہے لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ صالحین کی کرامات ہیں حالانکہ وہ شیطانی مکر وفریب ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کو وہی عبادات پسند ہیں جو واجبات و مستحبات میں داخل ہوں اور جو اس کے علاوہ ہوں وہ شیطانی حرکات ہیں ان کو عبادت سے کوئی علاقہ نہیں ہے

فصل

(آسیب زدہ کے علاج کا طریقہ)

آسیب زدہ یا دوسرے مریض کو مباح الاستعمال روشنائی سے قرآنی آیات یا خدا کا نام لکھ کر غسل کرانا یا پلانا جائز ہے۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے ابن عباس سے متعدد طرق سے نقل فرمایا ہے کہ وہ مریض کے مرض کے موافق قرآنی آیات لکھ کر دیا کرتے تھے جیسا کہ یہ کہتے تھے " لا الہ الا ھو العظیم الحلیم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العلمین کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحھا کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار بلاغ فھل یھلک الا القوم الظلمون (از مؤلف)

شروع باب میں گذر چکا ہے کہ علماء نے ان منتروں سے علاج کو منع فرمایا ہے کہ جن کے معانی سمجھ میں نہ آسکیں کیونکہ ان میں شرک کا اندیشہ ہے اگرچہ اس کا

جاننے والا اس میں شرک پر مطلع نہ ہو سکے۔ علماء نے سداً للباب اس سے منع فرمایا ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منتروں کے استعمال کی اجازت دی ہے جن میں شرک نہ ہو اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے تو اس میں دریغ نہ کرے اور قرآن کریم سے علاج کرنا اور شفا حاصل کرنا بھی کافی وافی ہے کیونکہ یہ سراسر نور ہے دلوں کا سکون ہے اور ہر قسم کے رنج و غم کو ختم کرنے والا ہے اور زندے مردے سبھی مومنوں کے لئے رحمت ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق دے قرآنی آیات و اذکار کی تاثیر کا انکار وہی کر سکتا ہے جس کا عقیدہ لچر ہو اس کو علماء ہی سمجھ سکتے ہیں یہ نصیحت کی چیز ہے اس کو باخبر لوگ ہی محفوظ کر سکتے ہیں۔ واللہ الھادی الی الحق

۴۹ واں باب

جنات کا انسان کو برائی بھلائی کا بدلہ دینا

عبید ابن ابرص اپنے چند رفقاء کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے انہوں نے ایک سانپ پڑا ہوا دیکھا کہ شدت گرمی سے دم توڑ رہا ہے اور زمین کو چاٹ رہا ہے ان کے کسی ساتھی نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا عبید نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کو پانی پلا دو انہوں نے سواری سے اتر کر اسے پانی پلا دیا اور اپنا راستہ اختیار کیا جب وہ راستہ چل رہے تھے تو ایک مقام پر جا کر راستہ بھول گئے کوئی پتہ نہ چل سکا کہ کدھر جانا ہے وہ ابھی اسی پریشانی میں تھے کہ کسی نے غیب سے ندا دی اور یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ہ اے راہ گم کردہ قافلہ والو یہ سامنے ہماری سواری ہے اس پر سوار ہو جاؤ

اور طلوعِ فجر تک اس کو چھوڑ دینا"

وہ اس پر سوار ہو گئے وہ ایک ہی رات میں اتنا سفر طے کر گئے جتنا کہ دس دن میں طے ہوتا ہو اور وہ صحیح راستہ چلنے لگے اس کے بعد عبید نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"کہ اے تر و تازہ سواری تو نے ہم کو ایسے جنگلوں کی گمراہی سے بچا کر جس میں ماہر آدمی بھی چکر کھا جاتے ہیں راہ راستہ پر لگایا ہے تو ہم کو سچ بتلا دے کہ ایسے جنگلات میں ہم پر یہ بے کراں احسان کس نے کیا ہے"؟

اس نے اس کے جواب میں اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"میں وہی سانپ ہوں جو گرمی کی شدت سے تڑپ رہا تھا اور ایک آدمی نے مجھ کو مارنا چاہا تھا اور تو نے مجھ کو بچا کر پانی پلا کر میرے اوپر احسان کیا تھا بھلائی کا بدلہ مل کر رہتا ہے"۔

اگرچہ زمانہ بیت جائے اور برائی اس ظرف کو بھی برا کر دیتی ہے جس میں وہ رہتی ہے اور بھی اس قسم کے بہت سے واقعات جو جا بجا آتے رہیں گے۔ ۶۰ ویں باب میں آئے گا کہ ہرن جنات کے چوپائے ہیں۔

مریمی فرماتے ہیں کہ میں جنگلی گدھوں کا شکار کیا کرتا تھا میں نے ایک ان کے پانی پینے کی جگہ جا کر ایک چھوٹا سا مکان بنایا اور اس میں چھپ کر بیٹھ گیا جب وہ پانی پینے آئے تو میں نے تیر کھینچا اور اس کو چلانے کا ارادہ کیا اچانک غیب سے ندا آئی کہ بن گھٹ سے ہوشیار رہنا یہ سنتے ہی سب گدھے بھاگ گئے میں واپس آ گیا میرے ساتھ ایک باندی بھی تھی جس کا نام مرجانہ تھا اور دو گدھے بھی تھے جن کو میں نے بھگا رکھا تھا میں پہاڑ کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا تا کہ وہ نکلیں اور میں ان پر حملہ کر دوں وہ نکلے اور میں نے فوراً ہی ان پر تیر چلایا اور ان میں سے

ایک کو شکار کر لیا اور میں نے کہا کہ پن گھٹ سے بھگانے والے کا گدھا مارا گیا اور پیچھے سے اس کے تیر مارا گیا۔ مجھے کسی نے جواب دیا کہ جو گدھا مرجانہ نے پکڑا تھا وہ تو ضائع ہو گیا اور تمہاری محنت بے کار و رائیگاں گئی مجھ کو باندی نے بتلایا کہ اے سید وہ گدھا جس کا آپ نے شکار کیا تھا وہ تو ضائع ہو گیا اور مر گیا۔

۵۰واں باب

جنات کا انسان کو پریشان کرنا

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ جنات کبھی انسان کو عشق و محبت کی وجہ سے پریشان کرتے ہیں جیسا کہ بعض انسان جنات کو بھی عشق و محبت کی وجہ سے پریشان کرتے ہیں اور کبھی جن و انس صحبت و جماع کرتے ہیں اور ان کے اولاد بھی پیدا ہو جاتی ہے یہ بہت ہی معروف و مشہور بات ہے علماء نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے بارے میں علماء کے اقوال بھی منقول و مروی ہیں اور اکثر و بیشتر جنات انسان کو بغض و عداوت کی وجہ سے اور بدلہ لینے کی غرض سے پریشان کرتے ہیں جیسا کہ کوئی انسان ان کو تکلیف دے اور وہ اس کے عوض میں اس کو تکلیف دیں یا ان کو یہ گمان ہو جائے کہ انسان ہم کو عمداً پریشان کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ناواقفیت کی وجہ سے ان پر پیشاب کر دے یا ان پر گرم پانی ڈال دے یا ان میں سے کسی کو قتل کر دے وہ انسان تو نہ جاننے کی وجہ سے اس سے یہ افعال صادر ہو جاتے ہیں اور جنات اپنی جہالت و ظلم کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے قصداً یہ حرکت کی ہے اور اس کے بدلہ میں اس کو پریشان کرنے لگتے ہیں اور اس سے زیادہ اس کو تکلیف دیتے ہیں اور بعض مرتبہ شرارت طبعی کی وجہ سے اور از راہِ تمسخر

انسان کو پریشان کرتے ہیں جیسا کہ انسانوں میں بھی بعض نادان ایسے ہوتے ہیں۔ لہذا عشق و محبت کی وجہ سے انسان کو چمٹ جانا یہ فواحش میں داخل ہے حرام ہے جیسا کہ انسان کے حق میں یہ چیزیں حرام ہیں اگرچہ رضامندی کے ساتھ ہو اور اگر رضامندی نہ ہو تب تو دو گناہ جمع ہو جائیں گے فاحشہ اور ظلم اور جنات بھی اس کی حرمت کے مخاطب ہیں اور وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ حرام ہے اور ان کے خلاف حجت ہے اور ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق عمل کیا جائے گا اور ان کو اس کی سزا دی جاتے گی اور انسان کا ان کو ایذاء دینا اگر عدم واقفیت کی وجہ سے ہوا ہو اور وہ اس کے بدلہ میں اس کو پریشان کریں تو اس کے بارے میں بھی اللہ سوال کریں گے کہ جب اس نے قصداً تکلیف نہیں دی تھی تو یہ سزا کا مستحق نہیں تھا بلکہ اس نے تو اپنے ملک میں تصرف کیا تھا اپنے گھر میں گرم پانی ڈالا تھا اور یہ تمام افعال جائز ہیں جنات بھی اس کو جائز سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی یہ فرمائیں گے کہ انسان کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر تمہارا رہنا جائز نہیں تھا بلکہ تمہارے رہنے کے واسطے ویران مقامات اور جنگل تھے پھر تم وہاں کیوں گئے لہذا اس کی بھی سزا ان کو دی جائے گی کہ انہوں نے بلا وجہ انسان کو پریشان کیا اللہ تعالیٰ نے جنات کے رہنے کے لئے ویران مقامات بناتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جنگلوں میں حماموں میں نجاسات کی جگہوں میں جیسا کہ گندگی وغیرہ ڈالنے کی جگہیں اور قبرستان ان میں جنات اکثر رہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب جنات انسان پر ظلم کریں اور بلا وجہ اس کو پریشان کریں تو وہ بھی احکام شرعیہ کے مکلف ہیں ان کو بھی خدا اور رسول کا حکم شامل ہے اس لئے اس کے بارے میں وہ عند اللہ ماخوذ ہوں گے۔

۱۵واں باب

جنات کا آسیب زدہ انسان کے بدن میں داخل ہونا

معتزلہ وغیرہ جنات کا وجود تسلیم کرنے کے باوجود بھی اس کا انکار کرتے ہیں کہ جنات انسان کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک جسم میں دو روح کا سمانا محال ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنات کے وجود کے بارے میں روایات ثابت ہیں ان کے انسان کے بدن میں داخل ہونے کی روایات ثابت نہیں ہیں حالانکہ ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ ابوالحسن اشعری نے مقالات اہل السنۃ والجماعۃ میں ذکر فرمایا ہے کہ اہلسنت والجماعت کہتے ہیں کہ جنات آسیب زدہ کے وجود میں داخل ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ ایسے اُٹھیں گے جیسا کہ شیاطین کا آسیب زدہ شخص ہوتا ہے یعنی ان کے حواس مخبوط ہو جائیں گے۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے ان سے کہا کہ اے ابا جان کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنات آسیب زدہ کے بدن میں داخل نہیں ہوتے انہوں نے جواب دیا کہ وہ جھوٹے ہیں وہی تو آسیب زدہ کی زبان پر بولتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نقل کیا ہے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو لے کر حضور کے پاس آئی اور عرض کیا:۔
یا رسول اللہ میرے اس بچے کو جنون ہے صبح وشام ہوتا ہے آپ نے اس بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اور تھتکارا اس کے منہ سے سیاہ کتیا کے بچہ کی طرح کوئی چیز نکل کر بھاگی اور عنقریب ابو داؤد کی روایت آرہی ہے اس میں آپ نے فرمایا نکل اے خدا کے دشمن میں خدا کا نبی ہوں۔

قاضی عبدالجبار نے فرمایا ہے کہ جب جنات کے اجسام کے بارے میں ہم ثابت کر چکے کہ ان کے اجسام ہوا کی طرح رقیق ہیں تو ان کا انسانی اجسام میں داخل ہونا اس میں کوئی استحالہ نہیں رہا کیونکہ ہوا اور سانس جس سے ہمارا قوام زندگی ہے وہ انسانی بدن میں سرایت کرتے ہیں اور اس کے اندر حلول کرتے ہیں اور اس سے چند جواہر کا ایک چیز میں داخل ومجتمع ہونا لازم نہیں آتا یہی حال جنات کے دخول کا ہے کہ وہ بھی اجسام انسانی سے مجاور ہوتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس میں مل کر بالکل فناء ہو جاتے ہیں اور شی واحد کی طرح ہو جاتے ہیں بلکہ ان کا ہمارے اجسام میں داخل ہونا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی جسم رقیق کو کسی ظرف میں داخل کر دیا جائے یہی حال جنات کے دخول کا ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ شی واحد کی طرح متصل ہو کر اس میں کلی طور پر حلول کر جاتے ہیں کہ اس پر استحالہ پیش کیا جائے جیسا کہ معتزلہ نے سمجھ کر استحالہ پیش کیا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ جنات کا انسانی اجسام میں داخل ہونا اس سے ان کے اجسام کا یا انسانی اجسام کا ٹوٹ جانا لازم آتا ہے کیونکہ ایک جسم دوسرے جسم کے تنگ مقام میں اس وقت داخل ہو سکتا ہے جبکہ اس کو توڑ دیا جاتے اس کے بغیر داخل ہونا ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت لازم آئے گا جبکہ داخل ہونے والے اجسام لکڑی لوہے کے مانند کثیف وغلیظ ہوں اور جب ہوا کی طرح رقیق ہوں گے اس وقت دخول کے لئے ان کا ٹوٹنا لازم نہیں ہے یہی حال شیاطین کے دخول کا ہے بدن انسان میں یا تو وہ کلی طور پر داخل ہو جاتے ہیں یا ان کا بعض حصہ جسمانی انسانی جسم سے متصل ہو جاتا ہے اور بعض حصہ الگ رہتا ہے بہر صورت ان کے اجسام کا انقطاع لازم نہیں آتا اور بلا ٹوٹے انسان کے جسم میں ان کے بعض جسم کا داخل ہو جانا اور بعض کا الگ رہنا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سانپ اس کا کچھ حصہ سوراخ میں ہو اور کچھ حصہ باہر ہو جس طرح اس میں انقطاع نہیں ہے

اسی طرح شیاطین کا انسانی جسم میں اپنے بعض حصہ کا داخل کر دینا اور بعض کا الگ رکھنا اس میں بھی انقطاع لازم نہیں آتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ آپ کے اس بیان سے کہ شیاطین کے اجسام کے بعض حصہ کا انسانی اجسام سے ملنا اور بعض کا الگ رہنا یہ ممکن ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ فرض کرو شیاطین ہمارے معدہ میں چلے جائیں تو اس وقت میں ہم ان کو کھانے والے ہو جائیں گے جیسا کہ کھانا معدے میں جانے کے بعد ہم اس کو کھانے والے ہو جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو معدہ میں چلی جاوے اس کا ماکول ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ ماکول وہ چیز ہوئی جس کو چبا کر نگل کر معدہ میں اتاری جاتی اور پانی بھی معدہ میں جانے کے بعد ماکول شمار نہیں ہوتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پتھروں میں بھی داخل ہو جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ پتھر بالکل ٹھوس نہ ہو بلکہ اس میں ہلکے ہلکے خلاء ہوں جیسا کہ ہوا بھی ایسے پتھر میں داخل ہو جاتی ہے اس طرح جنات کے دخول میں کوئی استحالہ نہیں ہے وہ بھی داخل ہو جائیں گے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ شیطان اور اس کی زوجہ انسان کے شکم میں داخل ہو کر جماع کرتے ہوں اور وہ حاملہ ہو کر بچہ جنتی ہو اور انسانوں کے پیٹ میں ان کے بچے ہوتے ہوں ابو ہاشم نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ ممتنع نہیں ہے اجسام رقیقہ کا توالد و تناسل جوفِ انسانی میں ممکن ہے جیسا کہ اجسام لطیفہ کا توالد و تناسل ممکن ہے دیکھیے بعض مرتبہ انسان کے پیٹ میں نہایت ہی باریک کیڑے قدرتی طور پر پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ ان کا توالد و تناسل انسان کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے۔ یہی حال جنات و شیاطین کے توالد و تناسل کا ہے ہاں ان کے توالد و تناسل کا انسان کے پیٹ میں ہونا یہ ضروری البتہ نہیں ہے کیونکہ وہ با اختیار مخلوق ہے ممکن ہے کہ انسان کے

پیٹ میں توالد و تناسل کو پسند نہ کرتے ہوں جیسا کہ ہم بازاروں میں مسجدوں میں توالد و تناسل کو پسند نہیں کرتے بلکہ مخصوص مواقع میں اس کو کرتے ہیں پس ممکن ہے ان کا حال بھی یہی ہو۔ بہرحال اس سے مذکورہ بالا اعتراض ساقط ہو جاتا ہے

قاضی عبدالجبار نے حدیث کہ انسان کے بدن میں شیطان خون کی طرح دوڑتا سرایت کرتا ہے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ شیاطین کے اجسام رقیق مانے جائیں کیونکہ اجسام کثیفہ کے بارے میں یہ متصور نہیں ہو سکتا شیطان کا بدنِ انسان میں داخل ہونا یہ احادیث چونکہ مشہور و معروف ہیں اس لئے ابو عثمان نے کہا کہ اس کا منکر دہریہ ہے یا اس سے دہریت کی بو آتی ہے۔ قاضی عبدالجبار فرمایا کہ ابو عثمان نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ یہ احادیث شہرت کے اعتبار سے صلوٰۃ و صیام حج و زکوٰۃ کی احادیث کی طرح ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کا منکر رسول کا منکر ہے اور رسول کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور جو آدمی معجزات کا منکر نہ ہو وہ ان کا کیسے منکر ہو سکتا ہے اور جو معجزات کا انکار کرے اور اس قسم کی حقائق کا انکار کرے تو وہ قادر مطلق حی و قیوم کا بھی انکار کر دے گا اور جب وہ اس کا انکار کر دے گا اور حقائق اشیاء موجود ہوں گے تو ظاہر ہے کہ وہ یہی کہے گا کہ حقائق اشیاء قدیمہ ہیں خود موجود ہیں اور یہ عقیدہ صراحۃً دہریت ہے اس لئے ابو عثمان نے کہا تھا کہ اس کے منکر سے دہریت کی بو آتی ہے۔

ابو قاسم الانصاری نے فرمایا ہے کہ جنات کے اجسام کے کثیف ہونے کی توجیہہ پر بھی ان کا بدن انسان میں داخل ہونا محال نہیں ہے جیسا کہ کھانا پانی وغیرہ خالی جسم کے اندر داخل ہو جاتے ہیں یہی حال جنات کا بھی ہو جائے گا یہ توجیہہ بھی پسندیدہ ہے بعض لوگوں نے کہا کہ ان کے داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا عکس خوف و ہراس بدن انسان پر ڈال لیتے ہیں مگر یہ مطلب عقلاً و نقلاً ہر دو اعتبار

سے مردود ہے کیونکہ جنات کا انسان کے بدن میں جل جانا اور اپنا سر اس کے قلب پر رکھنا یہ ثابت بالسمع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۵۲ واں باب

آسیب زدہ کی حرکات اور مار پٹائی کرنا آیا یہ اسی کا فعل ہوتا ہے یا جنات کا فعل ہوتا ہے

یہ بات ثابت ہے کہ کوئی مخلوق چاہے جن ہو یا انسان ہو یا فرشتہ ہو دوسرے کے اندر کوئی فعل نہیں کر سکتی بلکہ آسیب زدہ جو حرکت کرتا ہے اور اس کے اندر جو اضطراب ہوتا ہے وہ اسی کی طبیعت کے مقتضاء کی وجہ سے ہوتا ہے پس اگر وہ آسیب زدہ اس اضطراب پر قادر ہو تو کسب کی نسبت اس کی طرف کی جائے گی اور خلقِ اضطراب کی نسبت خدا کی جانب اور اگر وہ قادر نہ ہو تو اس کو مضطر کہا جائیگا ان حرکات کے صادر کرنے کے بارے میں اور یہ بات بعید از امکان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عادت اس طرح کر دی ہو کہ بغیر جنات کے مس کیے اور بغیر ان کے داخل ہوئے وہ اس قسم کی حرکت نہ کر سکے جیسا کہ اسباب و مسببات میں یہی عادت الٰہی جاری ہے کہ جب تک اسباب کا وجود نہیں ہوتا اس پر مسببات کا ترتب نہیں ہوتا پس یہی حال اس کی حرکات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عادت جاری کی ہے کہ جب تک کسی جن کا مس نہیں ہوگا اس سے اس قسم کی حرکات صادر نہ ہوں گی پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ آسیب زدہ کی حرکات طبعی ہوتی ہیں اور جنات کا آنا یہ صرف سبب کے درجہ میں ہے جنات اس کی حرکات کا سبب نہیں ہیں۔ اور یہی حال

آسیب زدہ کے کلام کا ہے کہ اس کی گفتگو عجیب و غریب انداز کی وہ بھی طبعی ہے۔
جنات کا مس کرنا اس کا سبب ہے اور مقتضاء طبع منجانب اللہ یہی طے ہے کہ جب تک جنات کا مس نہ ہوگا اس وقت تک اس قسم کے اقوال و گفتگو پیدا نہ ہوں گے اور اکثر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ اس کی گفتگو نہیں ہوتی بلکہ جنات کی گفتگو ہوتی ہے اور اس بات کی کوئی قطعی یقینی دلیل نہیں ہے کہ وہ جنات کا کلام ہوتا ہے اور جنات ہی آسیب زدہ کی زبان پر بولتے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اسی آسیب زدہ کی گفتگو ہوتی ہے جنات کی طرف اس کو منسوب کرنا یہ صرف مجازی ہے یعنی وہ اس کے اس طرح بولنے کا سبب بنتے ہیں اس لئے لوگوں نے انہی کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا حالانکہ وہ آسیب زدہ کا کلام ہوتا ہے اور جنات کے اس کے اندر داخل ہونے سے اور مس کرنے سے یہ کلام پیدا ہوتا ہے حقیقی متکلم وہ آسیب زدہ ہی ہے اور سب جانتے ہیں کہ متکلم وہی ہے جس کے ساتھ فعل کلام قائم ہو نہ کہ وہ جس کی وجہ سے کلام کیا گیا ہو اور انسان کا کلام کبھی اختیاری ہوتا ہے اور کبھی اضطراری پس حالتِ آسیب زدگی کا کلام اضطراری ہوگا حقیقی متکلم انسان ہی ہوگا نہ کہ جنات۔

امام احمد بن حنبل کا جو قول پیچھے گذر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جنات ہی آسیب زدہ کی زبان پر کلام کرتے ہیں اس قول کی بھی یہی تاویل ہے جو ابھی مذکور ہوئی۔

۵۲ واں باب

آسیب زدہ کے علاج سے متعلق ایک سوال ؟

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص طویل مدت تک جنات

،نزغہ میں پھنسا رہا وہ بار بار اس کو پریشان کرتے تھے اور کتنی ہی مرتبہ وہ مرنے سے بچا ہے جب وہ شخص جنات کی شرارت سے عاجز آگیا تو اس نے دربار خداوندی میں گریہ زاری کی اور ان سے نجات کی دعا کرنے لگا اور ان کی روک تھام میں مشغول ہو گیا وراس کا یہ حال تھا کہ وہ جنات اس کو سوتے جاگتے ہر حال میں اس کو دکھائی دیتے تھے اور اس سے باتیں کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ تیری دعا کی وجہ سے گذشتہ رات ہمارے فلاں فلاں اشخاص مر گئے اور فلاں فلاں مریض ہو گئے اور قاہرہ میں ایک شخص تھا جس کا جنات سے تعلق تھا اور اس کو ان پر قدرت وغلبہ حاصل تھا اس سے بھی لوگوں نے اس دعا کرنے والے کے بارے میں دریافت کیا اس نے بتلایا کہ اس کی دعا سے چھ جنات مر چکے ہیں اور بہت سے بیمار ہیں اور اس دعا کرنے والے کو بھی معلوم ہو گیا کہ میری دعا کی قبولیت کے نتیجے میں اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے اور میری نصرت فرمائی ہے اور اس کی تائید بھی ہو گئی جیسا کہ اس نے خبر دی تھی اس کے بعد جنات نے اس سے مصالحت کرنی چاہی اور اس سے معذرت کرنے لگے اب اس میں یہ سوال ہے کہ جنات کے ہلاک ہونے کے باوجود بھی اس کو دعا کرنی جائز ہے یا نہیں اور یہ دعا کرنے والا آدمی کیا گنہگار ہو گا یا نہیں چونکہ بعض مرتبہ مسلم جنات بھی ہوتے ہیں۔ اور اس طرح کی لڑائی شروع ہے یا نہیں اور حدیث شریف میں اس کا ثبوت ہے یا نہیں اور کیا شرعی طور پر اس طرح کی حالت پیش آسکتی ہے یا نہیں جیسا کہ اس صاحب معاملہ نے ذکر کیا اور دوسرے حضرات نے اس کی تائید کی یا ممتنع ہے جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں اور جنات کو مغلوب کرنے کے لئے نجومیوں سے اور دیگر حضرات سے تعویذ اور فتیلے وغیرہ جلانے کے لئے لے سکتے ہیں یا نہیں چونکہ عموماً عاملین حضرات اچھی طرح سے جنات کے علاج سے واقف ہوتے ہیں اور آسیب زدہ اور اس کے اولیاء اس قسم کے علاج

سے شفاء طلب کرتے ہیں اور اگر یہ طریقہ کفر ہے تو اس کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوتی ہے جو علاج کرتا ہے اور اپنے دین کے عوض دنیا خریدتا ہے پس یہ طریقہ علاج جائز ہے یا نہیں اس قسم کے اور بہت سے سوالات تھے مگر باب سے متعلق یہی سوال تھے اس لئے مؤلف نے انہیں پر اکتفا کیا ہے ۔

خلاصہ جواب جنات کے ظلم کو دفع کرنے کے لئے دعا کرنی جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور کبھی مظلوم سے ظلم دفع کرنا واجب ہوتا ہے اور اس کی نصرت ضروری ہوتی ہے چونکہ حد امکان تک مظلوم کا تعاون کرنا مامور بہ ہے اور جب دعا کرنے کی وجہ سے آسیب زدہ شفایاب ہوگیا اور جنات اوامر و نواہی کے پابند ہو گئے تو مقصد حاصل ہوگیا اگرچہ اس کے حاصل ہونے میں کچھ جنات مریض ہو گئے اور کچھ مر گئے تو خود انہوں نے ہی اپنے اوپر ظلم کیا ہے علاج کرنے والے پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے بشرطیکہ اس نے جنات پر تعدی نہ کی ہو جیسا کہ اکثر تعویذ گنڈے کرنے والے کر دیتے ہیں کہ بعض مرتبہ جنات کے ذریعہ کسی کو ناحق مروا دیتے ہیں اور بعض مرتبہ بلا ضرورت جنات کو بند کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جنات بھی ان کا مقابلہ کرتے ہیں پس موقع پا کر وہ بعض مرتبہ اس عامل کو ہی مار دیتے ہیں اور یا اس کو مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور کبھی اس کے اہل و عیال کو نقصان پہنچا دیتے ہیں اگر صورت ظلم کی پیدا ہو جائے تو عامل سے بھی مواخذہ ہوگا ہاں جو عامل علاج کرنے میں انصاف پسندی سے کام لے ظلم نہ کرے اللہ و رسول کے فرمان کے موافق علاج کرے وہ ظالم شمار نہ ہوگا بلکہ مطیع کہلائے گا کہ اس نے مظلوم و مصیبت زدہ کی امداد کی اور شرعی طریقے پر پریشان حال کی پریشانی دور کی اور اس نے نہ خدا کے ساتھ شرک کیا اور نہ اس کی مخلوق کو ستایا اس قسم کے عامل کو جنات نقصان نہیں پہنچا سکتے یا تو اس کی وجہ سے کہ وہ جان لیتے ہیں کہ یہ

یہ شخص دیندار ہے اور یا ان کو قدرتی طور پر تکلیف دہی کی ہمت نہیں ہوتی مزید یہ
کہ کوئی سرکش جن ہو تو وہ ایسے عامل کو بھی نقصان پہنچا دیتا ہے مگر ایسا کبھی ہوتا
ہے اس کے شر سے بچنے کے لئے معوذ تین پڑھے دعا کرے درود شریف
پڑھے اور اپنے ایمان میں قوت ہونے کے اسباب اختیار کرے گناہوں سے
بچے کہ گناہوں کی وجہ ہی سے جنات غالب آتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا جہاد ہوگا
اس کو چاہیئے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اپنے دشمن کو غالب نہ کرے اور اگر اب
بھی صورتِ حال قبضہ قدرت سے باہر ہو دے تو اپنی ہمت کے موافق عمل کرتا
رہے مافوق القدرت کا انسان مکلف نہیں ہے جنات و شیاطین کے شر کو
دفع کرنے کے لئے سب سے بہترین چیز آیت الکرسی ہے۔ بے شمار لوگوں نے
اس کا تجربہ کیا ہے آیۃ الکرسی میں شیاطین کے اثرات کو دفع کرنے کی اور آسیب
زدہ کی پریشانی دور کرنے کی اور جن لوگوں کی شیاطین شرارت کرنے میں مدد کرتے
ہیں۔ ان کے شر کو دفع کرنے کی عجیب و غریب تاثیر ہے بشرطیکہ صدقِ دل سے
اس کو پڑھا جائے اور اس طرح اگر کوئی شخص ناحق قتل کرنے کے لئے حملہ کرے
اس کے حملہ کو بے اثر کرنے کی بھی عجیب تاثیر ہے چاہے یہ حملہ آور مسلمان ہو
یا کافر چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے جان و مال کو بچانے میں
مارا گیا وہ شہید ہے پس جبکہ اپنے مال کو بچانے میں ظالم مر جائے کوئی گناہ نہیں
ہے بلکہ درست ہے تو اپنی عقل و جسم کو بچانے کے لئے جنات و شیاطین کو
مارنے میں بدرجہ اولیٰ کوئی حرج نہ ہوگا اس لئے کہ شیطان آسیب زدہ کی عقل
کو خراب کر دیتا ہے اور اس کے بدن میں حرکت کرتا ہے اور بعض مرتبہ
اس کے ساتھ گندی حرکت بھی کرتا ہے اسی طرح اگر کوئی انسان کسی دوسرے
انسان سے یہ حرکت کرنا چاہے اور بغیر قتل کیے اس کا دفع کرنا ممکن نہ ہو تو

اس کو قتل کرنا بھی جائز ہے اور جنات کا مصالحت کرنا اور معذرت کرنا اور اس کو قبول کرنا فرض کفایہ ہے بشرطیکہ وہ قادر ہو اور اگر قادر نہ ہو یا اس سے زیادہ ضروری شی فوت ہوتی ہو تو ایسے وقت میں مصالحت کرنا ضروری نہیں ہے اور سائل کا یہ سوال کہ جنات کے دفع کرنے کے لئے علاج وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں تو واضح رہے کہ یہ عمل سب سے افضل ہے۔ انبیاء و صالحین کے اعمال میں سے ہے اس لئے کہ ہمیشہ سے انبیاء اور صالحین نے شیاطین کو انسانوں سے دفع کیا ہے اور اللہ و رسول کے حکم کے موافق جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور اگر تسلیم کر لیا جائے ایسا نہیں ہوا ہے کیونکہ شیاطین انبیاء کے سامنے کچھ نہیں کر سکتے اور انبیاء سے اس قسم کی باتیں منقول نہیں ہیں پھر بھی ہم پر اللہ و رسول کے حکم کے موافق مظلوم کی امداد کرنا واجب ہے کیونکہ اس میں مسلمان کا نفع ہے حدیث شریف میں قصہ ہے کہ آپ نے سورۂ فاتحہ رقیہ فرمایا تھا اور اس پر انعام لینے کی اجازت دی تھی نیز جنات کو دفع کرنا ایسا ہے جیسا کہ کسی انسان سے کافر و فاجر انسان کو دفع کر دیا جائے جس طرح یہ جائز ہے اسی طرح وہ بھی جائز ہے اور بعض مرتبہ آسیب زدہ کو ٹھیک کرنے کے لئے پٹائی کی ضرورت پڑتی ہے پس اس کی پٹائی کی جاتی ہے بہت زیادہ اور وہ پٹائی جنات پر واقع ہوتی ہے آسیب زدہ کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا بلکہ آسیب زدہ ٹھیک ہو جانے کے بعد بتلا دیتا ہے کہ مجھے تو اس کا احساس بھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بدن پر کوئی اثر ہوتا ہے اور بعض مرتبہ آسیب زدہ کے پیروں پر تین سو چار سو ڈنڈے مارے گئے ہیں اور اس قدر زور سے مارے گئے ہیں کہ اگر وہ کسی انسان کو مارے جاتے تو وہ مر جاتا مگر وہ تو حقیقت میں جنات پر پڑتے ہیں اور جنات ہی چیختے ہیں چلاتے ہیں اور بھی دیگر قسم

کے امور حاضرین کو دیکھنے میں آتے ہیں وہ سب جنات ہی کی طرف سے ہوتے ہیں الغرض آسیب زدہ کو جو مارا جاتا ہے وہ درحقیقت جنات ہی پر پٹائی واقع ہوتی ہے اور چیخ و پکار اسی کی ہوتی ہے نہ کہ انسان کی۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بہت سی بار اس کا تجربہ کیا ہے اور بہت سے حاضرین نے اس کا مشاہدہ کیا ہے خوف تطویل کی وجہ سے اس کو ترک کیا جاتا ہے اس قول کا بھی مطلب یہی ہے کہ آسیب زدہ کی پٹائی درحقیقت جنات ہی کی پٹائی ہوتی ہے اور جو چیخ و پکار اس سے ظاہر ہوتی ہے وہ بھی جنات ہی کی ہوتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ جنات کو مغلوب کرنے کے لئے ایسے کلمات کہنا اور لکھنا کہ جن کے معنی معلوم نہ ہوں ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ اگر ان میں شرک ہے تو وہ حرام ہیں اور عموماً منتر والے جو پڑھتے ہیں ان میں شرک ہوتا ہے اور وہ کبھی ایسا کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ کچھ قرآنی آیتیں ملا لیتے ہیں اور پڑھتے وقت آیات کو زور سے پڑھتے ہیں اور شرکیہ کلمات کو آہستہ اللہ اور رسول نے جو چیزیں شروع کیں ہیں وہ کفر و شرک سے مستغنی کرنے والی ہیں اور ان میں کافی شفا بھی ہے۔ اس لئے اعمال شرکیہ سے آسیب زدہ کا علاج کرنا ہرگز ممکن نہیں ہے اور علماء کا تداوی بالمحرم میں اگرچہ اختلاف ہے مگر کفر و شرک سے تداوی کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے چونکہ یہ ہر حال میں حرام ہیں اور یہ اس شخص کے حکم کے مانند بھی نہیں ہے کہ جو حالت اکراہ میں کلمۂ کفر زبان سے بول دے کیونکہ یہ تکلم بالکفر مع الاکراہ اسی وقت جائز ہے جب کہ دل ایمان سے بدستور معمور ہے اور منتر کرنے والے اگر کفر و شرک صرف زبانی کریں تو شیاطین ان کے منتر میں ہرگز اثر پیدا نہیں کر سکتے کیونکہ شیاطین کو جب معلوم ہو جاتا ہے کہ

اس کے دل میں منتر کی کوئی اہمیت نہیں تو وہ اس کی موافقت نہیں کرتے پھر دوسری بات یہ ہے کہ اکراہ تو کلمہ کفر کہنے پر مجبور ہے اور آسیب زدہ کا علاج کرنا کفر و شرک سے ضروری نہیں ہے دو وجہ سے اول یہ کہ کبھی منتر اثر بھی نہیں کرتا اور دفع جنات کا جوں جوں علاج کیا جاتا ہے ان کا شر مزید بڑھتا رہتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حق کے اندر بھی یہ تاثیر ہے کہ اس سے اس کا علاج کیا جا سکے جیسا کہ ابھی گذرا ہے کہ آیت الکرسی آسیب زدہ کے علاج کے لئے نہایت مجرب ہے۔ اور اس باب میں تین قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اول وہ کہ جو جنات کے انسان میں داخل ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے دفع کے لئے ناجائز منتر استعمال کرتے ہیں۔ پس اول درجہ کے لوگ ایک وجود کے منکر ہوئے اور دوسرے درجہ کے لوگ معبود پروردگار کے منکر ہوئے کیونکہ جنات کا انسان میں داخل ہونا یہ ایک امر واقعی بدیہی ہے اور ان کے دفع کا علاج ناجائز منتروں سے کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ منتروں میں عموماً شرک و کفر وغیرہ ہوتا ہے اور تیسرے درجہ کے لوگ جو دیندار ہیں وہ حق موجود کے معترف ہیں اللہ و رسول کے اقوال کو مانتے ہیں اور اسماءِ الٰہیہ کی تاثیر کو مانتے ہیں اور انہیں کے ذریعے جنات و شیاطین کو دفع کرتے ہیں ان کا مذہب یہ کہ جنات انسان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں اور یہ اس کا علاج آیاتِ قرآنی اور ارشاداتِ رسولِ یزدانی سے کرتے ہیں۔ انتہی جواب

از مؤلف

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جنات کا پٹائی کے ذریعے دفع کرنا شریعت میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ مسندِ احمد میں حضرت اُمِ ابان کی حدیث ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ میرے دادا اپنے ایک بیٹے کو جو پاگل ہو گیا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں دعا کرانے کے
واسطے اس کو لایا ہوں آپ نے فرمایا کہ اس کو یہاں لا اس وقت آپ سفر میں تھے
میں نے اس بچہ کو صاف ستھرے کپڑے پہنائے اور آپ کے پاس لے جا کر آپ کے
قریب کر دیا آپ نے اس کو پکڑ کر مارنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کے مونڈھے
کھل گئے اور مجھ کو آپ کے بغل نظر آنے لگے آپ اس کو مار رہے تھے اور فرما
رہے تھے نکل خدا کے دشمن پس وہ صحیح ہو گیا اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے
سامنے بٹھلایا اور اس کے لئے پانی منگایا اور اس کے چہرے پر پانی ملا اور اس
کے لئے دعا فرمائی آپ کی دعا کی وجہ سے ہم اپنے خاندان میں اس کو سب سے افضل
جانتے تھے اس حدیث شریف میں جنات کی پٹائی ثابت ہے یہ جب ہے جب کہ
ضرورت داعی ہو ضرب کی بلا ضرورت نہ مارا جائے جیسا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث
میں ہے کہ جس وقت ہم آپ کے ساتھ حج کے لئے جا رہے تھے آپ نے بطن
روحاء میں قیام فرمایا ایک عورت اپنے بچہ کو لیئے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر
ہوئی اور سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اسی وقت
سے اس کو جنون ہے ایک ساعت کے لئے بھی افاقہ نہیں ہوا اس وقت آپ سواری
پر سوار تھے آپ نے اپنی سواری روک لی اور اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کو مجھے
دے اس عورت نے وہ بچہ آپ کے ہاتھوں میں دیدیا آپ نے اس کو اپنے سامنے
کجاوہ پر بٹھلایا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ نکل خدا کے دشمن
میں اللہ کا نبی ہوں پھر وہ بچہ اس عورت کو دیکر فرمایا کہ جاؤ اب انشاء اللہ کوئی ناگوار
بات پیش نہ آئے گی۔

مسند دارمی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح کی روایت منقول ہے خلاصہ
کلام یہ ہے کہ جب مقصد آسان طریقہ سے حاصل ہو جائے تو مشکل طریقہ اختیار

کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بوقت ضرورت مشکل سے مشکل طریقہ بھی اپنایا جا سکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ایک جن ظاہر ہوا کرتا تھا آپ نے اس کو مار دیا تھا۔
اور حضرت مجاہد کی حدیث ہے کہ جب بھی میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو شیطان حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صورت میں میرے سامنے آتا میں نے ایک روز اپنے پاس چھری رکھ لی جب وہ آیا اس کے پیٹ میں گھسا دی پس وہ بھاگا اور مجھے اس کے گرنے کی آواز آئی اس کے بعد پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا نیز حضورؐ کے سامنے بھی شیطان آیا تھا آپ نے اس کو پکڑ کر باندھنا چاہا تھا مگر پھر رہا کر دیا تھا جیسا کہ گذر چکا ہے ان سب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت ظالم جنات و شیاطین کا مارنا بھی جائز ہے اور قتل کرنا بھی جائز ہے۔
قاضی ابوالحسین نے نقل کیا ہے کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے متوکل بادشاہ کا ایک قاصد آیا اور اس نے کہا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ ان کی ایک باندی کو جنون ہے اس کی صحت کی آپ دعا فرما دیں انہوں نے یہ سن کر اپنے وضو کرتے وقت کے لکڑی کے سلیپر نکال کر دیئے اور اس سے کہا کہ بادشاہ کے گھر جا کر اس باندی کے سرہانے بیٹھ کر یوں کہنا کہ اے جن احمد ابن حنبل نے کہا ہے کہ یا تو اس باندی کے اندر سے صحیح سلامت باہر آجا ورنہ اسی سلیپر سے ستر مرتبہ تجھ کو ماروں گا جو تجھے پسند ہو اسی کو اختیار کرلے اس نے جا کر ایسا ہی کہا جیسا کہ امام احمد نے اس کو حکم فرمایا تھا پس وہ شیطان اس لڑکی کی زبان پر بولا کہ میں اطاعت کرتا ہوں اور ان کا حکم مانتا ہوں اگر احمد بن حنبل یوں حکم کریں کہ ہم عراق کو بھی چھوڑ دیں تو ہم ان کے حکم سے عراق میں رہنا چھوڑ دیں گے کیونکہ وہ اللہ کا مطیع بندہ ہے اور جو خدا کی اطاعت کرتا ہے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے یہ کہہ کر وہ سرکش جن چلا گیا اور وہ باندی صحیح ہوگئی اس کے بچہ بھی ہوا جب

امام احمد کا انتقال ہوگیا وہ جن پھر لوٹ آیا پھر متوکل نے ابوبکر دوزی کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا اور اس کو صورت حال سے آگاہ کیا ابوبکر دوزی نے وہ جوتا لیا اور اس باندی کے پاس آئے اس جن نے کہا کہ اب میں اس کے اندر سے نہیں نکل سکتا اور نہ آپ کی اطاعت کرسکتا ہوں اور میں آپ کو احمد ابن حنبل کی طرح نہیں مانتا وہ تو اللہ کا مطیع بندہ تھا اس کی اطاعت کا ہم کو حکم دیا گیا تھا۔

۵۴ واں باب

جنات کا انسان سے تمسخر کرنا۔

ابوبکر محمد نے عمرو بن القیم سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا مرقوع[1] کے لئے روانہ ہوئے جب اس سے چار فرسخ کے فاصلہ پر رہ گئے تو دیکھا کہ ایک بستی کے چشمے کے پاس کچھ لوگ کھیل رہے ہیں پس میں بھی ان کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہوگیا ان میں سے ایک شخص آیا اور دوسرے پر گر پڑا پھر ایک اور آیا وہ بھی ان پر گر پڑا جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے اپنا گھوڑا ان پر دوڑایا وہ ہنسنے لگے اور اس قدر ہنسے کہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے پھر میں نے اپنا گھوڑا آگے بھگا دیا میں جس درخت کے پاس سے گذرتا وہیں سے ہنسنے کی آواز آتی۔

ان کی ایک حکایت اور ہے کہ دو شخص سفر کے لئے نکلے راستہ میں ایک عورت ملی اس نے کہا کہ مجھ کو بھی اپنی سواری پر بٹھالو ان کے ساتھی نے اس کو پیچھے بٹھالیا اس نے اپنا منھ کھولا اس میں سے بھٹی کی طرح آگ کے شعلے نکلنے شروع ہو

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے

گئے میں اس پر ناراض ہوا اس نے چیخ ماری اور کہا کہ کوئی بات نہیں ہے میرے ساتھی نے کہا کہ اس پریشان عورت کو کیوں پریشان کر رہے ہو تھوڑی دور چلنے کے بعد پھر اس نے ایسا ہی کیا میں اس پر پھر ناراض ہوا اس نے اس طرح تین مرتبہ کیا میں خاموشی کے ساتھ نیچے اُتر گیا میرے ساتھ ساتھ وہ بھی اتر گئی اور اس نے کہا کہ تیرا ناس ہو تیرا دل کس قدر سخت ہے اب سے پہلے جس کے سامنے میں نے ایسا کیا تھا اس کا کلیجہ پھٹ گیا تھا۔

عبدالرحمان فرماتے ہیں کہ میرے چچا نے سُنایا کہ ایک شخص حضرموت میں باہر آیا اور وہ بھوت سے ڈر گیا جب اسے اندیشہ ہوا کہ یہ تو میرے قریب ہی آگئی تو وہ کنوئیں میں کُود پڑا اس بھوت نے اس کے اوپر پیشاب کر دیا جب وہ کنوئیں سے نکلا تو اس کے تمام بال گر گئے۔

۵۵واں باب

طاعون جنات کے نیزہ چبھونے کا اثر ہے

امام احمد ابنِ حنبل نے اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت طعن و طاعون سے ہلاک ہو گی (طعن کے معنی نیزہ کے آتے ہیں) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ طاعون کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی جنات کا نیزہ چبھونا اور ہر ایک میں شہادت کا ثواب ملتا ہے۔

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ تمہارے دشمن جنات کا نیزہ چبھونا ہے ان دونوں لفظوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اخوت سے اخوت فی الدین مراد ہے اور اس میں اور عداوت میں تضاد نہیں اس لئے کہ جنات کا انسان سے عداوت رکھنا

یہ طبعی ہے اگرچہ وہ مومن ہی جنات کیوں نہ ہوں عداوت ان کے اندر موجود ہے۔

مجدالدین ابن اثیر نے فرمایا کہ غیر نافذ نیزہ کو طعن کہتے ہیں اور اسی کے مترادف اور چند الفاظ ہیں۔ رکض، ھمز، نفث، نفخ اور نخز یہ سب قریب المعنی ہیں۔

جوہری نے فرمایا کہ رکض کے معنی پیر کو حرکت دینے کے آتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے "ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب" اور حدیث مستحاضہ میں ہے کہ استحاضہ شیطان کا دھکا ہے۔ ھمز نفخ کے مشابہ ہے نفخ کے معنی پھونکنا ھمز کے معنی تھتکارنا نفث کے معنی بھی یہی ہیں۔ وخز کے معنی نیزہ چبھونا۔ زمخشری نے فرمایا کہ اہل عرب طاعون کو جنات کے نیزے کہتے ہیں جیسا کہ ازدی نے حارث ملک غسانی کے بارے میں کہا۔

لعمرک ما خشیت علی ابی رماح بنی مقیدۃ الحمار

ولکنی خشیت علی ابی رماح الجن او ایاک حار

ترجمہ :۔ تیری عمر کی قسم مجھ کو اپنے باپ کے اوپر گدھوں پر سواری کرنے والوں کے نیزوں کا اندیشہ نہیں ہے لیکن شیطان کے نیزے سے (مراد طاعون ہے) اور تیرا اندیشہ ہے اے حارث۔ اس شعر میں رماح الجن سے مراد طاعون ہے۔

۵۶ واں باب

استحاضہ شیطان کے دھکوں میں ایک دھکا ہے

ابوداؤد، ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا کہ حضرت حمنہ بنت جحش

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو بہت ہی کثیر مقدار میں استحاضہ آتا تھا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو بہت زیادہ استحاضہ آتا ہے یہاں تک کہ مجھ کو نماز روزہ سے عاجز بنا دیا ہے اس میں آپ کی کیا رائے ہے آپ نے فرمایا کہ کرسف[1] استعمال کیا کرو۔ اس سے خون بند ہو جائے گا میں نے کہا کہ اس سے کام نہ چلے گا آپ نے فرمایا کہ پھر کپڑے کی گدی استعمال کر لیا کرو میں نے کہا کہ اس سے بھی کام نہ چلے گا آپ نے فرمایا کہ لگام نما کپڑا استعمال کیا کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پرنالہ کی طرح ہر وقت خون آتا رہتا ہے مراد کثرت ہے اس کے بعد آپ نے ان کو ایک خاص ترکیب ہدایت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ استحاضہ شیطان کے دھکوں میں سے ایک دھکا ہوتا ہے۔

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ نے استحاضہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے جس سے خون جاری ہوتا ہے ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے پس جب شیطان اس رگ میں دھکا لگاتا ہے تو اس سے خون جاری ہو جاتا ہے اور یہ تصرفِ شیطان ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے خصوصیت کے ساتھ اور شیطان بمقابلہ تمام رگوں کے اس خاص رگ میں زیادہ تصرف کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جادوگر شیطان کے تعاون سے عورت کو کمزور کرنے میں تصرف کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ سے خون جاری ہو جاتا ہے اور وہ

---

[1] کپڑے کا وہ ٹکڑا جس کو عورت بتی بنا کر حیض کے دنوں میں اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیتی ہے۔

ہلاکت کے قریب پہنچ جاتی ہے اور اس تصرف کا نام جادوگروں کی اصطلاح میں باب[1] نزیف ہے جادوگر اس میں شیطان کے دھکے کے تعاون سے تصرف کرتے ہیں اور اس میں خون بہنے لگتا ہے پس حضور علیہ السلام کا بعض کلام بعض کی تصدیق کرتا ہے اور آپ کے فرمان میں شفا ہے اور ہر چیز سے حفاظت ہے یہی توجیہہ حضورؐ کے اس ارشاد کی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ طاعون شیطان کا نیزہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ ایک رسولی ہوتی ہے جس کو گلٹی بھی کہتے ہیں اونٹ کی رسولی کی طرح پیٹ کے اندر نکلتی ہے ان دونوں روایتوں میں یہ توجیہہ ہے کہ شیطان نیزہ چبھوتا ہے تو اس کی وجہ سے گلٹی نکل جاتی ہے تو شیطان کا نیزہ چبھونا اس گلٹی کے نکلنے کا سبب بن جاتا ہے۔

۵۷ واں باب

جنات کی نظرِ بد کا انسان کو لگنا

نظر بد دو ہوتی ہیں انسان کی جنات کی حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا کہ اس کا چہرہ سرخی مائل بسیاہی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو کچھ پڑھ کر دم کردو اس کو نظر لگ گئی ہے اس روایت میں ایک لفظ آیا ہے "سفعۃ" اس کے معنی عربی میں جنات کی نظرِ بد کے آتے ہیں جیسا کہ حسین ابن مسعود فرماتے ہیں عرب والے کہتے ہیں کہ فلاں کو جنات کی نظرِ بد لگی ہے جو نیزہ سے بھی زیادہ تیز ہے صوفی فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے

---

[1] یعنی کمزور کرنے کا طریقہ

ازلقہ جب کسی کو نظر لگ جائے۔

ابو عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ کو کہتے ہوئے سُنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ عرب والے جس کو نظر لگ جائے معین کہتے ہیں اور جس نظر بد والے کا علم نہ ہو اور اس کو نظر لگ جائے تو جس کو نظر لگتی ہے اس کو معیون کہتے ہیں۔ ریاشی فرماتے ہیں کہ دونوں کو معین و معیون کہتے ہیں کوئی تفصیل نہیں ہے۔ جنات کی بھی نظرِ بد ہوتی ہے جیسا کہ ابھی گذرا ہے اس کی دلیل یہ شعر بھی ہے۔

وقد عالجوہ بالتمائم والرقی   وصبوا علیہ الماء من الم النکس

وقالوا اصابتہ من الجن اعین   ولو علموا داوؤہ من اعین الانس

ترجمہ:۔ انہوں نے اس کا علاج کیا تعویذ گنڈوں سے اور مرض کے لوٹ آنے کی وجہ سے اس پر پانی بہایا اور کہا کہ اس کو جنات کی نظر بد لگ گئی اگر ان کو خبر ہوتی تو انسان کی نظر بد کا علاج کرتے۔

مسندِ احمد میں ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نظر لگنا حق ہے اس میں شیاطین کا دخل ہوتا ہے۔

۵۸واں باب

عمار ابنؓ یاسر کا جن سے قتال کرنا

عمار ابنؓ یاسر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جن و انس سے قتال کیا ان سے پوچھا گیا کہ جن و انس سے کس طرح قتال کیا انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے ہم نے ایک جگہ پڑاؤ

کیا میں اپنا ڈول اور مشکیزہ لئے پانی لینے کے لئے چلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے پاس ایک شخص آئے گا اور وہ تجھ کو پانی بھرنے سے منع کرے گا پس جب میں کنویں کے پاس گیا تو ایک سیاہ فام شخص آیا گویا کہ وہ رسی ہے اس نے کہا کہ خدا کی قسم آج تو ایک ڈول بھی نہیں بھر سکتا اور مجھ کو پکڑ لیا میں نے بھی اس کو پکڑ لیا اور میں نے اس کو زیر کر دیا پھر ایک پتھر لے کر اس کا چہرہ اور ناک توڑ ڈالی اور اپنا مشکیزہ بھر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے دریافت فرمایا پانی کے پاس کوئی آیا تھا میں نے کہا کہ ہاں اور پورا قصہ سنا دیا آپ نے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کون تھا میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے ابونعیم نے اس روایت کو نقل کیا ہے وہ بھی بعینہ یہی قصہ ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت عمارؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کی ناک کاٹنے کا قصد کیا تھا اگر اس کی ناک بدبودار نہ ہوتی۔

۵۹ واں باب

سرکش شیاطین کا رمضان شریف میں مقید کر دیا جانا

ترمذی اور ابن ماجہ میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو سرکش جنات و شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور آواز دی جاتی ہے کہ خیر کے طالب آگے بڑھ اور شر کے طالب

رک جا اور اللہ تعالیٰ ہر رات رمضان شریف میں کچھ لوگوں کو آزاد کرتے ہیں مسلم شریف میں روایت ہے کہ جب رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ عبداللہ ابن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ ہاں شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں میں نے پھر کہا کہ وساوس کیوں پیدا ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ حدیث شریف میں ایسا ہی ہے اسی حدیث میں تصفید کا لفظ مذکور ہے تصفید کے معنی زنجیروں میں باندھنے کے آئے ہیں۔

۶۰ واں باب

ہرن جنات کے چوپایہ ہیں

ہلال ابن حمید فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ہرن جنات کے چوپایہ ہیں پس ایک لڑکا آیا اس کے ہاتھ میں تیر کمان تھے اور وہ ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اس کے سامنے سے ہرن کا ایک ریوڑ آ رہا تھا اس نے ہرن پر تیر چلانا چاہا پس اچانک غیب سے آواز آئی اور آواز دینے والا دکھائی نہیں دیا یہ شعر کہے۔

ان غلام عمر الیدین ۔ یسعی بلبب ادبلھز مین
متخذ الارطاۃ جنتین ۔ لیقتل التیس مع العنزین

بے شک بخیل کا غلام کوشش کر رہا ہے تربتہ جمع شدہ مال کی ارطاۃ کے درخت کی آڑ لئے ہوئے ہے ہرنی اور ہرن کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ جب اس

جب اس ریوڑ نے یہ کلام سُنا سنتے ہی منتشر ہو گیا اور بھاگ گیا۔ نعمان ابن سہل فرماتے ہیں کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص کو جنگل کی طرف بھیجا اس نے ایک ہرنی پڑی ہوئی دیکھی اس کو بھگایا اور پکڑ لیا پس ایک جن نے کہا کہ اے ٹوٹے ہوئے کمان والے اس ہرنی کو چھوڑ دے اس کے چھوٹے چھوٹے بچے پریشان ہوں گے کیونکہ ان کا باپ ایک گلہ میں بھاگ گیا ہے اس کا بھلا نہ ہو۔ مالک ابن حریم دالاتی زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے ساتھ عکاظ کے لئے روانہ ہوئے انہوں نے ایک ہرن کا شکار کیا اور انہیں سخت پیاس لگی جب وہ اجیوہ پہنچے تو انہوں نے اس ہرن کا خون پیا شدت پیاس کی وجہ سے جب اس کا خون ختم ہو گیا اس کو ذبح کر لیا اور ایندھن کی تلاش میں نکل گئے اور مالک ابن حریم اپنے خیمہ میں چھپ گئے ان میں سے کسی نے سانپ کو بھگایا وہ سیدھا راستہ آ کر مالک کی قیام گاہ میں داخل ہو گیا اور ان کی پناہ میں آگیا اس کے پیچھے پیچھے وہ شخص بھی آگیا اس نے کہا کہ مالک اُٹھ جا تیرے پاس سانپ ہے جب مالک نے دیکھا کہ سانپ میری پناہ چاہ رہا ہے تو اس نے اس شخص کو کہا کہ قسم ہے تجھ کو اگر تو نے اس کو نہ چھوڑا وہ اس کو مارنے سے رک گیا اور سانپ واپس اپنے ٹھکانے پر چلا گیا اور مالک نے کہنا شروع کیا کہ مجھ کو حرم والے نے پڑوسی کی عزت و حفاظت کا حکم دیا ہے اگرچہ وہ میری حفاظت نہ کر سکے میں اس کی پریشانی کو دور کر دوں اور اس کے شر کو دفع کروں تاکہ وہ نجات پالے اس کے شر سے جس کی وجہ سے وہ سانپ پناہ چاہ رہا ہے۔ اور تم ہرگز پناہ چاہنے والے کو ہلاک کرنے کا ارادہ مت کرو جس کی ضامن اونچی زمین ہے جب تم میری حالت دیکھو گے تو تم کو حیرت ہو گی اور بغیر دیکھے صبر نہ آئے گا اس کے بعد ہم وہاں سے چل پڑے اور ہماری پیاس اور بڑھ گئی ہم کو کسی نے غیب سے ندا دی کہ اے لوگو آگے بھی پانی نہیں

ہے اپنی سواریوں کو مت تھکاؤ شامہ[1] کی طرف بڑھو ایک ٹیلہ کے پیچھے پانی ملے گا جب سیراب ہو جاؤ اپنی سواریوں کو پلاؤ اور اپنے مشکیزے بھر لو جب وہ شامہ گئے تو دیکھا کہ ایک پانی کا چشمہ پہاڑ کی جڑ میں پڑ رہا ہے انہوں نے خود پانی پیا اپنی سواریوں کو پلایا اور مشکیزے بھر لئے پھر عکاظ میں آئے جب وہاں سے واپس ہوئے تو پھر اسی جگہ پہنچے وہاں پر کچھ نہ ملا اور کسی نے غیب سے ندا دی اے مالک اللہ تجھ کو میری جانب سے بھلائی دے یہ میری جانب سے تمہارے لئے دعا اور خوشی ہے کسی کے ساتھ احسان کرنے میں کبھی سستی نہ کرنا جو شخص حسن سلوک سے محروم ہے وہ بدنصیب ہے جو شخص بھلائی کرتا ہے اس کا بدلہ معدوم نہیں ہوتا۔ جب تک وہ زندہ رہتا ہے اور طول زمان کی وجہ سے ناشکری کرنا مذموم ہے میں وہی سانپ ہوں جس کو آپ نے ہلاک ہونے سے نجات دلائی تھی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں بیشک شکر مقسوم ہے انہوں نے وہ چشمہ تلاش کیا مگر نہیں ملا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی عقیل کے ایک شخص نے سنایا کہ میں نے ایک روز ایک ہرن کا شکار کر لیا اور اپنے گھر لا کر باندھ دیا جب رات ہوئی تو میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کے اے فلاں کے باپ تو نے یتیموں کا اونٹ دیکھا ہے مجھ کو ایک بچہ نے بتلایا ہے کہ کوئی انسان اس کو پکڑ کر لے گیا ہے خدا کی قسم اگر اس میں کوئی نقص پیدا ہو گیا تو اسی جیسا لے لوں گا جب میں نے یہ سنا تو اس ہرن کو چھوڑ دیا پس میں سن رہا تھا کہ وہ جن اس کو بلا رہا تھا اور وہ اس کی آواز ہی کی طرف جا رہا تھا اور اس کی آواز اونٹ کی طرح

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے

تی۔ ابو بکر تیمی سے مروی ہے کہ کسی شخص نے ایک جنگلی چوہا پکڑ لیا اور اس کو پتھر کی ہانڈی کے نیچے رکھ دیا اور پانی پینے چلا گیا اچانک دو شخص ننگے نظر آئے ایک نے کہا ہائے مصیبت اگر اس کو ذبح کر لیا گیا ہو گا دوسرے نے کہا میرا ناس ہو اگر میں رنج نہ کروں جب اس نے یہ بات سنی اس ہانڈی کو اٹھا دیا وہ چوہا چلا گیا۔

رقاد ابن زیاد فرماتے ہیں کہ میں نے دن کے غروب کے وقت ایک ہرنی پکڑ لی رات کو اپنے پاس رکھی غیب سے کسی نے ندا دی کہ اے وادی کے سردار رات ہماری بکری پکڑ لی گئی اور وہ تمہارے پاس ہے جس نے ہمارے ریوڑ کو مختل کیا ہے اس نے ہمیں تکلیف دی ہے اس کے بھی وادی کے نیچے جانور ہیں جب میں نے یہ سنا تو اس کو چھوڑ دیا ہرن کے ریوڑ کو عربی میں فرق کہتے ہیں اور بکری کے ریوڑ کو قطیع کہتے ہیں۔

۱۶۱واں باب

انسان کا جنات کی پرستش کرنا۔

امام احمد نے عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ جنات کی پرستش کیا کرتے تھے پس وہ جنات اسلام لے آئے اور ان کی عبادت سے الگ ہو گئے اس پر قرآن کی آیت "اولئک الذین یدعون" الخ نازل ہوئی۔ بیہقی نے بھی ابن مسعودؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عرب کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو جنات کی پرستش کیا کرتے تھے اور وہ جنات اسلام لے آئے اور انسان ان کی بدستور پرستش کرتے رہے ان کو کوئی علم نہ تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۶۲واں باب

جنات کے قصے کہانی کا ذکر کرنا اور اس کا جائز ہونا

حضرت عمر ابن الخطابؓ نے اپنے ہمنشینوں سے کہا کہ ہم کو جنات کا کوئی قصہ سناؤ ایک شخص بولا کہ اے امیر المومنین ایک مرتبہ ہم تین آدمی ملک شام جا رہے تھے ہم نے راستے میں ایک ہرنی پکڑ لی اس کے بعد ایک شخص آیا جو سوار تھا اور ہم چار ہو گئے اس نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو میں نے کہا کہ بخدا ہرگز نہ چھوڑوں گا اس نے کہا کہ عنقریب تو ہم کو دس اشخاص پائے گا اور ہم تجھ کو اٹھا کر لے جائیں گے مجھے یہ سن کر دہشت ہوئی ہم نے دیر عنیف[1] میں پڑاؤ کیا اور اس ہرنی کو لیکر آگے چل پڑے ہم کو کسی نے غیب سے ندا دی اور یہ کہا کہ اے قافلہ والو اس دہشت زدہ ہرنی کو چھوڑ دو۔ اس ایک ہرنی کو چھوڑ دو اور دوسری کہیں سے پکڑ لو زمین میں بہت وسعت ہے میں سچ کہہ رہا ہوں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں اس کے بعد میں نے اس ہرنی کو رہا کر دیا پھر کسی نے ہماری سواریوں کے لگام پکڑ کر ایک بہت بڑے خاندان کی طرف کر دئیے ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا ہم کھانا کھا کر آگے کو بڑھے اور ملک شام پہنچ گئے اور اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور وہاں پہنچے جہاں کھانا کھایا تھا تو ہم نے دیکھا کہ ایک ویران علاقہ ہے جہاں کسی قسم کا کوئی نشان نہیں ہے پس ہم کو یقین ہو گیا کہ وہ

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے۔

جنات کا قبیلہ تھا پھر جب ہم وہاں سے دیر غنیف میں آئے تو پھر کسی نے غیب سے ندا دی کہ چلنے میں جلدی مت کرو میں سچی بات تم کو بتلاتا ہوں اور میں لڑائی کے دن بھی اپنی بات سچی کہتا ہوں مشرق میں ایک دم دار ستارہ شعلہ کی طرح چمکنے والا نکلا ہے جو دلیل ہے ظلمت کے اور تنگدستی کے ختم ہونے کی اور میں ہمیشہ سچ بات کہا کرتا ہوں پس جب میں آیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو چکے ہیں اور آپ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں پس میں بھی مسلمان ہو گیا۔

ایک اور شخص نے قصہ سنایا کہ میں اور میرا ساتھی کسی ضرورت کے لئے جا رہے تھے ہم کو ایک سوار ملا جب وہ ہم سے تھوڑے فاصلہ پر رہ گیا اس نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی اللہ بزرگ و اعلیٰ ہیں محمدؐ نے ہم کو ایک خدا کی تعلیم دی ہے وہ خیر کی طرف بلاتے ہیں خیر کا طالب ہونا چاہیئے جب ہم نے یہ سنا تو ہم ڈرنے لگے کس نے بائیں جانب سے آواز دی اور کہا انہوں نے شق قمر کا معجزہ دکھلایا اب دین کے غالب ہونے کا وقت آ گیا جب ہم واپس آئے تو ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت دے رہے ہیں میں بھی اسلام لے آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قصہ سنایا کہ میں اپنے باغ میں تھا کسی نے غیب سے ندا دی کہ اے باغ والے ایک شخص پکار رہا تھا کامیابی و ہدایت کے لئے کہتا ہے " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " میں آیا اور دیکھا کہ حضور علیہ السلام ظہور فرما چکے ہیں اور اسلام کی دعوت دے رہے ہیں میں بھی اسلام لے آیا۔

خریم بن فاتک نے سنایا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا تھا میں اس کو تلاش کرتا ہوا بارق العراق (یہ ایک جگہ کا نام ہے) تک چلا گیا میں نے اپنی سواری

بٹھلا کر اس کو باندھ دیا اور کہنا شروع کیا کہ میں اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں پھر میں نے اپنے اونٹ پر اپنا سر رکھ لیا کسی نے آواز دی کہ اللہ کی پناہ مانگو سورہ انفال کو پڑھ کر دیکھو اللہ کو ایک مان جنات کا ڈر کوئی ڈر نہیں ہے میں گھبرا کر کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ اے پکارنے والے تو کیا کہہ رہا ہے تو ہدایت پر ہے یا گمراہ ہو گیا مجھ کو اس نے جواب دیا یہ اللہ کے رسول صاحب خیرات ہیں ان کو رسول بنایا گیا ہے وہ نجات کی طرف بلاتے ہیں لوگوں کو برائی سے نکال کر صوم وصلوۃ کا حکم کرتے ہیں پھر وہ جن میرے سامنے آیا اور اونٹ کو واپس کرنے کا وعدہ کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں میں حضور کے پاس آیا اس وقت آپ خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ وہ جن مومن تھا مجھ پر ایمان لایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۶۳ واں باب

جنات کا حضور کی بعثت کی اطلاع دینا اور آسمان کو ان سے محروس کرنا اور جنات کو ستارے لگنا

زبیر ابن ابی بکر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل جنات تمام آسمانوں میں چلے جاتے تھے جب آپ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور جب حضور علیہ السلام مبعوث ہوئے تو تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے اور ان کو ستارے مارے جانے لگے جب یہ سلسلہ کثرت سے شروع ہوا تو قریش نے کہنا شروع کر دیا کہ قیامت آنی شروع ہو گئی اور عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ عیوق کو دیکھو اگر اس کے بھی ستارے مارے جاتے ہیں تو سمجھو کہ قیامت قریب

آگئی ورنہ نہیں۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ شیاطین کو اس لئے ستارے مارے گئے تاکہ وہ وحی میں التباس نہ کر دیں اور حجت غائب ہو جائے اور شبہ ختم ہو جائے۔ علامہ سہیلی نے ابن اسحاق کے قول کو صحیح قرار دینے کے بعد فرمایا کہ قذفِ نجوم کا سلسلہ نبوت سے پہلے کا ہے زمانہ جاہلیت کے شعراء قدیم کے کلام میں اس کا تذکرہ موجود ہے عوف ابن خزرع اوس بن حجر بشر ابن ابی خازم یہ سب قدیم جاہلیت کے شعراء ہیں انہوں نے اپنے اشعار میں قذفِ نجوم کا ذکر کیا ہے ان کے ان اشعار کو جس میں قذفِ نجوم کا ذکر ہے۔ ابن قتیبہ نے سورۂ جن کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔ نیز عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ معمرا بن شہاب سے پوچھا گیا کہ کیا قذفِ نجوم کا سلسلہ جاہلیت میں بھی تھا انہوں نے کہا کہ ہاں مگر جب اسلام آیا تو اس میں شدت و کثرت پیدا ہو گئی اس کی تائید قرآن سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ سورۂ جن میں ہے کہ جنات نے کہا کہ جب ہم آسمان میں گئے تو دیکھا کہ سخت حفاظت کا پہرہ ہے اور ستارے پھینکے جا رہے ہیں یعنی " مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا " اس سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کی بعثت کے بعد قذفِ نجوم میں شدت پیدا کر دی گئی تھی فی نفسہٖ کسی درجہ میں یہ سلسلہ پہلے سے بھی تھا پر شدت اس لئے کی گئی تاکہ شیاطین کی حرکت ختم ہو جائے اور وحی میں اختلاط کا موقعہ ان کو نہ مل سکے اور آپ کا معجزہ ظاہر ہو جائے اور دلیل نبوت یقینی ہو جائے ہے اور اگر کوئی کاہن اب بھی پایا جائے اس سے قرآن کی خبر میں کوئی فرق نہیں آتا کہ شیاطین کو بھگا دیا جاتا ہے اور ان کو آسمانی باتیں سننے کا موقع نہیں ملتا چونکہ اس قسم کی سخت پابندی حضور کے زمانہ میں تھی شاذونادر کسی درجہ میں بعض علاقوں میں کاہنوں کا وجود ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کچھ نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بعض

مرتبہ کسی بات کو بتلاتے ہیں وہ اسی طرح ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ بات حق ہوتی ہے اس کو شیاطین محفوظ کر لیتے ہیں اور اس میں سو باتیں جھوٹی ملاتے ہیں اور اپنے دوست کاہن کو بتلا دیتے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب شیاطین کو ستارا مارا جاتا ہے تو وہ نشانہ چوکتا نہیں بلکہ اس کے لگتا ہے اور اس کے جس حصے میں لگتا ہے اس کو جلا دیتا ہے وہ مرتا نہیں۔ حضرت حسن سے مروی ہے کہ پلک جھپکنے سے بھی جلدی وہ شیطان مر جاتا ہے۔ حضرت قتادہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا آپ نے فرمایا کہ اس کو دیکھو مت۔ حضرت حفص نے حضرت حسن سے دریافت کیا کہ ستارہ ٹوٹتے وقت اس کو دیکھنا کب ہے آپ نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی "وجعلنا ھا رجوما للشیاطین" یعنی یہ شہاب ثاقب شیاطین کے لئے رجم ہیں اور ایک آیت "اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوٰت والارض" تلاوت فرمائی یعنی کیا وہ زمین وآسمان کی حکومت میں غور نہیں کرتے۔ پھر آپ نے کہا کہ بغیر دیکھے ہم کو کیسے علم ہو سکتا ہے میں تو اس کو ضرور دیکھا کرتا ہوں۔

ابن اسحاق نے ابن عباس کی حدیث ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے یا تو کوئی بڑا آدمی مرے گا یا پیدا ہوگا مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایک انصاری شخص نے سنایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس میں چمک پیدا ہوئی آپ نے معلوم کیا کہ جب جاہلیت میں ایسی صورت پیش آتی تھی تو تم کیا کہا کرتے تھے ہم نے عرض کیا کہ حق بات تو اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں ہم تو یہ کہا کرتے تھے کہ آج رات یا تو کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا یا مرے گا آپ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے سے یا پیدا ہونے سے یہ ستارے نہیں ٹوٹتے

بلکہ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا فیصلہ فرماتے ہیں تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ آسمانِ دنیا والے فرشتوں تک یہ تسبیح کا سلسلہ پہونچ جاتا ہے پھر ساتویں آسمان والے فرشتے حاملینِ عرش سے دریافت کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا حکم فرمایا وہ ان کو بتلا دیتے ہیں پھر یکے بعد دیگرے ہر آسمان والوں کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا کے فرشتوں تک اس کی خبر آجاتی ہے جنات بھی کان لگاتے ہیں ان کو بھی کوئی بات ہاتھ لگ جاتی ہے اور وہ کاہنوں کو بتلا دیتے ہیں اس وجہ سے ان کو ستارے مارے جاتے ہیں مگر جو بات ان کے قول کے موافق نکل آتی ہے وہ حق ہی ہوتی ہے البتہ وہ اس کے اندر بہت سے جھوٹ شامل کر لیتے ہیں اس روایت سے بھی ہمارے اس قول کی تائید ہو رہی ہے کہ شیاطین کو ستارے مارے جانا یہ سلسلہ جاہلیت میں بھی تھا لیکن جب حضور کی بعثت ہوئی تو اس سلسلے میں شدت وکثرت پیدا ہو گئی۔ جیسا کہ امام زہری نے فرمایا کہ آسمان کا پہرہ سخت کر دیا گیا تھا اور شیاطین کو ستارے کثرت سے مارے جانے لگے تھے اور ابن اسحاق کی روایت میں جو آیا ہے کہ کہانت ختم ہو گئی اب کوئی کاہن نہیں ہے اس سے مراد آپ کا وہ زمانہ ہے جس میں نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا البتہ زمانہ جاہلیت میں جہلا شیاطین سے جو باتیں حاصل کیا کرتے تھے اور شیاطین آسمان سے سن کر ان کو بتلا دیا کرتے تھے یہ سلسلہ قیامت تک کے لئے بند ہو چکا اور بعض دیوانوں کی زبان پر جو شیاطین کچھ کلام کرتے ہیں اور بعض مرتبہ چوری کئے ہوئے مال کو اور چور کو بتلا دیتے ہیں یا کہیں چھپا ہوا دفینہ ہو اس کو بتلا دیتے ہیں یہ تو زمین کی دیکھی ہوئی وہ چیزیں ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتیں آسمانی خبروں سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ سلسلہ تو منقطع ہو چکا اور بعض مرتبہ کسی پیش آنے

والے حادثے کے بارے میں اٹکل سے کوئی خبر دیتے ہیں تو اس میں کبھی ان کا کوئی اندازہ صحیح بھی ہو جاتا ہے مگر اکثر غلط ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ جو کبھی صحیح ہو جاتا ہے یہ آسمان ہی سے فرشتوں کی گفتگو سے ان کو مل جاتا ہے مگر اس وقت ان کے ستارے مارے جاتے ہیں اور اس میں وہ ہزاروں جھوٹ شامل کر کے اپنے اولیاء کاہنوں کو بتا دیتے ہیں جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا ہے کہ شیاطین کو بھگانے کے لئے جو ستارے مارے جاتے ہیں ان کو دیکھ کر عرب میں سب سے پہلے بنو ثقیف گھبراتے تھے وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے جو عرب کا سب سے بڑا عقلمند اور ہوشیار تھا اور اس سے کہا کہ عمرو تم نے نہیں دیکھا کہ آسمان سے ستارے پھینکے جارہے ہیں اس نے کہا کہ دیکھا ہے اور تم غور کرنا اگر وہ ستارے وہ ہیں کہ جن سے ہم خشکی اور تری میں سفر کے اندر ہدایت حاصل کرتے ہیں اور بارش وغیرہ ان سے ہوتی ہے تو سمجھو کہ دنیا کی خیر نہیں ہے قحط واقع ہوگا دنیا ہلاک ہو جائے گی اور اگر ان کے علاوہ دوسرے ستارے ہیں تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے بارے میں کوئی نیا فیصلہ فرمایا ہے۔

ابن عبد البر نے روایت ذکر کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو شیاطین کو ستارے مارے جانے لگے اور اس سے پہلے نہیں مارے جاتے تھے پس عرب کے لوگ عبد یا لیل بن عمر ثقفی کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ لوگ ڈر رہے ہیں ان ستاروں کو دیکھنے کی وجہ سے اور لوگوں نے اپنے غلام آزاد کر دیئے ہیں اور اپنے چوپایہ چھوڑ دیئے ہیں یہ شخص اندھا تھا اس نے کہا کہ جلدی مت کرو غور کرو کہ اگر وہ ستارے معروف و مشہور ہیں تو سمجھو کہ ہلاک ہونے کا وقت آگیا ہے اور اگر غیر معروف ہیں تو سمجھو کہ دنیا میں کوئی نئی بات پیش آنے والی ہے لوگوں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ غیر معروف ستارے ہیں پس انہوں نے کہنا شروع

کردیا کہ کوئی نئی بات پیش آنے والی ہے پھر تھوڑے سے ہی دنوں بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر عام ہو گئی۔

فصل:- کعب فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہانت کا تذکرہ کیا اور میں نے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یا رسول اللہ سب سے پہلے شیاطین کو آسمان سے بھگانے اور ان کے ستارے مارے جانے کا علم ہم کو ہوا تھا اس طرح پر کہ ہم کچھ لوگ ایک کاہن کے پاس گئے جس کا نام خطر ابن مالک تھا جس کی عمر دو سو اسی سال ہو چکی تھی اور سب کاہنوں سے زیادہ جانتا تھا ہم نے اس سے کہا کہ اے خطر یہ جو ستارے آسمان سے گرتے ہیں ان کے بارے میں بھی آپ کو کچھ معلومات ہیں ہم تو ان کے گرنے سے بہت اندیشہ کرتے ہیں اس نے کہا کہ کل سحر کے وقت آنا کل بتلاؤں گا نفع نقصان جو بھی ہوگا اس کو ظاہر کر دوں گا ہم واپس آ گئے اور اگلے روز اخیر شب میں اس کے پاس دوبارہ گئے ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا ہے اور آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے ہم نے آواز دی اس نے اشارہ سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ہم ٹھہر گئے پس ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کاہن نے چیخکر بلند آواز سے اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

وہ لگا ستارہ شیاطین کے اس کو سخت سزا ملی فوری پکڑ ہوئی ستارہ نے اس کو جلا دیا ہائے افسوس اس پر کیا بیت رہی ہوگی اس کو بالکل ہلاک کر دیا اس کو فنا کر دیا اس کا توشہ حیات ختم ہو گیا اس کی صورت بدل گئی۔

اس کے بعد پھر کافی دیر تک وہ کاہن خاموش رہا اور پھر چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے بنو قحطان کے لوگو! میں تم کو صحیح خبر دیتا ہوں قسم کھاتا ہوں میں خانہ کعبہ کی اور بلد امن کی شیاطین کو ملائکہ کی باتیں سننے سے روک دیا گیا اور ایک ستارہ خدا

کی طرف مارا جانے لگا چونکہ ایک بہت بڑا عظیم الشان شخص خدا کا کلام لیئے ہوئے مبعوث ہونے والا ہے اس کے پاس ہدایت ہوگی قرآن ہوگا وہ بت پرستی کو مٹائے گا۔

ہم نے خطر سے کہا تیرا بھلا ہو تو نے تو ایک بہت بڑے معاملہ کی خبر دی ہے تیرا اپنی قوم کے بارے میں کیا خیال ہے اس نے اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے

میرا خیال اپنی قوم کے بارے میں وہی ہے جو اپنے بارے میں ہے یعنی انسانوں کے سب سے بہتر نبی کی اتباع کریں اس کی حجت روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے وہ مکہ کے معزز گھرانے میں پیدا ہوگا قرآن پر صاف صاف عمل کرے گا۔ ہم نے اس سے کہا کہ وہ کون سا خاندان ہے جس میں وہ پیدا ہوگا اس نے کہا کہ میری زندگی کی قسم وہ قریش میں سے ہوگا حق فیصلہ کیا کرے گا عمدہ اخلاق والا ہوگا لشکروں والا ہوگا وہ لشکر آلِ قحطان اور آلِ الیش میں سے ہوگا ہم نے اس سے کہا کہ قریش کی کس شاخ میں سے ہوگا اس نے کہا کہ قسم ہے خانہ کعبہ کی وہ بنو ہاشم میں سے ہوگا سرداروں میں سے ہوگا رحمتوں والا ہوگا ہر ظالم مشرک و کافر کو قتل کرے گا۔

پھر خطر نے کہا کہ اس واضح خبر کی اطلاع مجھ کو رئیس جان یعنی ابلیس نے دی ہے پھر خطر نے کہا کہ "اللہ اکبر" حق آ گیا اور جنات کی خبر کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا اور بیہوش ہو گیا تین دن بعد ہوش آیا اور اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے نبوت کے مزاج کے موافق کلام کیا وہ قیامت کے روز ایک مستقل امت بن کر محشور ہوگا الِ قحطان سے مراد انصار ہیں اور الِ الیش یہ مومن جنات کا ایک خاندان ہے جو الیش کی طرف منسوب ہے۔

ابن درید نے فرمایا کہ بنی شیطان اور بنی الیش جنات کے دو خاندان ہیں۔ علامہ سہیلی نے فرمایا کہ الِ الیش سے بنو اقیش بھی مراد ہو سکتے ہیں یہ جنات کا ایک خاندان

تھا جو انصار کا حلیف تھا اقیش کا ق حذف کر کے ایش بنا لیا عرب ایسا بہت کرتے ہیں بنو اقیش کا ذکر سیرت کے اندر بیعت کے قصہ میں ملتا ہے۔ بنو شیطان اور بنو اقیش یہ جنات کے دو قبیلے ہیں اس کا تذکرہ اس قصہ میں بھی ہے جس کے اندر ذکر ہے کہ جنات نے حضور علیہ السلام سے قرآن سُنا تھا۔

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر ابن الخطاب نے بطور مزاح اسود سے کہا کہ تمہاری کہانت کیا ہوئی یہ اسود جاہلیت میں کاہن تھے پھر مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے ناراض ہو کر کہا اے عمر تو اور میں اس سے بھی زیادہ بری چیز میں مبتلا تھے بتوں کو پوجتے تھے مردار کھاتے تھے اب آپ مجھ کو شرم دلا رہے ہیں ایسے کام سے جس سے میں توبہ کر چکا ہوں حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا کہ اے اللہ معاف فرما۔ اس حدیث کے بعض طرق میں یہ اضافہ بھی آیا ہے کہ اسود نے حضرت عمر ابن الخطاب سے بیان کیا کہ میرا مخبر شیطان آیا تین رات تک مسلسل آیا اور اس نے کہا کہ اے اسود بیدار ہو میری بات سن اور سمجھ بیدار کر اگر تو سمجھ دار ہے لوی بن غالب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں جو خدا کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور اس نے تینوں رات کچھ اشعار کہے جن کے الفاظ مختلف ہیں معنی سب کے قریب قریب ہیں اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میں تعجب کر رہا ہوں جنات سے کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہدایت کی طلب میں مکہ کی طرف آ رہے ہیں مومن جنات اور کافر جنات برابر نہیں ہیں تو بھی بنو ہاشم کے نیک شخص کی طرف جا بیشک اچھے بُرے لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔

انتہیٰ پھر حضرت عمر نے اسود سے دریافت کیا کہ تیرا شیطان اب بھی آتا ہے اس نے کہا کہ جب سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے اس وقت سے نہیں آیا بہت ہی عمدہ بدلہ ہے کہ قرآن ملا اور شیطان گیا حضرت اسود جب حضور کے پاس

آئے تھے تو آپ نے شیطان کے وہ شعر بھی سنائے تھے (جن کا ترجمہ ابھی گذرا ہے) اور اپنے کچھ اشعار سنائے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میرے پاس مجھ سے سرگوشی کرنے والا شیطان آیا جبکہ میں سو رہا تھا میں اپنے اس واقعہ کو بیان کرنے میں سچ بول رہا ہوں اس نے تین رات تک آکر مسلسل یہ کہا کہ لوی ابن غالب میں نبی مبعوث ہوا ہے پس میں نے تیاری کی اور مضبوط اونٹنی پر بیٹھ کر بیابان جنگلوں کو طے کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ ہر غائب کے حق میں مامون ہیں اور اے کرتم لوگوں کی اولاد آپ کا مرتبہ خدا کے یہاں سب رسولوں سے بڑا ہے اور ہم کو ہمارے رب کا حکم سنا اگرچہ وہ حکم کتنا ہی سخت ہو اور آپ میری شفاعت کرنے والے بن جائیے اس دن کہ کوئی آدمی مجھ کو کوئی نفع نہیں دے سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری باتیں سن کر ہنسی آگئی اور آپ کھلکھلا کر ہنسنے لگے اور مجھ کو کہا اے اسود تو کامیاب ہو چکا عبدالرحمان ابن انس فرماتے ہیں کہ عباس ابن مرداس کے اسلام لانے کا یہ قصہ ہوا کہ وہ دوپہر کو جا رہے تھے اونٹ پر ایک سفید پوشاک نظر آیا اس نے کہا اے عباس کیا تو نے نہیں دیکھا آسمان کی حفاظت سخت کر دی گئی ستارے مارے جانے لگے جنات پریشان ہیں گھوڑوں نے پیچھے ڈال دیئے اس شخص کی وجہ سے جو پیر کی رات میں تقویٰ و نیکی لیکر آیا ہے ناقہ قصویٰ کا سوار ہے عباس فرماتے ہیں کہ میں اس منظر سے بہت گھبرایا اور اپنے بت کے پاس آیا جس کا نام ضمار تھا میں نے اس کے آس پاس جھاڑو دی اور اس کو جھاڑا اور بوسہ دیا مجھ کو اس کے اندر سے زور سے یہ آواز آئی کہ تمام قبیلہ بنو سلیم سے کہہ دو کہ ضمار ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد کامیاب ہو گئے ضمار کی پرستش نماز پڑھنے سے قبل کی جایا کرتی تھی عیسیٰ ابن مریم کے بعد قریش میں ایک ہدایت یافتہ نبی محمد ؐ مبعوث ہوئے ہیں عباس فرماتے ہیں کہ میں

یہاں سے بھی ڈر کر اپنی قوم کے پاس آیا اور ان کو سارا قصہ سنایا پھر میری قوم کے تین سو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے عباس تیرا اسلام لانا کیسے ہوا میں نے آپ کو وہ قصہ سنایا آپ کو سن کر خوشی ہوئی پھر میں اور میری قوم اسلام لے آئے۔

عبدالرحمان ابن عوف فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو جنات نے جبل ابی قبیس اور جبل حجون پر یہ ندا دی۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ کوئی عورت نہ ایسی معزز ہے اور نہ ایسا بچہ جنا ہے جیسا کہ زہریہ[1] نے بچہ جنا ہے جو عزت والی ہے قبائل کی ملامت کو ختم کرنے والی ہے۔ بہترین قبائل کی عورت نے احمد کو جنا ماں اور بچہ دونوں باعزت ہیں جبل ابی قبیس پر یہ کہا اے مکہ والو مغالطہ میں مت پڑو عقلمندی کے ساتھ معاملہ کو سمجھو۔ بنو زہرہ نے پہلے اور اب تم کو خوش کیا ہے ان کی ایک عورت کی مثال کوئی پیش نہیں کر سکتا یعنی وہ عورت جس کا جنین متقی نبی ہونے والا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے جب کبھی کسی چیز کے بارے میں اپنا گمان ظاہر کیا وہ چیز آپ کے گمان کے موافق ہی نکلی ایک مرتبہ ایک شخص جا رہا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا گمان خطاء ہو گیا یہ جانے والا شخص یا تو اپنے دینِ جاہلیت پر قائم ہے یا یہ جاہلیت میں کاہن تھا حضرت عمر نے فرمایا ذرا اس کو بلاؤ وہ بلایا گیا آپ نے اس سے بھی اس طرح فرمایا اس نے کہا کہ آج کی طرح کسی بھی مسلمان نے مجھ سے ایسا سوال نہیں کیا پھر اس نے کہا کہ میں جاہلیت میں کاہن تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تیرے شیطان نے

[1] آپ کی والدہ ماجدہ بنو زہرہ خاندان سے تھیں وہی مراد ہیں زہریہ سے

کبھی کوئی تعجب خیز بات کہی ہو تو اس کو ذرا سنا اس نے کہا کہ میں ایک مرتبہ بازار میں جا رہا تھا وہ شیطان میرے پاس گھبراتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ کیا تو نے جنات کی مایوسی نہیں دیکھی اور وہ بالکل مجبور و ناچار ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہے ہیں حضرت عمرؓ نے بطور تائید فرمایا کہ تو نے سچ کہا اس کاہن نے ایک قصہ اور سنایا کہ میں ایک روز بتوں کے پاس تھا ایک شخص نے بچھڑا لا کر اس بت کے نام پر ذبح کیا اس بچھڑے کے اندر ایک سخت چیخنے والے کی آواز آئی میں نے ایسی چیخ کبھی نہیں سنی تھی وہ کہہ رہا تھا کہ اے گنجے سر والے ایک فلاح کی بات سن ایک شخص کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ اس چیخ کو سن کر تمام لوگ بھاگ گئے میں وہیں رہا اور میں نے کہا کہ اس کو دیکھ کر جاؤں گا کیا ہے پھر دوبارہ یہی حال پیش آیا میں نے پھر کہا کہ اس کو دیکھ کر جاؤں گا پھر تیسری بار ایسا ہی ہوا کچھ ہی دیر بعد کسی نے کہا کہ یہ نبی ہیں وہ کہتے ہیں لا الٰہ الا اللہ۔

فائدہ:۔ بعض لوگوں نے اس قصہ کو حضرت عمرؓ کی جانب منسوب کیا ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت بھی کر دی گئی ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ قصہ اسی کاہن کو پیش آیا تھا اور اس نے حضرت عمرؓ کو سنایا تھا۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ایک بوڑھے نے جس نے جاہلیت کا دور بھی پایا تھا اپنا قصہ سنایا کہ میں ایک مرتبہ اپنی گائے چرا رہا تھا اس کے پیٹ میں سے آواز آئی کہ ایک صاف اور واضح بات سنو جس کو ایک شخص چیخ کر کہہ رہا ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ پس جب ہم مکہ آئے تو ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں۔ بیہقی نے مازن طائی کا قصہ نقل کیا ہے وہ عمان کی بستی سمائل میں بتوں کے پجاری تھے ان کے بت کا نام ناجر تھا ایک روز اس کے نام پر انہوں نے ایک جانور ذبح کیا اس بت میں سے آواز آئی اے

مازن میرے پاس آ ایک بات سُن اس کو بھولنا مت یہ نبی مرسل آچکے ہیں خدا کا کلام ان پر اترتا ہے تو اس پر ایمان لے آتا کہ تو فائز المرام ہو جائے آگ سے نجات مل جائے جس آگ کا ایندھن انسان و پتھر ہوں گے مازن کہتے ہیں میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے پھر کچھ دنوں بعد دوسری قربانی اس کے نام پر کی پھر پہلے سے بھی زیادہ سخت آواز آئی اے مازن میری بات سُن کامیاب ہوگا بھلائی ظاہر ہوگئی برائی مٹ گئی قبیلہ مضر کے نبی مبعوث ہو چکے اللہ کا دین لے کر آئے ہیں پتھر کے تراشے بت کو چھوڑ جہنم کی آگ سے نجات ملے گی۔ مازن کہتے ہیں میں نے کہا یہ عجیب بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے بھلائی کی بات ہے پھر میرے پاس حجاز کا ایک شخص آیا میں نے اس سے دریافت کیا کہ ادھر کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ تھامہ میں ایک شخص مبعوث ہوا ہے جس کا نام احمدؐ ہے لوگوں کو خدا کے دین کی دعوت دیتا ہے مازن کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ غیبی ندا ہے جو میں نے سنی ہے پس میں نے اس بُت کے ریزے ریزے کر دیئے اور سوار ہو کر چل دیا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا اور میں نے یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میں نے ناجر بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے وہ گمراہی میں ہمارا معبود تھا۔
ایک ہاشمی سے ہم کو ہدایت ملی جبکہ اس کے دین کو ہم کچھ نہیں سمجھتے تھے کوئی کہہ دے عمرو اور ان کے بھائیوں سے کہ جو شخص ناجر کو خدا کہے گا میں اس کا دشمن ہوں۔

مازن کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو گانا شراب پینا زناء کرنا مرغوب تھا پس ہم پر قحط سالی آئی اور ہمارے مال وزر سب تباہ ہو گئے اور میرے لڑکا بھی نہیں ہے آپ دعا فرمایئے کہ اللہ ہماری حالت

بہتر فرمادیں اور میرے اندر حیا پیدا فرمادیں اور مجھ کو لڑکا عطا فرمادیں آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو گانے کے بدلہ قرآت قرآن عطا فرما اور حرام کے بدلہ حلال عطا فرما اور شراب کے بدلہ حلال پینے کی چیز عطا فرما اور زناء کے بدلہ محنت عطا فرما اور اس کے اندر حیا پیدا فرما اور اس کو لڑکا عطا فرما۔ مازن کہتے ہیں کہ میرے سب حالات بدل گئے اور قحط سالی بھی جاتی رہی اور میں نے چار آزاد عورتوں سے شادی کی اور میرے لڑکا بھی ہوا پھر میں نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

عمان سے عرب تک جنگلات کو طے کرنے کی طاقت آپ کی طرف آنے کی وجہ سے آئی تاکہ آپ میری خدا کے یہاں شفاعت فرمادیں اور میں کامیاب ہو جاؤں ایسی جماعت کے مقابلہ میں کہ میرا دین اور ان کا دین الگ الگ ہے میرا ان سے کوئی علاقہ نہیں ہے میں گانے اور شراب کا دلدادہ تھا میری زندگی اتنی بگڑ گئی تھی کہ میرا جسم ہانپنے لگا تھا آپ کی بدولت شراب کے عوض خوف و خشیت نصیب ہوا زنا کی عوض عفت و پاکدامنی میسر ہوئی اب میری نیت جہاد فی سبیل اللہ کی ہو گئی میرا نماز روزہ سب خدا کے لئے ہے۔

مازن کہتے ہیں جب میں اپنے قبیلہ میں آیا انہوں نے مجھ کو الگ کر دیا اور مجھ کو برا بھلا کہنے لگے اور ایک شاعر میری برائی کے لئے لگا دیا میں نے سوچا کہ اگر میں اس کی ہجو کروں گا تو یہ میری ہجو ہو گی پس میں نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا اور میں نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے میری قوم تمہارا برا بھلا کہنا مجھ کو ناپسند ہے اور میرا برا بھلا کہنا تم کو ناپسند ہے اگر ہمیشہ تمہارے عیب بیان کیئے جاتے رہیں اور تم ہمیشہ میرے عیب بیان کرتے رہو میں تمہارے عیب بیان کرنے سے خاموش رہوں گا اور

اور تمہارا شاعر میرے عیب بیان کرتا رہے گا میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور تمہارے دل میں دشمنی و عداوت ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مازن نے اپنی قوم سے الگ ہو کر ایک مسجد بنائی اور اس میں رہ کر عبادت کرنے لگے جو بھی مظلوم اس میں آکر تین دن تک عبادت کرتا اور اخلاص سے دعا مانگتا اس کی دعا پوری ہو جاتی۔ اور کوڑھ مرض میں مبتلا لوگ آکر دعا مانگتے وہ بھی صحت یاب ہو جاتے اور اس مسجد کا نام آج تک بھی مبرص چلا آ رہا ہے۔ مازن کہتے ہیں کہ پھر میری قوم کو ندامت ہوئی کیونکہ میں ہی ان کا قیّم تھا انہوں نے کہا کہ ہم اس پر احسان کریں گے پس ایک جماعت بن کر میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ اے ہمارے بھائی ہم نے ایک بات تیرے لئے ناگوار سمجھی اور تجھ کو اس سے روکا تو اس سے توبہ کرے ہم تجھ کو چھوڑ دیں گے اور ہمارے ساتھ چل میں ان کے ساتھ چلا گیا پھر وہ سب ہی ایمان لے آئے۔ حضرت مازن کے قصہ کے مانند اور بھی بہت سی روایتیں مروی ہیں۔ عمرو بن جبلہ نے بُت کے اندر سے یہ سُنا تھا اے عصام اسلام آگیا بت ہلاک ہو گئے۔ طارق نے یہ آواز سُنی تھی اے طارق نبی صادق مبعوث ہو چکے ہیں۔ ذباب ابن حارث نے یہ آواز سنی تھی اے ذباب ایک عجیب بات سُن محمدؐ کتاب کے ساتھ مبعوث کئے گئے مکہ میں ان کی بات مانی جا رہی ہے اور بھی بہت سے قصے ہیں جن میں جنات نے حضورؐ کے مبعوث ہونے کی خبر دی۔ علی ابن حسین سے مروی ہے کہ مدینہ میں حضورؐ کی بعثت کی سب سے پہلی خبر یہ آئی تھی کہ مدینہ میں فطیمہ ایک عورت تھی ایک جن اس کے تابع تھا ایک روز وہ جن اس کی دیوار پہ آکر بیٹھا اس عورت نے کہا اندر آجا اس نے کہا میں نہیں آؤں گا ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں انہوں نے زنا کو حرام کر دیا ہے پھر اس عورت نے یہ بات دوسرے لوگوں کو بتلائی اس وجہ سے

آپ کی بعثت کی مدینہ میں سب سے پہلے یہ خبر آئی۔ علامہ بیہقی نے بھی اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور مدینہ میں آپ کی بعثت کی سب سے پہلی خبر اس کو قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۴واں باب

ہجرت کے وقت حضورؐ کا ام معبد کے خیمہ میں نزول فرمانا اور جنات کا خبر دینا

اسماء بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ جب ابوبکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے تو کفارِ قریش کے کچھ لوگ جن میں ابوجہل بھی تھا ہمارے پاس آئے انہوں نے معلوم کیا کہ تیرا باپ کہاں ہے میں نے کہا واللہ ہم کو کوئی خبر نہیں ہے یہ سن کر ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے رخسار پر مارا جس سے میرے کان کی بالی ٹوٹ کر گر گئی پھر وہ لوٹ گئے اور ہم کو بھی تین دن تک کچھ پتہ نہ چل سکا کہ حضور کہاں گئے ہیں یہاں تک کہ اسفل مکہ سے ایک جن کچھ شعر عرب کے طرز پر پڑھتا ہوا آیا اور لوگ اس کی آواز کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا وہ کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دیوے ان دو ساتھیوں کو جو ام معبد کے خیمہ میں نزول کئے ہوئے ہیں اس کے بعد وہ وہاں سے آگے چلے گئے اور کامیاب ہے وہ شخص جو محمد کا رفیق سفر بنا ہوا ہے بنو کعب کی ان کی وجہ سے ذلت ہو گئی اور مومنین کا وہ نشانہ بنیں گے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ جب ہم نے اس کی یہ بات سُنی تو ہم کو پتہ چل گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف گئے ہیں۔ ابن قتیبہ کی روایت میں کچھ زیادتی وارد ہوئی ہے اور اس میں کچھ اشعار دیگر اور ہیں جن کا

ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے بنو قصی اللہ تعالیٰ تم سے بزرگی اور کرامت لے کر ان کو نہ دے ام معبد سے معلوم کرلو کہ اس کی بکری نے ان کا برتن دودھ سے بھرا ہے اور اگر تم خود بکری سے بھی معلوم کروگے تو وہ بھی تم کو بتلا دے گی اس نے ایک بے دودھ والی بکری کو بلایا وہ اس کے پاس آتے ہی دودھ والی ہوگئی وہ بکری انہوں نے ام معبد کے ہی پاس چھوڑ دی اور وہ صبح و شام دودھ دینے لگی۔ روایت میں آیا ہے کہ شاعر رسول اللہ حضرت حسان بن ثابتؓ کو جب اس کی خبر ہوئی اور جن کے اشعار اُن کو پہونچے تو انہوں نے جواباً کہا اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جس قوم کے پاس سے نبی چلا گیا وہ محروم ہوگئی اور جس کے پاس گیا ہے وہ باعزت ہوگئی جن کے پاس سے نبی گیا ہے ان کی عقلیں گمراہ ہیں اور جن کے پاس گیا ہے ان کو نور میسر ہوا ہے اللہ نے ان کو ہدایت دی گمراہی کے بعد اور حق کی اتباع کرنے والے کامیاب ہوا کرتے ہیں کیا برابر ہوسکتی ہے وہ قوم جو بھول گئی ہو ہادی کو اور وہ قوم جس نے ہدایت حاصل کی ہو اہل یثرب کے پاس ایسے سواروں نے نزول کیا ہے جن کے پاس بہترین ہدایت ہے یعنی وہ نبی جو ایسی چیزیں جانتا ہے کہ کوئی اور نہیں جانتا اور ہر نماز میں خدا کے کلام کی تلاوت کرتا ہے اگر وہ کسی دن کو غیبی بات بولتا ہے تو صبح و شام میں اس کی تصدیق منجانب اللہ ہو جاتی ہے۔ ابو بکر اپنی نسبی سعادت کی وجہ سے اُن کا یار ہوا ہے اللہ جس کو نیک بخت بناتے ہیں وہی نیک بخت ہوتا ہے۔ یونس کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب قریش نے اس جن سے خبر سنی تو ام معبد کے پاس قاصد روانہ کیا اس نے معلوم کیا کہ کیا تیرے پاس سے فلاں فلاں صورت کا انسان محمدؐ نامی گذرا ہے اس نے جواب دیا مجھ کو علم نہیں البتہ ایک شخص آیا تھا جس نے

بے دودھ والی بکری کا دودھ دوہا تھا وہ دودھ والی ہوگئی تھی اس وقت چار حضرات اس کے پاس سے گذرے تھے رسول اللہ، ابو بکر اور ان کا غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط آپ کا رہبر جو رستہ بتلانے کے لئے آپ کے ساتھ آیا تھا وہ اس وقت مسلمان نہیں تھا اور بعد میں بھی اسلام نہیں لایا تھا ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد تھا۔ ابن ہشام کا خیال ہے کہ ام معبد بنت کعب تھی بنو کعب کے خاندان کی عورت تھی اس کا شوہر ابو معبد تھا جس کا نام معلوم نہیں وہ حضور کی حیات ہی میں انتقال کر گیا تھا ان سے روایت بھی مروی ہے ام معبد کا مکان قدید میں تھا یہ ایک جگہ کا نام ہے۔

ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد سے کہا کہ دودھ یا گوشت قیمتاً دے دو ان کے پاس سے کچھ نہ ملا کیونکہ وہ خود مبتلائے قحط و تنگدستی تھی پس آپ کی ایک بکری پر نظر پڑی آپ نے فرمایا یہ دودھ دیتی ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا مجھ کو اجازت ہے اس کا دودھ دوہنے کی اس نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر اس میں دودھ ہو تو آپ دوھ لیں آپ نے وہ بکری منگائی اور اپنے دست مبارک سے اس کے تھن ملے پس اس کے دودھ اتر آیا اور اس نے دودھ دینا شروع کر دیا آپ نے ایک بڑا برتن منگایا جس میں ایک جماعت سیر ہو سکے اس میں دودھ نکالنا شروع فرمایا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا پھر سب نے سیر ہو کر پیا اور پی کر چل دیئے پھر کچھ دیر بعد اس کا شوہر آیا اس نے گھر میں دودھ دیکھ کر کہا کہ دودھ کہاں سے آیا ہے جبکہ بکری نہیں دیتی ام معبد نے کہا کہ ایک مبارک آدمی آیا تھا اس نے دودھ نکالا ہے اور ام معبد نے آپ کا حلیہ مبارک بیان کیا ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ لوگ اس دن کو تاریخ کے طور پہ بولتے تھے اور اس دن کو اجل مبارک

کا دن کہا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے کہ اس مبارک آدمی کے آنے سے قبل ہم نے یہ کیا تھا۔ پھر ام معبد مدینہ میں آئیں اور ان کے ساتھ ان کا چھوٹا بچہ بھی تھا اس بچے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا بھاگا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا اے اماں آج میں نے رجل مبارک دیکھا ہے ام معبد نے اس بچہ کو کہا تیرا بھلا ہو اے بچہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ ہشام بن حبیش فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بکری دیکھی تھی وہ ام معبد اور ان کے پڑوسیوں سب کو سیراب کر دیا کرتی تھی۔ واللہ اعلم

۶۵ واں باب

جنات کا سعدین کے اسلام کی خبر دینا

ابو علیٰی فرماتے ہیں کہ قریش نے جبل ابی قبیس پر یہ آواز سُنی اگر سعدین اسلام لے آئے تو محمدؐ مکہ میں کسی سے اندیشہ نہیں کرے گا۔ ابوسفیان اور اشراف قریش نے کہا کہ وہ کون سے سعدین ہیں کیونکہ سعد نام کے کئی اشخاص تھے سعد بن بکر، سعد بن زید، سعد بن ندیم جب دوسری رات آئی تو یہ آواز آئی کہ اے قبیلہ اوس کے سعد اور قبیلہ خزرج کے سعد دونوں رسول کی اتباع کرو اور خدا سے جنت کی امید کرو جب یہ آواز سنی تو قریش نے کہا کہ سعد ابن عبادہ اور سعد بن معاذ مراد ہیں۔ ابو علیٰی نے فرمایا کہ مدینہ میں یہ آواز سنی گئی کہ سعد ابن عبادہ خزرج کے اچھے آدمی ہیں انہوں نے حضور کی بات مانی ان کو سعادت ملی پھر ان کی زندگی اچھی گذری پھر اسی حال میں خدا سے جا ملے۔

۶۶واں باب

جنات کا غزوہ بدر کے بارے میں خبر دینا

قاسم ابن ثابت نے فرمایا کہ جب قریش بدر کی طرف روانہ ہوئے تھے تو مکہ میں ایک جن نے دور سے یہ آواز دی (جس دن مسلمانوں نے بدر میں حملہ کیا تھا) کہ دین حنیف کے ماننے والوں نے بدر میں کامیابی حاصل کی ہے اور وہ عنقریب ہی قیصر و کسریٰ کو بھی مغلوب کریں گے لوی کے بہادروں کو فنا کر دیا ہے عورتیں حسرت سے سینہ پیٹ رہی ہیں جو شخص محمدؐ کا دشمن بنا وہی ہدایت سے دور ہو کر پریشان ہوا کسی نے کہا کہ دین حنیف کے ماننے والے کون ہیں انہوں نے کہا کہ محمدؐ اور ان کے اصحاب کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم دینِ ابراہیمی پر قائم ہیں پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس خبر کی تصدیق ہو گئی کہ کفار کو جنگ بدر میں شکست ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

۶۷واں باب

جنات کا سعد ابنِ عبادہؓ کو قتل کرنا اور اس کی خبر دینا

ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ سعد ابن عبادہ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت سے تخلف کیا اور مدینہ منورہ سے نکل گئے اور واپس نہیں آئے یہاں تک کہ ملک شام کے علاقہ حوران میں وفات پائی ۱۵؁ ھجری میں جبکہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے ڈھائی سال گذر چکے تھے ایک روایت میں ۱۴؁ ھجری آیا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں ہی وفات ہوئی تھی اور ایک روایت ۱۱؁ ھجری کی ہے بہر حال جو بھی ہو مگر اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ سعد بن عبادہ غسل خانہ میں مرے ہوئے پائے گئے اور آپ کا جسم سبز ہو چکا تھا کسی کو ان

کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک آواز سنائی دی اور کوئی نظر نہیں آیا اس نے کہا کہ ہم نے خزرج کے سردار سعد ابن عبادہ کو قتل کیا ہے ہم نے اس کے دو تیر مارے اور اس کا دل زخمی کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کو جنات نے قتل کیا تھا۔ ابن جریج نے بھی حضرت عطاء سے اس طرح روایت کیا ہے۔

زمخشری نے فرمایا کہ علقمہ بن صفوان حرب ابن امیہ ان دونوں حضرات کو بھی جنات نے ہی قتل کیا تھا اور جنات نے یہ شعر پڑھا تھا۔

یعنی حرب کی قبر بیابان جنگل میں ہے اور وہ تنہا ہی دفن ہوا ہے اس کے پاس کوئی نہیں ہے

یہ شعر جنات کا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی آدمی اس شعر کو تین مرتبہ مسلسل بغیر اٹکے نہیں پڑھ سکتا اور جنات کے علاوہ کے اشعار کو آدمی دس مرتبہ بغیر اٹکے پڑھ سکتا ہے۔

۶۸واں باب

جنات سے گذری ہوئی باتیں دریافت کرنا اور دور کے لوگوں کے احوال دریافت کرنا جائز ہے اور آنے والی خبریں معلوم کرنا جائز نہیں ہے

سالم ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خبر نہیں مل سکی آپ ایک عورت کے پاس آئے جس کے پیٹ میں شیطان تھا آپ نے اس عورت سے حضرت عمرؓ کے بارے میں دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے شیطان

کے حاضر ہونے تک توقف کرو پھر اس کا شیطان آیا اس عورت نے شیطان سے معلوم کیا کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ کس حال میں ہیں اس نے کہا کہ چادر کا تہبند باندھے ہوئے ہیں صدقہ اونٹ تیار کرنے میں مشغول ہیں اور ان کو جو بھی شیطان دیکھتا ہے وہی منھ کے بل گر پڑتا ہے ان کے ساتھ ہر وقت حفاظت کرنے والا فرشتہ رہتا ہے اور روح القدس ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں (از مترجم) اس سے مراد آپ کا دبدبہ اور رعب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عمر جس راستہ سے گذرتے ہیں شیطان دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن احمد ابن حنبل نے نقل فرمایا ہے کہ جس وقت حضرت ابوموسیٰ اشعری کوفہ کے گورنر تھے آپ کو حضرت عمر ابن الخطابؓ کی خبر نہ مل سکی کہ وہ کہاں ہیں کوفہ میں ایک عورت تھی جس سے شیطان کلام کیا کرتا تھا آپ نے اس کے پاس اپنا قاصد روانہ فرمایا کہ حضرت عمر کی خبر اس سے معلوم کر کے آؤ۔ اس نے بتلایا کہ وہ یمن میں ہیں عنقریب واپس آرہے ہیں اس کے بعد جب وہ کافی دنوں تک نہیں آئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے پھر حکم بھیجا کہ اس شیطان سے کہہ دو کہ امیرالمومنین کی خبر لادے شیطان نے کہا کہ ہم اس کے قریب نہیں جاسکتے اس کے ساتھ ہر وقت روح القدس رہتے ہیں اور جو بھی شیطان حضرت عمر ابن الخطاب کی آواز سن لیتا ہے وہی رعب کی وجہ سے منھ کے بل زمین پر گر جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے ایک لشکر کو لڑائی کے لئے روانہ فرمایا ایک شخص مدینہ میں آیا اس نے خبر دی کہ لشکر دشمن پر کامیابی حاصل کر چکا ہے اور یہ خبر خوب عام ہوگئی حضرت عمر نے اس کے بارے میں دریافت کیا لوگوں نے جواب دیا کہ ابوہیثم ایک جن ہے اس نے خبر دی ہے اس کے بعد پھر ایک انسان نے بھی آکر اس طرح خبر دی اور اس کی تصدیق ہوگئی۔

علامہ ابن تیمیہؒ کی تحقیق:۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جنات سے باتیں معلوم کرنا اور بطور تعظیم ان کی ہر خبر کی تصدیق کرنا اور ان کو سچا گمان کرنا یہ حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ان کے پاس مت جایا کرو۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ جس شخص نے کاہن سے کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہ ہوگی۔ اور اگر بطور امتحان و آزمائش معلوم کیا جائے اور اس معلوم کرنے والے کو اس خبر کے صدق و کذب میں امتیاز کرنے کی صلاحیت ہو اور اس کے بارے میں اس کو صحیح علم ہو چکا ہو صرف امتحان مقصود ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ صحیحین میں مذکور ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے معلوم کیا تھا کہ تیرے پاس کیا آتا ہے اس نے کہا کہ سچ اور جھوٹ دونوں آتے ہیں پھر آپ نے معلوم کیا کہ تو نے کیا دیکھا ہے اس نے کہا کہ پانی پر عرش دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے اس نے کہا دخان آپ نے فرمایا تو ذلیل ہو اور رسوا ہو تو تو کاہنوں کا بھائی ہے مراد تو کاہن ہے اور اگر جنات جنات کے بارے میں خبر دیں تو اس کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلمان سے کوئی کافر یا فاجر کوئی خبر بیان کرے تو جس طرح فاسق کی خبر محض سنی ہوئی کافی نہیں ہوتی بلکہ اس کے صدق و کذب کے لئے شہادت ضروری ہے اس طرح جنات کی خبر کی تصدیق و تکذیب کے لئے شہادت ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن کا حکم ہے اگر کوئی فاسق خبر دیوے تو اس کی تصدیق شہادت سے کرلو حضرت ابوہریرہؓ سے بخاری شریف میں مروی ہے کہ اہل توریت کتاب کو پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر عربی میں کیا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کیونکہ یا تو وہ سچ بیان کریں گے اور

تم اس کو باطل کہو گے یا وہ باطل بیان کریں گے اور تم اس کو سچ کہو گے بلکہ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو چیز ہمارے لئے اتاری گئی ہے اس پر اور تمہارے اوپر اتاری گئی تھی اس پر اور ہمارا تمہارا سب کا معبود ایک ہی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے جنات کی خبریں سننا جائز ہے بشرطیکہ اس کی تصدیق و تکذیب نہ کریں اور جنات کی خبروں کا حکم بھی یہی ہے جو اہل کتاب کی خبروں کا ہے یعنی نہ ان کی تصدیق کریں اور نہ تکذیب جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے (از مولف)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ لمبی سے لمبی مسافت کو تھوڑے سے وقت میں طے کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ ایک عفریت جن نے کہا تھا کہ میں آپ کے کھڑا ہونے سے قبل بلقیس کا تخت حاضر کردوں گا اور جنات جو دور کے شہروں کی خبر دیتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی واقعہ کے بارے میں معلوم کرتا ہے یا کسی دور دراز کے ممالک کے انسان کے بارے میں معلوم کرتا ہے تو ممکن ہے اس جن کو اس واقعہ کی خبر ہو اور اس شخص کی خبر ہو اور وہ اپنے علم کے مطابق خبر دیتا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو پہلے سے خبر نہ ہو بلکہ جب اس سے معلوم کیا جاتا ہو تو اس وقت جا کر اس واقعہ کی تحقیق کرتا ہو اور واپس آکر پھر خبر دیتا ہو بہر حال جو بھی ہو اس قسم کی خبر سے صرف گمان کا فائدہ ہوتا ہے اور علاوہ ایک دلچسپی کے اور کوئی اس کی حقیقت نہیں ہے اور عنقریب دیگر ابواب میں آرہا ہے کہ جنات نے کسی واقعہ کی خبر دی پھر اس کے بعد اسی طرح انسان نے اس کی خبر دی البتہ ان سے غیر واقع شدہ امور میں دریافت کرنا اور ان کی تصدیق کرنا اس بنیاد پر کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں یہ صریح کفر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی حدیث ہے کہ کاہنوں کے پاس مت آؤ اور جو شخص کاہن کے پاس آیا اس نے کفر کیا۔ ان دونوں حدیثوں کا یہی مطلب ہے کہ ان سے غیب کی باتیں معلوم کی جائیں اور پھر ان کی تصدیق کی جائے یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۶۹ واں باب

جنات کا قیامت کے دن موذنوں کے لئے شہادت دینا

بخاری اور موطا میں ابو سعیدؓ کی حدیث ہے کہ ان کو حضور نے فرمایا کہ میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ بکری تجھ کو پسند ہے اور تو جنگل میں رہتا ہے جب تو جنگل میں ہوا کرے اور نماز کا وقت آجایا کرے تو زور سے اذان دیا کر کیونکہ موذن کی اذان کی آواز جو بھی جن وانس سُنے گا وہی قیامت کے روز اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔ ابو سعید فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سُنا ہے

۷۰ واں باب

جنات کا عبداللہ ابن جدعان کی موت کی خبر دینا

ابوالیاس فرماتے ہیں کہ ہم قریش کے ساتھ شام کے لئے روانہ ہوئے ہم نے ایک جگہ قیام کیا جس کا نام وادی عوف تھا ہم نے وہیں رات گذاری میں رات کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے "شر الدھلک النساک" الخ ترجمہ:۔ یعنی بنو فہر کا شیر دل سخی مر چکا ہے جو صاحب فخر اور بزرگی والا تھا جب میں نے یہ سُنا تو اپنے دل میں سوچا کہ اس کو جواب دینا چاہیئے پس میں نے کہا۔ "الا ایھا الناعی" الخ اے موت کی خبر دینے والے وہ بنو فہر کا کون سا آدمی

ہے جس کے بارے میں تو خبر دے رہا ہے اس نے کہا کہ میں ابن جدعان بن عمرو صاحبِ سخاوت کی خبر دے رہا ہوں جو اونچے نسب والا بڑے مرتبے والا دائمی بزرگی والا تھا میں نے سن کر کہا خدا کی قسم تو نے ایسے سید کی خبر دی ہے جو بزرگی میں تمام اولا نضر پر فائق ہے اس نے کہا کہ میں نے عورتوں کو دیکھا ہے اس پر نوحہ کرتی ہوئیں اپنے چہروں کو نوچ رہی تھیں۔ چاہ زم زم اور حجرِ اسود کے درمیان بیٹھی ہوئی چیخ رہی تھیں مراد قریش کی عورتیں ہیں۔ میں نے کہا کہ کب مرا ہے کیونکہ مجھے وہاں سے آئے ہوئے تقریباً نو دن ہو چکے تھے اس نے کہا کہ پورے تین دن ہو چکے ہیں رات میں فجر کے وقت مرا ہے اتنے ہی میں میرے ساتھی بیدار ہو گئے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کس سے باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ ایک جن نے ابن جدعان کی موت کی خبر دی ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر شرافت و عزت اور کثرت مال کی وجہ سے کوئی ہمیشہ رہتا تو ابن جدعان زیادہ لائق تھا۔ پھر اس جن نے یہ سُن کر کہا کہ زمانہ کسی عزیز کو عزت کی وجہ سے اور ذلیل کو ذلت کی وجہ سے نہیں چھوڑتا میں نے کہا کہ جن و انس میں سے کوئی نہیں بچے گا اور نہ ہی کوئی سخت و نرم بچے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ میں واپس آئے تو معلوم ہوا کہ ابنِ جدعان مر چکا ہے۔

ابن جدعان کا مختصر تعارف (از مولف)

عبد اللہ ابن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم جس کی کنیت ابو زہیر تھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چچازاد بھائی تھا۔ شروع میں نہایت غریب تھا اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت شریر بھی تھا۔ خباثت کرتا تھا اور اس کا باپ اور قوم اس کی دیت دیا کرتی تھی اس کے باپ نے اور قوم نے اس کو ملک بدر کر دیا اور قسم کھالی کہ ہم کبھی بھی اس کو نہیں آنے دیں گے کیونکہ وہ اس

کے جرائم کے تاوان دیتے دیتے عاجز آ گئے تھے پس وہ پریشان ہو کر موت کی تمنا میں مکہ کے پہاڑوں میں چلا گیا اور ایک پہاڑ کی کھو میں داخل ہوا کہ یہاں پر کوئی چیز اس کو مار دے گی اور اس کو زندگی سے نجات مل جائے گی اتنے ہی میں ایک بہت بڑا اژدھا جس کی آنکھیں چراغ کی طرح چمک رہی تھیں اس اژدھا نے اس پر حملہ کیا وہ اس سے بچ کر واپس بھاگا اور ایک گھر کے پاس آیا چند ہی قدم چلنے پایا تھا کہ وہ اژدہا بھی اوپر چڑھ کر آ گیا اور شیر کی طرح اس کی طرف لپکا وہ پھر اس سے بچ گیا مگر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ اژدہا مصنوعی ہے حقیقی نہیں اور وہ وہیں رک گیا پس جب اس کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ اژدہا سونے کا ہے اور اس کی آنکھیں یاقوت کی ہیں اس نے اس کو توڑ دیا اور اس کی آنکھیں نکال لیں پھر اس مکان میں داخل ہوا۔ وہاں دیکھا کہ بہت لمبے قد کے آدمی تختوں پر پڑے ہوئے ہیں اس جیسے اس نے کبھی نہیں دیکھے تھے اور ان کے سرہانے چاندی کی تختیاں ہیں جن پر ان کی تاریخ وفات لکھی ہوئی ہے پس اس کو معلوم ہوا کہ وہ اشخاص قبیلہ جرہم کے بادشاہ ہیں اور ان میں سب سے آخر میں مرنے والا حارث بن مضاض ہے جو ایک بڑی بستی کا مالک تھا ان پر لباس بھی تھا جب اس نے اس لباس کو ہاتھ لگایا تو وہ غبار کی طرح اڑ گیا کیونکہ طویل مدت کی وجہ سے وہ بوسیدہ ہو چکا تھا۔ ابن ہشام نے فرمایا کہ ان میں ایک تختی سنگ مرمر کی تھی جس پر لکھا ہوا تھا کہ میں نفیلہ بن عبد المدان حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں میں پانچ سو سال تک زندہ رہا اور مال و دولت کی طلب میں تمام دنیا میں پھرا اس کے باوجود بھی میں موت کے منہ سے نہیں بچ سکا۔ اس کی قبر کے نیچے کے حصہ میں لکھا ہوا تھا۔ اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"کہ میں نے ملک و مال کی طلب میں بڑے لمبے لمبے سفر کیئے ہیں اور میں نے مال کی تحصیل میں بڑے بڑے جنگلات کو چھان مارا تھا اس کے باوجود بھی موت

نے اپنے خنجر میرے دل میں گاڑ کر چھوڑے میری شورش ختم ہوگئی اور میرے ملامت گردن کو میری موت سے سکون نصیب ہوا جب مجھ کو بڑھاپا آیا تو میں بجائے عقلمند ہونے کے بیوقوف کہا جانے لگا مجھ کو کسی نے پکار کر کہا کہ اب تیری جوانی واپس نہیں آئے گی اور کیا تو نے کبھی دیکھا یا سنا ہے کہ کسی نے دودھ نکال کر پھر واپس تھنوں میں لوٹا دیا ہو"

اس کے بعد اس نے اس گھر کے وسط میں سونے چاندی جواہرات کا ایک ڈھیر لگا ہوا دیکھا پس اس میں سے جو لینا تھا لے لیا اور اس پر ایک علامت لگا کر پتھروں سے اس مکان کا دروازہ بند کر دیا اور پھر اپنے باپ کے پاس بہت سا مال بھیجا اور اس سے معافی مانگی اور اپنے پورے خاندان کو خوب مال دیا یہاں تک کہ اپنے خاندان کا ذمہ دار بن گیا اور برابر اس مال میں سے خرچ کرتا رہا اور لوگوں کو کھلاتا رہا اور خوب سخاوت کرتا رہا۔ جب اس کو بڑھاپا آیا تو بنو تمیم نے چاہا کہ اس کو مال خرچ کرنے سے روکنا چاہیئے اور اس کو ملامت کرنا شروع کر دی پھر اس نے یہ رویہ اختیار کیا کہ کسی آدمی کو بلاتا اور اس کے ہلکا سا چپت لگاتا پھر اس سے کہتا کہ کھڑا ہو اور اس کی دیت طلب کر پھر بنو تمیم اس کے مال میں سے اس کو دیت کے طور پر دیتے۔

ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دوپہر کو ابن جدعان کی لگن کے سایہ میں آرام کیا کرتا تھا اتنی بڑی اس کی لگن تھی۔ ابن قتیبہ نے فرمایا کہ ابن جدعان کی لگن سے اونٹ کا سوار سوار ہونے کی حالت میں کھا لیا کرتا تھا اور اس میں ایک بچہ ڈوب کر مر گیا تھا اس قدر گہری اور اونچی تھی۔ امیہ ابن صلت بنو دیان کے پاس آئے انہوں نے ان کا کھانا دیکھا تو وہ گیہوں کا میدہ گھی اور خالص شہد تھا۔ ابن جدعان کھجور اور ستو کھلایا کرتا تھا اور دودھ پلایا کرتا تھا جب اُمیہ

نے یہ حالت دیکھی تو ان کی مدح میں اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"میں نے بہت سے سخی لوگ دیکھے ہیں مگر سب سے زیادہ سخی بنو دیان کو پایا ان کا کھانا میدہ اور خالص گھی اور شہد ہے بنو جدعان کی طرح ہلکا کھانا نہیں ہے"

جب ابن جدعان کو یہ خبر ملی کہ امیہ ابن صلت نے میرا کھانا ہلکا بتلایا ہے تو اس نے میدہ شہد اور گھی لانے کے لئے ملک شام کے لئے دو ہزار اونٹ روانہ کیئے جب وہ آگئے تو خانہ کعبہ پر کھڑے ہوکر ندا دی لوگو ابن جدعان کے دسترخواں کی طرف آجاؤ امیہ نے سن کر شعر کہا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"کہ ابن جدعان کا داعی خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر پکار رہا ہے کہ ایک بڑے دسترخواں کی طرف آجاؤ جس میں میدہ اور شہد خالص سے تیار کیا ہوا کھانا ہے"

مسلم شریف میں حدیث ہے حضرت عائشہؓ نے حضور سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ابن جدعان خیرات کرتا تھا مہمان نوازی کرتا تھا کیا اس کو قیامت کے روز کوئی نفع ہوگا آپ نے فرمایا کہ نہیں کیونکہ اس نے کبھی قیامت پر ایمان لانے کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلف الفضول کے وقت میں ابن جدعان کے گھر گیا تھا اور اگر وہ مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو میں پسند نہ کرتا اور اگر اسلام کی حالت میں وہ میری دعوت بھی کرتا تو میں اس کو قبول کر لیتا۔ حلف الفضول آپ کی بعثت سے بیس سال قبل ذی قعدہ میں پیش آیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۷۱واں باب

ابو عبیدہ بن جراحؓ کی شہادت پر جنات کا نوحہ کرنا

ابوبکر ابن محمد فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب نے ابو عبیدہ کی امارت

میں ایک دستہ روانہ کیا جب کافی دنوں تک کوئی خبر نہ ملی تو آپ کو پریشانی لاحق ہوئی اور آپ نے ان کے بارے میں تحقیق شروع فرمادی طائف سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا مسجد نبوی میں بیان کیا کہ ہم طائف کی ایک وادی میں تھے جس کا نام کو اسمار ہے ہم نے ایک نوحہ کی آواز سنی کہ کچھ عورتیں کہہ رہی تھیں کہ تیری موت بھی خالد بن ولید کی طرح مقابلہ کے وقت آئی اللہ اس معرکہ کو مقدس بنائے جس میں وہ بہترین لوگ شہید ہوئے ہیں اس معرکہ میں بہت سے جنات مرد عورتیں روئی ہیں اب کو علم مستجاب الدعوات شخص جس کو انہوں نے مارا ہے بہت کم ملتا ہے کہ جو پوری رات نماز میں بیدار ہو کر رویا کرتا تھا پھر انہوں نے بلند آواز سے کہا ہائے ابوعبیدہ ہائے سلیطاہ اس شخص نے بیان کیا کہ جب ہم نے یہ آواز سنی تو ہم اس کے پیچھے چل دیئے اور کچھ فاصلہ پر رہ کر کافی دور تک یہی آواز سنتے رہے اس کے بعد اس شخص نے یہ قصہ حضرت عمرؓ سے عرض کیا آپ نے تحقیق کے لئے خط روانہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ ابوعبیدہؓ اسی دن شہید ہو چکے تھے سلیطاہ سے مراد سلیط بن قیس انصاری ہیں جو حضرت ابوعبیدہؓ کی بیعت میں امیر لشکر تھے واللہ اعلم۔

۷۲واں باب

جنگ قادسیہ میں قبیلہ نخع کی ہلاکت پر جنات کا نوحہ کرنا

ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا کہ جب قبیلہ نخع جنگ قادسیہ میں مارا گیا تو یمن کی کسی وادی میں لوگوں نے جنات کو یہ کہتے ہوئے سنا اے عکرم بنت خالد اسلام لے آ اچھا توشہ اور خراب تھوڑا توشہ دونوں برابر نہیں ہیں میری طرف سے سورج تم کو مبارکباد دیتا ہے

اور ہر سوار مبارکباد دیتا ہے اور بہترین قبیلہ مبارک باد دیتا ہے جو محمد پر ایمان لایا ہے انہوں نے کسریٰ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر معمولی معمولی تلواروں سے اس کے لشکر تباہ کیے ہیں۔ جب داعی اجل نے ناگہانی موت کا پیغام دیا تو وہ اس کو لبیک کہہ گئے راوی کہتے ہیں کہ چند ہی ایام کے بعد ان کے قادسیہ میں مرنے کی خبر پھیل گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۳واں باب

حضرت عمر ابن الخطابؓ کی شہادت پر جنات کا مرثیہ پڑھنا

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب تم اپنی مجلس کو اچھا بنانا چاہو تو حضرت عمر ابن الخطابؓ کا ذکر کثرت سے کرو پھر آپ فرماتی ہیں کہ ہم ایک مرتبہ محصب میں ٹھہرے ہوئے تھے ایک سوار آیا جب وہ ہم سے اتنا قریب ہو گیا کہ ہم اس کی آواز سن سکیں تو اس نے کہا کہ کیا مدینہ میں ایک شہید کے بعد زمین و آسمان کی چمک باقی رہے گی اللہ تعالیٰ اس امام عادل کو بہترین بدلہ دیوے جو اس زمین میں شہید کر دیا گیا اس امام عادل نے کچھ امور طے کیے تھے اب تک ان کی کلیاں کھلنے نہیں پائی تھیں کہ ان پر آفتیں آگئیں اس امام عادل نے تقویٰ اور نیکی کے ساتھ انصاف پھیلایا اور رہاف ستھرا دین بلیش عام کیا جو بھی آدمی سوار ہو کر کل کیے ہوئے کی تحقیق کرنا چاہے تو اس کو اس امام عادل کا کردار آگے ملے گا مراد یہ ہے کہ اس کا ماضی و حال دونوں یکساں خیر والے ہیں۔ نبی کا امین اور یار تھا وہ اور نبی کے مخصوصین میں سے تھا جس کو اللہ نے ایسا جبہ پہنا دیا ہے

جو کبھی بوسیدہ نہیں ہوگا مراد آپ کا انتقال ہے آپ دین و تقوی طہارت عدل وانصاف کے پیکر تھے اور آپ کا دروازہ ہر مخش کاری سے بند تھا جنگل میں بھی آپ فقراء کو سیراب کیا کرتے تھے اور راتوں کو آپ فقراء کو توشہ دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم سے وہ آدمی الگ ہو گیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مزرد شاعر معلوم ہوتا ہے پھر جب ہم مدینہ واپس لوٹے تو معلوم ہوا کہ ابو لولو نے حضرت عمرؓ کو شہید کر دیا ہے اور ہمارے ساتھ منہ پر کپڑا باندھے ہوئے وہ سوار بھی مدینہ آیا۔ پھر میں نے اپنے حجرہ میں یہ آواز سُنی جس کی سمت معلوم نہ ہو سکی کہ اسلام پر رو دیا جائے اور میری ہلاکت بھی قریب آچکی ہے اور دنیا بدبخت ہو چکی ہے اور اس کی خیر ختم ہو چکی ہے ایک صادق العہد کی وجہ سے۔ اس کے بعد جب حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے تو آپ کی ملاقات مزرد سے ہوئی آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تو نے یہ اشعار کہے ہیں اس نے جواب دیا کہ میں آج تک ایسے اشعار نہیں کہے ہیں پھر ہم نے گمان کیا کہ کسی جن نے حضرت عمرؓ پر مرثیہ کے طور پر یہ اشعار کہے ہوں گے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عمرؓ کے شہید ہونے سے تین دن قبل جنات نے رو کر یہ اشعار کہے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے

ہ کہ اللہ تعالیٰ برکت دے اور بھلائی کا بدلہ دے امام عادل کو آپ نے کچھ امور طے کیے تھے جن کی کلیاں اب تک کھلنے نہیں پائی تھیں کہ ان پر مصیبتیں آپڑیں جو آدمی سوار ہو کر دیکھنا چاہے دیکھ لے ان کا ہر وعدہ پورا ملے گا مجھ کو ان کے ایک خبیث اور بد صورت آدمی کے ہاتھوں سے قتل ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔ اندیشہ یہ ہے کہ اب دنیا کے اندر تاریکی چھا جائے گی آپ اپنے رب سے جنت میں جا ملے اور آپ کو ایسا لباس پہنا دیا گیا جو کبھی بوسیدہ نہ ہوگا۔
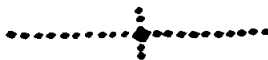
۷۴واں باب

عثمان بن عفانؓ پر جنات کا نوحہ کرنا۔

عثمان بن مرہ اپنی والدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب عثمان بن عفانؓ کو شہید کر دیا گیا تو جنات نے ان پر نوحہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"ایک رات جنات کو سخت قسم کے پتھر مارے گئے جب صبح ہوئی تو ان کو پتہ چلا کہ بہادر باز مر چکا ہے۔ مراد عثمان بن عفانؓ ہیں جو اندر باہر کی زینت تھا اور غلاموں کو آزاد کیا کرتا تھا۔

۷۵واں باب

جنگِ صفین کے مقتولین پر جنات کا نوحہ کرنا

قرشی فرماتے ہیں کہ بنو عمرو کا ایک شخص جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی معیت میں مارا گیا لوگوں نے ایک جنیہ کو یہ اشعار بطور نوحہ پڑھتے ہوئے سُنا جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"بنو عمرو اس نوجوان کے بارے میں دریافت کرو جو نہایت بُردبار اور نیکوکار تھا جو ہر مشکل سے مشکل میدان میں سواریاں دوڑا دیا کرتا تھا اور ہر معاملہ کے انجام کو جانتا تھا۔"

از مؤلف :۔ جنگ صفین ۳۷ ہجری میں واقع ہوئی تھی مشاجراتِ صحابہ میں سکوت ہی اولیٰ ہے اس لیے اس پر روشنی نہیں ڈالی گئی۔

۷۶واں باب

علیؓ ابنِ ابی طالب کی وفات کے بارے میں جنات کا خبر دینا

عمر ابن عامر سلمی فرماتے ہیں کہ امیر معاویہؓ کے ایک فوجی نے اپنا بیٹا مارا اور اس کو گھر سے نکال دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بیٹے کو باپ کی ناراضگی سے بکی پیدا ہوئی اور وہ باہر چبوترہ پر پڑ رہا کسی نے آواز دی اے سوید اس لڑکے نے جواب دیا کہ یہاں سوید نام کا کوئی آزاد ہے اور نہ کوئی غلام ہے اس لڑکے نے پھر دیکھا کہ اس چبوترہ کے شہتیر سے سیاہ بلی لٹک رہی ہے اور وہ نیچے گر گئی ہے اس نے کہا کون ہے اور کہاں سے آئی ہے اس بلی نے جواب دیا کہ میں فلاں ہوں اور عراق سے آیا ہوں۔ اس نے کہا وہاں کوئی نئی بات پیش آئی ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں علیؓ ابن ابی طالب شہید کر دیئے گئے ہیں پھر اس نے کہا کہ مجھے کچھ کھلا دو میں بھوکی ہوں اور لوگوں نے اپنے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھک دیئے ہیں مگر یہاں ایک لوہے کی سیخ ہے جس پر گوشت بھونا گیا تھا اس پر چلنا ہٹ کا اثر ہے وہ مجھے دے دو میں اسے چاٹ لوں گی اس نے وہ سیخ اس کو لا کر دے دی اور اس نے چاٹنا شروع کر دیا اس کے چاٹنے کی آواز اس لڑکے نے بھی سنی تھی اس کے بعد اس کو پھر وہیں رکھ دیا اس لڑکے نے اپنے والد کا دروازہ پیٹنا شروع کر دیا اور کہا کہ اباجان ذرا باہر آؤ ایک بڑی بات پیش آئی ہے اور تمام قصہ سنا دیا اس کا باپ اس کے قصے کو سن کر اس لڑکے کو لے کر امیر معاویہ کے پاس آیا اور امیر معاویہؓ سے اس کا تذکرہ کیا امیر معاویہؓ نے

اسی وقت تحقیق کے لئے خط لکھا جواب سے معلوم ہوا کہ ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ اس بلی کی شکل میں آنے والے جن نے خبر دی تھی۔ واللہ اعلم۔

۷۷واں باب

حسینؓ بن علیؓ پر جنات کا نوحہ کرنا۔

عمروؓ بن اعتدام فرماتے ہیں کہ ہم کو لوگوں نے بتلایا کہ جنات نے حسینؓ بن علیؓ کی شہادت پر نوحہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"نبی کے ہاتھ پھیرنے سے ان کی پیشانی پر چمک پیدا ہوتی تھی اس کے والدین قریش کے بڑے لوگوں میں سے تھے اور اس کے نانا سب سے بڑے تھے۔"

ام سلمہؓ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور کے وصال کے بعد سے میں نے جنات کو کسی پر نوحہ کرتے ہوئے نہیں سنا مگر حضرت حسینؓ کی شہادت پر ایک جنیہ نے نوحہ کرتے ہوئے اشعار کہے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے

"اے میری آنکھ تو رنج کا مظاہرہ کرتی رہ میرے سوا اور کون روئے گا شہداء پر ان کو ظالم بادشاہ کے پاس موت ہی لے کر گئی تھی۔"

ابن جرزوم کلبی اپنی والدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسینؓ مار دیئے گئے تو میں نے پہاڑوں پر کسی کو یہ پکارتے ہوئے سنا۔

"اے حسین کے قاتلو تم کو سخت عذاب و سزا ملے گی تمام آسمان والے تم پر بد دعا کر رہے ہیں۔ نبی بھی مالک بھی قبیل بھی مراد فرشتے ہیں۔ سلیمان ہونی علیٰی سب تم پر لعنت کرتے ہیں۔

۷۸واں باب

شہداء حراہ پر جنات کا نوحہ کرنا

حضرت زبیرؓ کے کسی لڑکے سے مروی ہے کہ جب اہل حرہ قتل کر دیئے گئے تو مکہ میں جبل ابو قبیس پر کسی نے یہ اشعار کہے۔

ترجمہ :۔ نیک لوگ سخاوت و شجاعت والے مار دیئے گئے روزہ رکھنے والے نماز پڑھنے والے تلاوت کرنے والے بھلے آدمی مار دیئے گئے۔ واقم اور بقیعؔ میں ایسا کوئی بہادر دفن نہیں ہوا ہوگا۔ یثرب کے لئے ہلاکت ہے کہ اس میں ایسا جرم ہوا ہے"

ابن زبیر نے جب یہ سنا تو اپنے اصحاب سے کہا کہ تمہارے ساتھی مارے گئے ہیں " اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ "

ازمؤلف :۔ واقعہ حرہ ۶۳ھ ہجری ستائیسویں ذی الحجہ کو مدینہ منورہ میں پیش آیا جس کے اندر بہت سے صحابہ اور دیگر حضرات مارے گئے۔ خلیفہ فرماتے ہیں کہ قریش و انصار میں سے تین سو ساٹھ آدمی مارے گئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حرہ میں کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ اس جگہ میری امت کے ایسے لوگ مارے جائیں گے جو میری امت میں میرے صحابہ کے بعد سب سے بہتر ہوں گے واقعہ حرہ اس طرح پیش آیا تھا کہ اہل مدینہ نے یزید ابن معاویہؓ سے بیعت توڑ دی تھی اور مروان بن حکم کو اور دیگر حضرات بنو امیہ کو مدینہ سے نکال دیا تھا اور عبداللہ ابن حنظلہ کو اپنا امیر منتخب کر لیا تھا اکابر صحابہ نے اس سے اتفاق

ؔ واقم اور بقیع قبرستان کے نام ہیں۔

نہیں کیا تھا اور اس کو ناپسند فرمایا تھا۔ یزید نے مسلم ابن عقبہ کو مدینہ پر فوج کشی کا حکم دیا اور انہوں نے اس کے حکم سے ان سے جنگ کیا۔

سہیلی نے فرمایا کہ اس دن مہاجرین و انصار میں سے سترہ سو آدمی مارے گئے اور مختلف جماعتوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔

حافظ ذہبی نے اس کا نام حرہ زہرہ بیان کیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہاں یہود کی ایک بستی تھی جن کو بنو زہرہ کہا کرتے تھے۔

زبیر نے فضائل مدینہ میں ذکر کیا ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک بستی تھی جس میں تین او دشکار رہا کرتے تھے اور یزید نے اہل مدینہ کی بہت منت سماجت کی تھی اور ان کو بڑے بڑے عطیہ دیئے تھے اور ان کو طاعت کی طرف بہت مائل کیا تھا اور مخالفت سے بھی ڈرایا تھا مگر اللہ کا جو کرنا تھا وہ ہوا اور اصل فیصلہ اللہ ہی فرمائیں گے۔

۷۹واں باب

جنات کا عمر بن عبدالعزیزؒ اور ہارون الرشید کی وفات کی خبر دینا

ماجنون فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مکہ میں باہر نکلا میں نے دیکھا کہ ایک کتا دوڑتا ہوا آیا اور دوسرے کتوں میں داخل ہو گیا اور ان سے کہا کہ تم ہنس رہے ہو کھیل رہے ہو حالانکہ رات عمرؒ بن عبدالعزیز کا انتقال ہو چکا یہ سن کر میں بھاگا اور چلا پس معلوم ہوا کہ عمرؒ بن عبدالعزیز رات کو مر چکے ہیں

حاکم ابوعبداللہ نے تاریخ نیشاپور میں ہارون الرشید کے تذکرہ میں بیان کیا کہ عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ میں اذان دینے کے لئے مینارہ پر چڑھا صبح صادق طلوع

ہونے کی انتظار میں تھا دیکھا کہ دو کتے آمنے سامنے آرہے ہیں ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا خبر ہے سناؤ دوسرے نے کہارات ہارون الرشید مرچکے ہیں میں نے خط لکھ کر معلوم کیا پتہ چلا کہ اسی رات مرچکے تھے۔

ازمؤلف:۔ ہارون الرشید کا انتقال شہر طوس میں ہوا ۱۹۳ھ ہجری آپ کی مدت خلافت تیئس ۲۳ سال ایک ماہ ہوئی ہے اور عمر چہتر ۴۲، سال ہوئی ہے

۸۰واں باب

امام ابوحنیفہؒ کے انتقال پر جنات کا رونا۔

جلیبی فرماتے ہیں کہ جس رات امام ابوحنیفہؒ کا انتقال ہوا تو جنات نے نوحہ کیا ہم نے آواز سُنی اور کچھ نظر نہیں آیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ علم فقہ ختم ہوچکا اب تم کو فقہ نہیں ملے گا اللہ سے ڈرو اور اچھے بنو نعمانؒ بن ثابت مرچکے ہیں جو راتوں کو زندہ کیا کرتے تھے امام صاحب کا انتقال ۱۵۰ھ ہجری بغداد شہر میں ہوا تھا

۸۱واں باب

وکیعؒ ابن جراح کی وفات پر جنات کا نوحہ کرنا۔

عباس دوری فرماتے ہیں کہ حضرت وکیعؒ مکہ کے لئے روانہ ہوئے اور وہ ہر سال گرمی کے موسم میں مکہ آجایا کرتے تھے ان کے گھر سے روانہ ہونے کے بعد ان کے گھر والوں نے نوحہ کی آواز سنی چونکہ ان کا گھر وسیع و عریض تھا انہوں نے گمان کیا کہ یہ آواز ہمارے گھر میں نہیں ہے ان کو یہ گمان رہا کہ یہ نوحہ کی آواز ہمارے گھر میں نہیں ہے آنکھیں کھلنے پر معلوم ہوا کہ ہمارے ہی یہاں ہے جب لوگ حج سے واپس ہوئے انہوں نے خبر دی کہ وکیع رحمۃ اللہ اسی رات میں مرچکے تھے جس رات

میں تم نے نوحہ کی آواز سُنی تھی۔

ازمؤلف:۔ حضرت وکیعؒ اپنے وقت کے امام مجتہد تھے تمام علوم شرعیہ کے ماہر تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور روزانہ شب میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے اور امام اعظمؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام اعظمؒ سے بہت سی روایتیں بیان کیا کرتے تھے ۱۹۷ھ ہجری میں وفات پائی آپ کی کل عمر ۶۸ سال ہوئی آپ کے مناقب کثیر در کثیر ہیں۔ امام زمخشری نے فرمایا ہے کہ آپ نے ۴۰ چالیس حج کئے ہیں اور عباد ان میں ۴۰ دن تک حدود اسلامیہ کی حفاظت کی ہے اور وہیں چالیس قرآن ختم کیے ہیں آپ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں اور آپ نے چالیس ہزار درہم خیرات کئے ہیں اور آپ کو کبھی کسی نے آرام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

۸۲ واں باب

متوکل بادشاہ کے انتقال پر جنات کا نوحہ کرنا

عمرو بن شیبان فرماتے ہیں کہ جس رات متوکل کو قتل کیا گیا میں ملک شام میں اپنے گھر میں تھا مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ متوکل مارا گیا ہے میں نے رات یہ مصرعہ اپنے گھر کے کونے میں سے یہ آواز سنی شعر یا نائم اللیل الخ

ترجمہ:۔ اے رات میں بے خبر سونے والے بیدار ہو اے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہا مجھ کو یہ سن کر گھبراہٹ ہوئی پھر میری آنکھ لگ گئی اس نے پھر یہی کہا تین بار ایسا ہی ہوا میں نے اپنی باندی سے قلم دوات منگائی اور اپنے پاس رکھ لی پھر کچھ دیر بعد اس نے چند اشعار کہے میں نے ان کو لکھ لیا۔ ترجمہ اشعار درج ذیل ہے۔

"کیا نہیں دیکھا تو نے میرے لوگوں کو انہوں نے ایک ہاشمی کے ساتھ کیسا نازیبا

سلوک کیا ہے انہوں نے ایک مظلوم کو تباہ کر دیا جس کی وجہ سے زمین و آسمان کی تمام مخلوق پریشان ہے پرندے غمگین ہیں بادل رک گئے ہیں گھاس کم ہوگئی اشیاء کے بھاؤ کم ہو گئے ہیں نہریں خشک ہوگئی ہیں زمین میں زلزلہ ہے آپ کو عنقریب ہی اس کا نتیجہ ملنے والا ہے اپنے بادشاہ پر آنسو بہاؤ کیونکہ تمام جن وانس کو ان کے مرنے کا غم ہے۔"

محمد ابن معدہ فرماتے ہیں کہ میں سامرا میں متوکل کے قتل ہونے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ ترجمہ اشعار

"جن لوگوں نے تجھ کو چھوڑا ہے وہ آباد نہیں ہو سکتے انہوں نے بدعہدی کر کے نہایت رذیل اخلاق کا ثبوت دیا ہے۔ اے مردو تمہارے پاس ایک بڑا شخص آیا ہے اس سے ملو اس کو تیروں نے ہلاک کیا ہے مارنے والوں کو خیر نہ ملے گی میرا قلب نہایت ہی غمگین ہے۔"

محمد ابن معدہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر بہت رویا جب بیدار ہوا تو مجھ کو یہ اشعار یاد تھے میرے ایک ساتھی نے کہا کہ کیا بات تھی تو نیند میں رو رہا تھا۔

ازمؤلف :۔ متوکل علی اللہ کا نام جعفر ہے ۲۴۷ھ ہجری میں مارا گیا آپ کی مدت خلافت چودہ سال دس مہینے تین دن ہے آپ کی عمر چالیس سال ہوئی ہے آپ کے تمام اجداد بادشاہ ہوئے ہیں۔

۸۳ واں باب

کیا تمام جنات کو خدا تعالیٰ نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے

عیسیٰ ابن ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ حجاج ابن یوسف کو کسی نے خبر دی کہ ملک چین میں

ایک علاقہ ہے جب کوئی وہاں راستہ بھول جاتا ہے تو اس کو آواز آتی ہے کہ راستہ ادھر ہے اور کوئی نظر نہیں آتا حجاج نے یہ سن کر کچھ لوگ تیار کیئے اور ان سے کہا کہ وہاں پہونچ کر قصداً راستہ گم کر دینا اور جب تم کو آواز آئے وہیں اس پر حملہ کر دینا اور دیکھنا کہ وہ کیا ہے انہوں نے ایسا ہی کیا ان کو بھی آواز آئی کہ راستہ ادھر ہے انہوں نے فوراً حملہ کیا ان جنات نے ان سے کہا کہ تم ہم کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے انہوں نے ان سے معلوم کیا کہ تم کب سے یہاں رہتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ مدت تو ہم کو یاد نہیں ہے مگر ہماری موجودگی میں ملک چین آٹھ مرتبہ تباہ ہو چکا ہے اور آٹھ مرتبہ آباد ہو چکا ہے۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن نے فرمایا کہ جنات مرتے نہیں میں نے کہا کہ قرآن میں تو ارشاد ہے " قد خلت من قبلھم من الجن والانس " یعنی ان سے پہلے بہت سے انسان و جنات گذر چکے حضرت حسن کا یہ فرمانا کہ جنات مرتے نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابلیس کی طرح منظر ہیں جب اس کی موت آئے گی اسی وقت ان کی موت آئے گی اور قرآن کریم کی ظاہری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک صرف ابلیس زندہ رہے گا۔ البتہ اس کی آل واولاد کے بارے میں کوئی قرآن کی آیت دلالت نہیں کرتی کہ وہ بھی قیامت تک زندہ ہی رہیں گے بلکہ قرآن کی آیت " انک من المنظرین " سے بھی ابلیس ہی کی تخصیص معلوم ہوتی ہے کہ صرف وہی قیامت تک زندہ رہے گا اور تمام جنات کا قیامت تک زندہ رہنا قرآن کریم کی کوئی آیت اس پر دلالت نہیں کرتی۔ پس ممکن ہے کہ کچھ جنات منظر ہوں تمام کے بارے میں کوئی صریح آیت نہیں ہے بلکہ شروع ابواب میں گذر چکا ہے کہ انسانوں کی طرح جنات بھی مرتے ہیں۔

۔ اور ابنِ عباسؓ نے اس کی تصریح کی کہ جنات بھی انسانوں کی طرح مرتے ہیں۔
۔ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس سے کسی نے دریافت کیا کہ
کیا جنات مرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں مگر ابلیس قیامت تک زندہ رہے گا
پھر اس نے پوچھا کہ یہ چھوٹا سا سانپ جس کو شک کہتے ہیں یہ کیا ہے آپ نے
فرمایا کہ یہ چھوٹے جنات ہیں۔ ایک روایت میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ زمانہ
کے گذرنے کی وجہ سے ابلیس بھی بوڑھا ہوتا ہے مگر پھر تیس سالہ نوجوان بن
جاتا ہے۔ عاصم احول فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع ابن انس سے دریافت کیا مجھ
کو بتلائیے کہ جو شیطان انسان کے ساتھ رہتا ہے کیا وہ مرتا نہیں آپ نے
فرمایا کہ وہ ایک شیطان تھوڑا ہی ہے وہ تو ربیعہ مضر کی طرح بہت زیادہ
ہیں حارث بن میمون فرماتے ہیں کہ جنات تو مرجاتے ہیں مگر شیطان جوں کا توں
جوان ہی ہے اور جوان ہی رہتا ہے مرتا نہیں۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس
کی ماں بھی جوان ہے باپ بھی جوان ہے اور ابلیس ان دونوں سے زیادہ جوان
ہے۔

فصل

جنات کا محشور ہونا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ویوم نحشرھم جمیعًا" یعنی قیامت کے
روز ہم سب کو اٹھائیں گے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جن و انس کو
اسی زمین میں جمع فرمائیں گے جو دوبارہ بچھائی جائے گی وہ نظر آئیں گے اور داعی
رب کی آواز سب کو سنائی دے گی ملائکہ کی ایک جماعت اترے گی اور وہ ان
کا چکر لگاتے گی پھر دوسری اترے گی وہ بھی چکر لگائے گی یہاں تک کہ چھ جماعتیں
اسی طرح چکر لگائیں گی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب زمین ہٹ جائے گی اور

پہاڑ اڑتے پھریں گے تو جنات انسان میں جانے شروع ہوں گے ان کو اٹھارہ صفیں ملائکہ کی ملیں گی جو آسمان کے محافظ ہوں گے وہ ان کو ماریں گے اور کہیں گے کہ واپس چلو جب تک خدا کا حکم نہ ہوگا تم کو راستہ نہ ملے گا۔ حضرت ضحاک نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

۸۴واں باب

کیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا

ابوالوفاء ابن عقیل نے کتاب الارشاد میں فرمایا ہے کہ اگر تم سے کوئی معلوم کرے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں تو یوں کہو کہ ملائکہ میں سے تھا بعض علماءؒ کا اس میں اختلاف ہے ابوبکر عبدالعزیزؒ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا چونکہ ارشاد خداوندی ہے " وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ " اس آیت شریفہ میں ابلیس کا ملائکہ سے استثناء کیا گیا ہے اور لغت عرب میں استثناء عموماً ہم جنس ہی سے ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی یوں بولے " فتح الخبازون الا فلاناً " اور فلانا سے مراد حداد لینے سے تو یہ مثال عربی قواعد و استعمال کے اعتبار سے عمدہ شمار نہ ہوگی اس طرح " رایت الناس الا حماراً " کہنا بھی مستحسن نہ ہوگا چونکہ ان دونوں مثالوں میں خلاف جنس سے استثناء کیا گیا ہے اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ کلام عرب میں ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں خلاف جنس سے استثناء کیا گیا ہے اور پھر بھی ان کو عمدہ شمار کیا گیا ہے اور فصحاء نے اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے۔

وبلدۃ لیس بھا انیس　　　الا الیعافیر والا العیس

اس کا جواب یہ ہے کہ یعافیر اور عیس وغیرہ انیس بن سکتے ہیں انیس سے استثناء نہیں ہے بلکہ اینا س سے استثناء ہے چونکہ اس شعر میں انیس کے علاوہ نہ کسی انس کا تذکرہ ہے نہ کسی جن کا پس شعر کا مطلب یہ ہے کہ بعض آبادیاں ایسی ہیں کہ جہاں بھیڑیوں اور درندوں کے علاوہ کوئی انیس رہنے کا اہل نہیں ہے اور ابلیس کا ملائکہ میں سے ہونا اس کا بہترین استدلال یہ ہے کہ اگر وہ ملائکہ میں نہ ہوتا تو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملامت و مذمت کا مستحق نہ ہوتا کیونکہ اس کو یہ موقع تھا کہ وہ یوں کہہ سکے میں حکم میں داخل نہیں تھا عدم جنس کی وجہ سے۔ پس جب ترک سجدہ کی وجہ سے اس کو نافرمان شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ جنس ملائکہ میں داخل تھا اور سجدہ کرنے کا مامور تھا یہی وجہ ہے کہ جب اس نے " انا خیر منہ " کہہ کر حکم خداوندی سے اعراض کیا تو اس کو راندہ درگاہ قرار دیدیا گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی بادشاہ حکم کرے کہ آج بزاز لوگ اپنی اپنی دکانیں بند رکھیں اس حکم کے بعد اگر خباز لوگ اپنی اپنی دکانیں بند نہ رکھیں بلکہ کھول لیں تو وہ شاہ کے نافرمان شمار نہ ہوں گے کیونکہ حکم ان کو شامل نہیں ہے اس لئے کہ وہ لفظ بزاز کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں۔ اسی طرح آیت خداوندی کو سمجھ لیا جائے اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کریم نے اس کا خاص نام ذکر کیا ہے چنانچہ کہا ہے " الا ابلیس کان من الجن " اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس جنات میں سے تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ کی ایک قسم ہے جس کو جن کہتے ہیں۔ جیسا کہ اور دوسری اقسام ہیں مثلاً کروبیون خزنۃ زبانیہ پس ملائکہ کی جنس ایک ہی ہے البتہ اقسام مختلف ہیں جیسا کہ آدمیوں کی جنس ایک ہے اور اقسام مختلف ہیں مثلاً عربی عجمی حبشی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے خادموں کو طاعت کا حکم دیا سب نے پورا کر دیا مگر فلاں نے نافرمانی کی جو حبشی

تھا اس نے بات نہیں مانی اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ اس کا حبشی خادم دوسرے خادموں سے جنسیت کے اعتبار سے الگ ہے بلکہ جنس سب کی ایک ہے نوع مختلف ہے یہی حال حکم خداوندی کا ہے کہ ملائکہ میں ابلیس بھی تھا مگر اس کی قسم جن تھی اس اعتبار سے وہ ان سے مختلف تھا۔

ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق کی تعلیقات میں دیکھا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے شیخ ابو بکر کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جبکہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں آپ نے فرمایا کہ اس کو آدم کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کیا گیا اگر وہ ان میں سے نہ ہوتا تو سجدہ کرنے کا حکم اس کو کیونکر دیا جاتا۔ اس پر ابو اسحاق نے عرض کیا کہ تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ ملائکہ علیہم السلام کی ذریت نہیں اور نہ ہی ان کے حق میں توالد و تناسل متصور ہے اور ابلیس کے ذریت بھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس ملائکہ سے علیحدہ ہے حالانکہ ابو بکر عبدالعزیز کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے ہے اور امام رازی نے اپنی تفسیر میں اس کی تصریح کی ہے کہ وہ ملائکہ میں سے تھا اور پھر اختلاف نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر وہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو مامور بالسجود کیونکر ہوتا کیونکہ سجدہ کا حکم ملائکہ کو دیا گیا تھا اور تمام علماء کا اجماع ہے کہ ابلیس کو بھی سجدہ کا حکم شامل تھا اور اکثر مفسرین کی بھی یہی رائے ہے۔ ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور صحابہ کی ایک جماعت اور سعیدؒ ابن المسیب اور دیگر حضرات ان سب کا یہی مذہب ہے اور متکلمین کی ایک جماعت کی بھی یہی رائے ہے۔

ابو قاسم انصاری نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ ابو الحسن کا بھی یہی مذہب ہے ابو اسحاق کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے نہیں تھا اسی وجہ سے انہوں نے دلیل کے ساتھ ابو بکر کے کلام پر اشکال

کیا ہے جو ابھی گذرا ہے حسنؒ بصری فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک لمحہ کے لئے بھی ملائکہ میں سے نہیں ہوا۔

قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "الا ابلیس کان من الجن" یعنی ابلیس جنات میں سے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد خبر دینا ہے اس امر کی کہ ابلیس کے دل میں خدا کی معصیت چھپی ہوئی تھی اس لئے لفظ جن کے معنی استتار یعنی پوشیدگی کے آتے ہیں اس وجہ سے جب تک بچہ رحم مادر میں رہتا ہے اس کو جنین کہتے ہیں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اور مجنون بھی لفظ جن ہی سے مشتق ہے کیونکہ اس کی عقل مستور ہو جاتی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ابو بکر رازی نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے کہ ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ ابلیس کو سماء دنیا کے ملائکہ کا سردار بنا دیا گیا تھا اور وہ ملائکہ کی اس جماعت کا فرد تھا جس کو جن کہا جاتا ہے ان کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جنت کے نگران ہوتے ہیں اور ابلیس خازن جنت تھا اور ابو اسحاق نے جو استدلال کیا ہے کہ ابلیس میں شہوت پائی جاتی ہے اور ملائکہ اس سے بری ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس میں شہوت اس وقت پیدا ہوئی ہے جبکہ اس کو ملائکہ کی فہرست سے خارج کر دیا گیا جیسا کہ ہاروت ماروت میں زمین پر اترنے کے بعد شہوت پیدا کر دی گئی تھی بشرطیکہ اس روایت کو صحیح مان لیا جائے مگر یہ روایت اسرائیلی ہے سراسر باطل ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا جن میں سے اس کے ہونے کی خبر دینا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اس کی وہی تاویل ہے جو ابھی مذکور ہوئی۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ تاریخ طبری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابلیس بڑے درجے کے

فرشتوں میں سے تھا اور تمام جنتوں کا خازن تھا اور زمین و آسمان میں اس کا بڑا مقام تھا۔ ابن عباسؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ ملائکہ کی ایک جماعت کا لقب جن ہے ابلیس بھی انہیں میں سے تھا اور زمین و آسمان کے مابین وہ غلط وسوسے ڈالتا تھا ابن عباسؓ ابن مسعودؓ اور دیگر حضرات صحابہ سے مروی ہے کہ ابلیس سماء دنیا کا سردار تھا اور ملائکہ کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہتے ہیں ان کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جنت پر مامور ہیں۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ابلیس ان دس ملائکہ میں سے تھا جو ہوا کے نظام پر مامور ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابلیس ملائکہ کی اس جماعت میں سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے یہ خاص جماعت نار سموم سے پیدا کی گئی تھی اور اس کا نام حارث تھا اور جنت کا داروغہ تھا اس جماعت کے علاوہ باقی تمام فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور جنات کی پیدائش بھڑکتے ہوئے شعلہ سے ہوئی ہے اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیئے گئے زمین کو سب سے پہلے اولاد جنات نے آباد کیا تھا انہوں نے فساد برپا کر دیا اور قتل و غارت گری عام کر دی اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور انس کے ساتھ دیگر فرشتوں کو بھیجا انہوں نے تمام جنات کو ویران جگہوں میں پہاڑوں میں جزیروں میں منتقل کر دیا ابلیس اپنے اس عمل پر نازاں ہوا اور اس میں تکبر پیدا ہو گیا اور اس نے یوں کہا کہ میں نے ایسا کام کیا ہے جو آج تک کسی نے نہیں کیا اللہ تعالیٰ کو اس کے اس خیال کا علم ہو گیا اور فرشتے نہیں جان سکے۔

ابن شہاب زہری سے معلوم کیا گیا کہ ابلیس کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ابو الجن ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام ابو الانس ہیں واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم بالصواب۔

۸۵ واں باب

کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کلام فرمایا ہے

ابن عقیل فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ابلیس سے بلا واسطہ کلام فرمانا مختلف فیہ ہے۔ محققین اہلِ کلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ ابلیس سے کلام نہیں فرمایا کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ فرمایا ہے۔ صحیح قول اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ ابلیس سے کلام نہیں فرمایا بلکہ کسی فرشتے کی وساطت سے کلام فرمایا ہو گا اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا کسی سے بالمشافہ کلام فرمانا یہ اس مخاطب کی عزت و تعظیم کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاءؑ پر اس وجہ سے بھی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بالمشافہ کلام فرمایا ہے۔ لہٰذا جن آیات میں خدا تعالیٰ کے کلام فرمانے کا ابلیس کے ساتھ تذکرہ ہے ان میں یہی تاویل کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ نے کوئی فرشتہ اس کی جانب بھیجا ہو گا جس نے ابلیس کو خدا کا کلام پہونچایا ہو گا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ خدا کے رسول کا کسی کی جانب آنا یہ مرسل الیہ کی تعظیم کی وجہ سے ہوتا ہے اور شیطان کی طرف رسول کا آنا ظاہر ہے کہ تعظیم کے طور پر نہیں تھا۔ یہی تاویل اگر کلام بالمشافہ میں کر لی جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کی طرف رسول کا مبعوث ہونا یہ علی الاطلاق تعظیم کے لئے نہیں ہوتا بلکہ بعض مرتبہ اتمامِ حجت کے لئے بھی ہوتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون و ہامان کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ اس میں فرعون و ہامان کی تعظیم و شرف مقصود نہیں تھا بلکہ اتمامِ حجت مقصود تھی چونکہ فرعون و ہامان یہ خدا کے دشمن تھے اور خدا کا کسی سے کلام

فرمانا بطور تعظیم ہوتا ہے لہذا خدا تعالیٰ نے ابلیس سے براہ راست کلام نہیں فرمایا
بلکہ فرشتے کی زبان سے اس تک پیغام پہونچایا گیا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جب
خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ سب کے سب سجدہ کرو اس وقت شیطان
بھی کلام خداوندی کا مخاطب تھا یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے کلام کے
عموم میں شیطان بھی داخل تھا شیطان کو اس کلام سے الگ نہیں کہا جائے گا
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خطاب خاص کے ساتھ مخصوص فرمایا اور نبی کے واسطے
سے تمام امت کو خطاب فرمایا تاہم تمام امت خطاب نبی کے درجہ کو نہیں پہونچ
سکتی یہی حال ابلیس کے خطاب کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ سے بالمشافہ
خطاب کیا ہو اور ابلیس سے بواسطہ ارسال پس الفاظ ظاہر ہے کہ علی الاطلاق
عام ہوں گے اور معنی میں کوئی ابہام نہ ہوگا اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جائے
کہ بادشاہ نے اپنی رعیت اور زید کو حکم دیا حالانکہ ان کا درجہ تکلم مختلف ہوتا ہے۔
بعض سے بادشاہ بالمشافہ کلام کرتا ہے اور بعض سے بذریعہ ارسال یہی حال
خطاب خداوندی کا ہے کہ ابلیس سے خطاب بذریعہ ارسال کیا اور جملہ ملائکہ
سے بالمشافہ اگر کوئی شبہ کرے کہ خدا تعالیٰ کا شیطان پر غضب فرمانا اور اس کا
نافرمان ہونا یہ عدم تکلم مع ابلیس کی دلیل کیسے بن سکتی ہے حالانکہ قرآن کریم
میں ہے " ویوم ینادیھم فیقول الخ وقال اخسئوا فیھا " اس سے معلوم ہو
رہا ہے کہ خدا تعالیٰ غضب کے باوجود بھی کلام فرماتے ہیں نیز یہ بھی ہے کہ
غصہ میں کلام کرنا یہ تشریف مخاطب کے قبیل سے نہیں ہے بلکہ انتقامی طور
پر ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بادشاہ اپنے ماتحت کو برا بھلا کہے اور اس کے قتل کا
حکم دیدے اس کو کوئی بھی انسان اکرام پر محمول نہیں کر سکتا اس کا جواب یہ ہے
کہ بڑے کا کلام کرنا یہ مخاطب کی عزت ہی شمار ہوتی ہے اگرچہ وہ کلام وعید آمیز

ہی کیوں نہ ہو یہی وجہ ہے کہ بادشاہ جس پر ناراض ہوا ہے اس سے کلام نہیں کرتا بلکہ اس کو اپنے ماتحتوں کے سپرد کر دیتا ہے خدا تعالیٰ کا کلام مخاطب کے لئے شرف کا باعث ہوتا ہے اس کی دلیل قرآن کی آیت ہے " لا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم" الخ دوسری آیت میں " وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الخ" ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا کلام فرمانا یہ مخاطب کے لیئے باعث شرف ہوتا ہے اور جواب ان کا جنہوں نے "یوم ینادیھم" سے استدلال کیا ہے یہ ہے کہ اس سے مراد بعض ملائکہ کی زبانی ندا دینا ہے چونکہ دوسری آیت میں ہے " لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ " اگر ندا سے مراد کلام لیا جائے گا تو قرآن کریم میں تناقض لازم آئے گا بلکہ دونوں آیتوں کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ "ینادیھم" سے مراد فرشتوں کی زبانی ندا دلوانا ہے نہ کہ خود ان سے کلام فرمانا اس واسطے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے شہر میں ندا دی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کسی خادم کو ندا دینے کا حکم صادر کیا نہ کہ خود اس فعل کو کیا ہو یہی معنی بعینہٖ آیت کریمہ کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی زبانی اعلان کرائیں گے نہ یہ کہ خود ان سے خطاب کریں گے۔ واللہ اعلم۔

۸۶ واں باب

ابلیس اپنے دعویٰ میں کہ میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے غلطی پر تھا۔

جاننا چاہیئے کہ ابلیس نے جو کچھ کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں یہ سب کچھ

لعنت کی بنیاد پر کہا اور اس کا آدم کو سجدہ نہ کرنا اس کا منشا تکبر اور کفر تھا اور آدم سے اس کو حسد تھا اور ابلیس نے اپنے اس باطل دعوے کی دلیل میں جو استدلال کیا ہے کہ میں آدم سے افضل ہوں کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے اور پھر اس پر یہ مرتب کیا کہ افضل شئ ادون کے لئے سجدہ نہیں کر سکتی یہ سب استدلال واہی اور بدیہی البطلان ہے اور اس کے بطلان کی چند وجوہ ہیں۔

اول :۔ آگ کی خاصیت ہے کہ جب اس سے کوئی شی متعلق ہو گی تو اس کو ختم کر دے گی بخلاف مٹی کے کہ اس کی طبع میں یہ فساد نہیں ہے۔

دوم :۔ آگ کی طبع میں خفت ہے تیزی ہے اور سختی ہے اور مٹی کی طبع میں سکون و ثبات اور نرمی ہے۔

سوم :۔ مٹی ہی سے تمام جانوروں کی روزی پیدا ہوتی ہے اور بندوں کے لباس وغیرہ کے مواد اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور رہن سہن کے اسباب بھی اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور آگ سے ان مذکورہ اشیاء میں سے کوئی بھی شی پیدا نہیں ہوتی۔

چہارم :۔ ہر جاندار کے لئے مٹی کا ہونا ضروری ہے نیز مٹی سے پیدا ہونے والی اشیاء ہر جانور کے لئے ضروری ہیں اور تمام بہائم کو آگ کی کبھی بھی ضرورت نہیں پڑتی نیز بسا اوقات انسان کو بھی مہینوں تک آگ کی ضرورت واقع نہیں ہوتی۔

پنجم :۔ جب مٹی میں غلہ کا دانہ ڈال دیا جاتا ہے تو مٹی کی پرورش سے کئی گنا غلہ پیدا ہوتا ہے یہ گویا مٹی کی سخاوت ہے کہ اس نے ہم کو کئی گنا غلہ واپس کیا اور اگر آگ میں ڈال دیا جائے تو بجائے کئی گنا واپس کرنے کے اس کو بھی جلا کر راکھ بنا دے گی اور اس کے وجود کو فنا کر دے گی۔

ششم :۔ آگ فی نفسہ موجود نہیں ہو سکتی جب تک کسی محل کے ساتھ اس کو قائم نہ کیا جائے اور وہ محل اس کا حامل بنتا ہے جیسا کہ لکڑی کوئلہ وغیرہ اور مٹی اپنے

وجود میں کسی محل کی محتاج نہیں ہے پس مٹی اس استغناء کی وجہ سے آگ سے اکمل ہے اور آگ احتیاج الی المحل کی وجہ سے مٹی کے مقابلہ میں ادون ہے۔

ہفتم:۔ آگ اپنے وجود میں مٹی کی محتاج ہے اور مٹی اس کی محتاج نہیں ہے چونکہ آگ جس محل کے ساتھ قائم ہوتی ہے یا تو وہ محل مٹی کے اندر موجود ہوتا ہے جیسا کہ کوئلہ وغیرہ اور یا مٹی سے اس کی پیداوار ہوتی ہے جیسا کہ لکڑی پس اس اعتبار سے آگ مٹی کی محتاج اور مٹی آگ سے مستغنی ہے۔

ہشتم:۔ مادہ ابلیسیہ بھڑکتا ہوا شعلہ ہے اور اس کا ضعیف ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس کو ہوا اڑاتی ہے اور جس طرح ہوا مائل ہوتی ہے اسی طرح شعلہ بھی مائل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے پیدا ہونے والی مخلوق پر اہواء نفسانی کا غلبہ ہے اور یہ مخلوق اس کے سامنے مقہور و مامور ہے۔ اور چونکہ مادہ آدمیت مٹی ہے اور یہ قوی ہے ہوا کے ساتھ مائل نہیں ہوتی اس وجہ سے اہواء نفسانی پر اس سے پیدا ہونے والی مخلوق کا مکمل کنٹرول ہے اور یہ مخلوق اپنے خالق کی طرف متوجہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو اپنا مخصوص بنا کر اس کو رسالت کیلئے منتخب فرماتے ہیں اور مادۂ آدمیت کے ساتھ جو ہوا ہوتی ہے وہ عارضی ہوتی ہے سریع النزول ہوتی ہے پس وہ زائل ہو جاتی ہے اور مضبوطی چونکہ مادۂ آدمیت کے لئے اصلی ہے اس لئے وہ اسی کی طرف لوٹ آتا ہے اور ابلیس کا حال اس کے برعکس ہے پس چونکہ آدمی کا مادہ طیب و شریف ہے اس کے اندر شرافت ہوتی ہے اور لعین ابلیس کا مادہ خبیث کثیف ہے اس کے اندر رذالت ہوتی ہے۔

نہم:۔ اگرچہ آگ میں کچھ نفع بھی ہے مگر اس میں شر پوشیدہ ہے جس کو بلا شدید بندش کے دور نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس کی بندش کا نظم نہ کیا جائے

تو یہ تمام کھیتوں کو جلا کر راکھ بنا دے بلکہ تمام دنیا کو جلا کر فنا کر دے اور مٹی میں خیر و برکت مخفی ہے جب بھی اس کو الٹ پلٹ کر کے اس میں کوئی چیز ڈالی جائے گی تو اس کا ثمرہ خیر ظاہر ہوگا اس سے واضح ہو گیا کہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

دہم: قرآن کریم میں زمین کا تذکرہ بہت زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے منافع بھی شمار کرائے ہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا ہے اور یہ تمہارے لیے گہوارہ ہے اور ہم نے بہترین انداز سے اس کو بچھایا ہے اور یہ تمہارے منافع کے لئے قرار کئے ہوئے ہے نیز اللہ تعالیٰ نے عجائب ارض میں تفکر کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے اندر جو چیزیں ودیعت کی گئی ہیں ان میں غور و فکر کرنے کا حکم فرمایا ہے اور آگ کا تذکرہ قرآن کریم میں عذاب و عتاب کے مواقع میں کیا گیا ہے صرف ایک دو جگہ اس کو متاع و تذکرہ فرمایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے "تذکرۃ و متاعا للمقوین" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی اور آگ میں شدید تفاوت ہے۔

یازدہم: ـــ اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ مٹی کو برکت کے ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے "بارک فیھا وقدر فیھا اقواتھا" اس میں اللہ تعالیٰ نے ارض کی برکت عامہ کا ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ برکت خاصہ کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے "ونجینا ولوطا الی الارض اللتی بارکنا فیھا للعالمین" برخلاف آگ کے اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی اس کے بارے میں برکت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ مشاہدہ سے واضح ہوتا ہے کہ آگ برکت کو ختم کرنے والی فنا کرنے والی شی ہے۔

دوازدہم: ـــ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک گھر جن میں اس کا نام لیا جاتا ہے یعنی مساجد ان کو بھی زمین پر ہی قائم فرمایا اور بیت الحرام جس میں لوگ طواف کرتے ہیں اس کو بھی زمین ہی میں بنایا ہے صرف بیت اللہ کا زمین میں ہونا ہی زمین کے شرف کے لئے کافی تھا چہ جائیکہ اس میں مساجد قائم کی جائیں۔

سیزدہم :۔ جس قدر ابحار و انھار ہیں اور اشجار و اثمار ہیں اور دیگر معادن ہیں اور تمام حیوانات کی اقوات وغیرہ سب کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کیا ہے اور آگ میں ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے یہ بین دلیل ہے آگ کے مفضول ہونے کی اور مٹی کے افضل ہونے کی۔

چہاردہم :۔ آگ ان اشیاء کے لئے خادم ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں پس اس اعتبار سے آگ کی حیثیت ایک خادم کی ہوئی پس یہ مٹی کے تابع ہوگئی اور مٹی کو جب اس کی ضرورت نہ ہوگی اس کو اپنے پاس سے بھگا دے گی اور جب ضرورت ہوگی تو اس طرح بلائے گی جس طرح مخدوم خادم کو بلایا کرتا ہے۔

پانزدہم :۔ ابلیس لعین نے اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے مٹی سے تیار شدہ ایک صورت کو دیکھ کر اس پر حقیر ہونے کا حکم لگا دیا یہ نہ دیکھا کہ وہ صورت دو چیزوں سے مرکب ہے اور دوسری شی اس میں ایسی ہے جس سے سب جاندار وجود میں آئے ہیں یعنی پانی اگر وہ اس کو دیکھتا تو ہرگز آگ کو مٹی سے افضل نہ کہتا اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ عنصر ناری عنصر ترابی سے افضل ہے اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ آگ سے پیدا ہونے والی مخلوق بھی تراب سے پیدا ہونے والی مخلوق سے افضل ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ وہ ایک مفضول مادے سے افضل مخلوق پیدا فرما دیں۔ پس اعتبار غایت کا ہے نہ کہ مادہ کا پس لعین کی نظر مادہ سے آگے نہ بڑھ سکی اور وہ کمالِ خلقت پر نظر نہ کر سکا۔ واللہ اعلم

۸۷ واں باب

شیاطین کے وسوسہ ڈالنے کی کیفیت کا بیان

فرمایا اللہ تعالیٰ نے "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" الخ اس سورت میں اس

چیز سے پناہ چاہنے کا حکم ہے جو تمام معاصی کا سبب ہے اور اس کی وجہ سے بندہ عقوبات دنیویہ واخرویہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ سورۃ فلق اس شر سے استعاذہ پر مشتمل ہے کہ جس کے ذریعہ بندہ دوسرے پر ظلم کرتا ہے جیسا کہ سحر کرنا حسد کرنا یہ دونوں چیزیں خارجی شر میں داخل ہیں ان سے سورۃ فلق میں پناہ چاہنے کی تعلیم دی گئی ہے اور سورۃ ناس میں بندہ کے داخلی شر سے پناہ چاہنے کی تعلیم دی گئی ہے پس پہلے شر کا بندہ مکلف نہیں ہے اور نہ ہی اس سے باز رہنے کی باز پرس ہوگی چونکہ اس میں بندہ کے کسب کو کوئی دخل نہیں ہے دوسرا شر البتہ بندہ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی نہی کا بندہ مکلف ہے وسواس اور خناس یہ دو نوں شیطان کے وصف ہیں خفیہ طور سے کسی شی کو قلب میں ڈالنا اور قلب کو اس پر آمادہ کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ وسواس یا وسوسہ شیطان کا ایک خفی کلام ہوتا ہے جس کا قلب ادراک کر لیتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ کلام وہی ہو جس کو انسان کسی چیز میں فکر کرنے کے وقت ادراک کرتا ہے اور شیطان اس کو انسان کے بدن میں پیدا کر دیتا ہے جس سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے امام احمد ابن حنبل کے اس کلام کا مطلب کہ شیطان آسیب زدہ کی زبان سے کلام کرتا ہے یہی ہے اگرچہ متکلمین اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں شیطان انسان کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ جسد واحد میں دو روحوں کا اجتماع ناممکن ہے اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ شیطان تو نار ہے اور نار کی صفت احراق ہے تو اگر شیطان کے دخول فی بدن الانسان کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے لازم آئے گا بدن انسان کا جل جانا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے پس معلوم ہوا شیطان انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ آگ فی نفسہ جلانے کی صلاحیت نہیں رکھتی بلکہ اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اس میں یہ صفت پیدا فرماتے رہتے ہیں پس ممکن ہے

کہ جب شیطان انسان کے بدن میں داخل ہوتا ہو تو اس کی یہ صفت احراق ختم کردی جاتی ہو۔ شیطان کے انسان کے بدن میں داخل ہونے کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حدیث میں آتا ہے "یجری من ابن آدم مجری الدّم" اگر کوئی اس حدیث سے اس کے وساوس مراد لے کر یہ کہے کہ اس سے مراد شیطانی وساوس ہیں نہ کہ نفس شیطان جیساکہ قرآن میں دوسری جگہ ہے " و فی قلوبھم العجل " مراد اس سے عجل کی محبت ہے نہ کہ نفس عجل پس یہی حال شیطان کے بدن انسان میں داخل ہونے کا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بغیر داخل ہوئے وساوس کا پیدا کرنا محال ہے چونکہ خارج سے وسوسہ پیدا ہونے کی ایک شکل ہو سکتی ہے کہ شیطان آواز دے اور شیطان کی آواز مسموع نہیں ہے لہذا شیطان کا بدن انسان میں داخل ہونا ہی راجح واضح ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ شیطان انسان کو مخبوط الحواس بنا دیتا ہے اور ایسا ہی مخبوط الحواس شخص جو حرکت کرتا ہے وہ شیطان ہی کا فعل ہوتا ہے پس ممکن ہے یہی حال اس کے وسوسہ کا ہوتا ہو کہ وہ اس کو پیدا کر دیتا ہو اور خود داخل بدن انسان نہ ہوتا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک فاعل کسی محل میں نہ ہوگا اس کا فعل اس محل میں واقع نہیں ہو سکتا پس مجنون وغیرہ کی حرکت حسب عادت ذاتی ہوتی ہے اور شیطان اس کا محرک ہوتا ہے اور اگر اس کو کسبی نہ کہا جائے گا تو اس کا مضطر ہونا لازم آئے گا۔

فصل:- ابن عقیل فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سوال کرے کہ شیطان کس طرح پہونچ کر وسوسہ ڈالتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وسوسہ شیطانی دراصل ایک قسم ہے کلام خفی کی جس کی طرف طبائع انسانی متوجہ ہوتی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ اس کا جسم لطیف ہے اس لیے وہ انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے اور انسانی نفس میں افکار و خیالات

القاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "یوسوس فی صدور الناس" یعنی شیطان قلوب بنو آدم میں وساوس پیدا کرتا ہے اگر کوئی ان دونوں تاویلوں کی تکذیب کرے اور یوں کہے کہ اگر وہ کلام کرتا تو ضرور سُنا جاتا اور اس کا جسم میں داخل ہونا اس سے تداخلِ اجسام لازم آتا ہے لہذا یہ دونوں باطل ہیں نیز ابلیس نار سے مخلوق ہے اس کے داخل ہونے سے احراق لازم آئے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان کا کلام کرنا اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کی طرف انسانی طبائع مائل ہوتی ہیں جیسا کہ جادو کے اثر سے مسحور کی طرف نفس انسانی مائل ہو جاتا ہے یہی حال اس کے کلام کا ہے اور یہ کہنا کہ اس کے داخل ہونے سے انسان کے بدن میں احتراق و تداخلِ اجسام لازم آئے گا یہ غلط ہے چونکہ جنات کا آگ سے پیدا ہونا اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ بھی بعینہٖ آگ ہیں اور تداخل اجسام اس وقت ممکن ہے جبکہ ایک جسم لطیف ہو اور ایک کثیف جیسا کہ روح کا جسم میں داخل رہنا اور ہوا کا اجسام میں داخل ہونا یہ اس طرح وہ بھی ممکن ہے۔

فصل:۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے "من الجنۃ والناس" علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں جن وانس سے کیا مراد لیا گیا ہے کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد وہ جن وانس ہیں جن کے قلوب میں شیاطین وساوس ڈالتے ہیں یعنی جس طرح انسانوں کے قلوب میں شیاطین وسوسے ڈالتے ہیں اس طرح جنات کے قلوب میں بھی وسوسے ڈالتے ہیں یہ توجیہہ نہایت ہی ضعیف ہے چند وجوہ سے۔

اول:۔ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے کہ جس طرح انسانوں کے قلوب میں شیاطین وسوسے ڈالتے ہیں اسی طرح جنات کے قلوب میں بھی ڈالتے ہوں گے

اور جس طرح شیاطین انسان کے بدن میں داخل ہو جاتے ہیں اسی طرح جنات کے بدن میں بھی داخل ہو جاتے ہوں گے چونکہ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے لہذا آیت کو اس پر حمل کرنا بھی درست نہ ہوگا۔

دوم:۔ لفظی اعتبار سے بھی یہ توجیہہ درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ آیت یہ ہے "الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس" لفظ ناس کی تفسیر لفظ ناس ہی سے کرنا مہمل ہے جو قرآن کے اسلوب بیان سے بہت بعید ہے۔

سوم:۔ یہ ہے کہ لفظ ناس کی تفسیر کی ہو "من الجنة والناس" سے اور یہ دونوں اس کی دو قسمیں قرار پا دیں اس صورت میں قسم اور قسیم کا ایک ہونا لازم آئے گا اور یہ ناجائز ہے چونکہ ایک ہی شئی قسم اور قسیم دونوں نہیں ہو سکتی۔

چہارم:۔ لفظ ناس کا اطلاق جنات پر کرنا کسی بھی اعتبار سے صحیح نہیں ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ قرآن کریم میں جنات پر لفظ رجال بولا گیا ہے لہذا لفظ ناس کے اطلاق میں کوئی امتناع نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ دونوں لفظ قریب المعنی سمجھے جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جنات پر لفظ رجال کا بولا جانا یہ رجال انس کے مقابلے میں واقع ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہے "وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن" اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لفظ رجال کا اطلاق جنات پر ہر حال میں ہو سکتا ہے یہ استعمال ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جائے لکڑی کا آدمی یا پتھر کا آدمی اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر پتھر اور لکڑی کو آدمی کہہ سکتے ہیں۔ یہی حال اس کا ہے نیز جنات پر لفظ رجال کے اطلاق سے لفظ ناس کا اطلاق لازم نہیں آتا چونکہ آیت صراحت کر رہی ہے کہ جنات لفظ ناس کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں چونکہ آیت میں جن و انس کا تقابل کیا گیا ہے جس کے صریح معنی یہ ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کے مفہوم میں داخل نہیں ہے "من الجنة والناس" کے صحیح معنی

یہ ہیں کہ وسوسہ ڈالنے والے دو قسم کے لوگ ہیں جن اور انس جس طرح جنات انسان کے قلب میں وسوسہ ڈالتے ہیں اسی طرح انسان بھی انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ وسوسہ ڈالنے والے دو ہیں اور جس کے دل میں وسوسہ ڈالا جاتا ہے وہ ایک ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ وسوسہ کلام خفی کے القاء کو کہتے ہیں اور یہ فعل جن و انس دونوں میں مشترک ہے اس توجیہہ سے مذکورہ بالا تمام اشکال رفع ہو جائیں گے اور آیت کے صحیح معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین جن و انس ہر دو قسم کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے اور پہلی توجیہہ پر صرف شیاطین جن سے پناہ مانگنا مقصود ہوگا حالانکہ قرآن بتلاتا ہے کہ شیاطین دو قسم کے ہیں شیاطین انس شیاطین جن جیسا کہ ارشاد باری ہے "وکذالک جعلنا لکل نبی عدوًا شیاطین الانس والجن" الخ"

فصل:- معاویہ ابن طلحہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے "اللھم اعمر قلبی من وساوس ذکرک واطرد عنی وساوس الشیطان" یعنی اے اللہ میں تیرے ذکر سے اپنے قلب کو معمور کرتا ہوں اور وساوس شیطانی کو دور کرتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد خداوندی "الوسواس الخناس" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شیطان کی شکل نیولا کی طرح ہے اپنا منہ انسانی قلب کے دہانے پر رکھتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے جب آدمی خدا کا ذکر کرتا ہے تو الگ ہو جاتا ہے اور جب خاموش ہو جاتا ہے تو پھر آ جاتا ہے "الوسواس الخناس" کے یہی معنی ہیں

عروہ ابن رویم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا کہ اے اللہ مجھ کو دکھلا دے کہ شیطان انسان کو کس طرح بہکاتا ہے آپ پر حال منکشف ہو گیا آپ نے دیکھا کہ اس کا منہ سانپ کے منہ کی طرح ہے انسان کے قلب پر

اس کو رکھے رہتا ہے جب انسان خدا کا ذکر کرتا ہے تو سر کو الگ کر لیتا ہے اور جب ذکر اللہ کو ترک کر دیتا ہے تو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے "من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس"

عمر ابن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ تعالیٰ مجھ کو دکھلا دے کہ شیطان کس طرح وسوسے ڈالتا ہے پس اس کو ایک مصنوعی جسم نظر آیا جو نہایت ہی شفاف تھا اس نے دیکھا کہ شیطان قلب کے محاذات میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کی سونڈ مچھر کے سونڈ کی طرح ہے اس کو قلب کے اندر داخل کیے ہوئے ہے جب خدا کا ذکر ہوتا ہے تو اس کو نکال لیتا ہے اور جب بندہ غفلت کرتا ہے تو پھر اسی جگہ داخل کر دیتا ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت گردن کی جڑ کے پاس تھی چونکہ آپ معصوم تھے اور شیطان اس جگہ سے انسان کے بدن میں داخل ہو کر وسوسے ڈالتا ہے۔

ابو جوزاء فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ شیطان انسان کے قلب کو لازم پکڑے رہتا ہے اور اس کو خدا کا ذکر نہیں کرنے دیتا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بہت سے لوگ پورا پورا دن خدا کا نام نہیں لیتے مگر جبکہ ان کو قسم کھانی پڑے اس وقت نام لیتے ہیں۔ شیطان صرف لا الہ الا اللہ سے بھاگتا ہے پھر آپ نے "واذ ذکرت ربک فی القرآن وحدہ ولوا علی ادبارھم نفورا" تلاوت فرمائی یعنی جب آپ اپنے رب کا نام لیتے ہیں تو کفار و شیاطین پیٹھ دے کر بھاگتے ہیں۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم فرمایا کرتے تھے کہ شیاطین

مکھیوں کی طرح انسان کے قلب کے پاس جمع ہوتے ہیں اگر ان کو بھگایا نہ جائے تو فساد برپا ہو جاتا ہے۔

انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنی چونچ انسان کے قلب پر رکھے رہتا ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو الگ ہٹ جاتا ہے ورنہ اس کو غافل بنائے رہتا ہے۔

عبداللہ ابن عمرو فرماتے ہیں کہ ابلیس زنجیروں میں بندھا رہتا ہے جب وہ حرکت کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں زمین پر جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ ابن ربیعہ فرماتے ہیں کہ سب سے نیچے والی زمین میں بندھا پڑا رہتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آکر پوچھتا ہے کہ تجھ کو کس نے پیدا کیا خود ہی جواب دیتا ہے کہ اللہ نے پھر کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب یہ وسوسہ دل میں آئے تو فوراً یہ کہنا چاہیئے "اٰمنت باللہ ورسولہ" اس کے کہنے سے وہ وسوسہ جاتا رہے گا

جریر ابن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ مجھ کو وساوس زیادہ آیا کرتے تھے میں نے علاء بن زیاد سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ شیاطین کی مثال چوروں کی سی ہے۔ جب وہ کسی گھر سے گذرتے ہیں اور اس میں خیر دیکھتے ہیں تو اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کچھ نہیں پاتے تو اس سے تعرض نہیں کرتے مطلب یہ ہے کہ وساوس سے پریشان نہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ غیر اختیاری ہوتے ہیں ان پر مواخذہ نہیں ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کے وسوسہ سے خدا کی پناہ مانگو۔

اُبی ابن کعب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں

جو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اس کا نام ولعان ہے اس سے بچتے رہو ایک روایت میں ہے کہ وضو کے شیطان کا نام ولعان ہے جو لوگوں کو وضو کرتے وقت ہنساتا ہے طاؤس فرمایا کرتے تھے کہ وہ سب سے بڑا شیطان ہے۔

عبداللہ ابن مغفل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل خانہ میں پیشاب مت کیا کرو کیونکہ اس سے عموماً وساوس پیدا ہوتے ہیں طہارت وعدم طہارت کے اعتبار سے ابوالحسن فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اس سے وساوس بھڑکتے ہیں۔ سعید فرماتے ہیں کہ عذر کے وقت غسل خانہ میں پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے عثمان ابن ابوالعاص فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ جب میں نماز میں قرأت کرتا تو شیطان آکر مجھ کو گڑبڑ کرادیتا ہے جس سے میری نماز میں شک ہوجاتا ہے آپ نے فرمایا وہ شیطان اس کا نام خنزب ہے جب تو یہ حالت محسوس کرے تو اعوذ باللہ پڑھ کر تین بار بائیں جانب تھتھکار دے میں نے ایسا ہی کیا اللہ نے یہ حالت ختم کردی۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ ابلیس مایوس ہوچکا کہ لوگ اس کی عبادت کریں مگر فساد کراتا رہے گا ایک روایت میں ہے کہ جزیرۃ العرب میں ابلیس اپنی پرستش کرانے سے مایوس ہوچکا حارث بن قیس فرماتے ہیں کہ جب شیطان نماز میں آکر یہ وسوسہ ڈالے کہ تو دکھلاوے کی نماز پڑھ رہا ہے تو تم نماز کو لمبی کردو یعنی یہ وسوسہ نماز کو لمبی کرانے کے لئے ڈالتا ہے۔ مخلد بن الحسین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جن احکام کا حکم دیا ہے فرمایا شیطان ان میں آکر دو باتوں میں سے ایک ضرور پیدا کرتا ہے یا تو غلو کراتا ہے اور یا کمی کراتا ہے۔ ابوحازم کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا اے ابوحازم شیطان میرے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور سب سے سخت یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس سے مجھ کو زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ ابوحازم نے اس شخص

سے کہا کیا تو نے میرے پاس آکر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی تھی اس شخص نے یہ سُن کر فوراً کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو کبھی بھی تمہارے پاس آکر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی آپ نے کہا کہ جس طرح تو نے اب قسم کھائی ہے اس طرح شیطان کے وسوسہ کے وقت قسم کھا لیا کر پھر وسوسہ نہ آئے گا (از مترجم) یہ عمل مجرب ہے کہ جب شیطان کسی غیر واقع امر کا وسوسہ ڈالے تو فوراً یہ سوچ لو کہ ہم نے یہ کیا ہی نہیں انشاء اللہ اس کا وسوسہ ختم ہو جائے گا اور جاتا رہے گا۔ واللہ اعلم۔

۸۸واں باب

انسان اپنے دل میں جو سوچتا ہے اگرچہ وہ کسی سے ظاہر نہ کرے مگر شیطان لوگوں کو اس کی خبر دے دیتا ہے

عبداللہ ابن حنظب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب کے دل میں کسی عورت کا خیال پیدا ہوا آپ نے اس کا کسی سے بھی اظہار نہیں فرمایا تھا آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ نے فلانی عورت کے بارے میں یوں کہا ہے کہ وہ نہایت ہی حسین ہے آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھ سے کس نے کہا اس نے کہا کہ لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے آپ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے کسی سے اس کا اظہار نہیں کیا تھا پھر فرمایا کہ ہاں میں سمجھ گیا لعین شیطان نے اس کا چرچا کیا ہے۔

ابوالجوزاء فرماتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے روز اپنی بیوی کو طلاق دی اور دل میں سوچا کہ آنے والے جمعہ کے روز اس سے مراجعت کر لوں گا اور میں نے اس کی خبر کسی کو نہیں دی میری بیوی نے کہا کہ کیا آپ مجھ سے مراجعت کریں گے میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے میں نے اس کا کسی سے بھی تذکرہ نہیں کیا پھر مجھ کو حضرت ابن عباس کا قول یاد آ گیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی کا شیطان دوسرے آدمی کے شیطان

سے ذکر کر دیتا ہے جس وجہ سے بات کی شہرت ہو جاتی ہے۔

حجاج ابن یوسف کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کے بارے میں جادوگر ہونے کا شبہ تھا اس نے پوچھا کہ کیا تو جادوگر ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ حجاج نے کچھ کنکریاں شمار کر کے اپنی مٹھی میں دبالیں اور اس سے معلوم کیا کہ بتاؤ میری مٹھی میں کتنی کنکریاں ہیں اس نے بتا دیا کہ اتنی ہیں اور وہ صحیح بات نکلی پھر دوبارہ بغیر شمار کیے پوچھا کہ اب بتا کتنی ہیں اس نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں ہے حجاج نے کہا کہ پہلی مرتبہ تجھے کس طرح پتا چل گیا تھا اور اب کے نہیں چل سکا اس نے کہا کہ پہلی مرتبہ تو نے گنی تھیں تو تیرے شیطان نے میرے شیطان کو بتا دیا تھا اور اس نے مجھے بتا دیا تھا اور اس بار تو نے نہیں گنا تیرے شیطان کو علم نہیں مجھ کو بھی نہیں ہوا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ میں فلاں بات لکھ کہ کسی کو خبر نہ ہو جب وہ کاتب لکھنے میں مشغول تھا تو ایک مکھی کسی حرف پر آکر بیٹھی اس نے اس کو مارا جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ اڑ گئی جب کاتب باہر آیا تو لوگوں نے کہا کہ تو نے فلاں فلاں بات لکھی ہے اس نے کہا کہ تم کو کیسے علم ہوا انہوں نے کہا کہ ایک لنگڑے حبشی نے بتلایا ہے وہ کاتب امیر معاویہؓ کے پاس آیا اور ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ ان کو کسی لنگڑے حبشی نے بتلایا ہے آپ نے فرمایا تو نے جس مکھی کو مارا تھا وہ شیطان تھا اس نے ہی بتایا ہے۔

۸۹ واں باب

وساوس شیطانی کے چھ درجے ہیں

سبرہ ابن فاکہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شیطان انسان کو ہر طریقہ سے بہکاتا ہے جب انسان اسلام لانا

چاہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو اسلام لاکر اپنے آباء و اجداد کے دین کو چھوڑ رہا ہے
پس بندہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام لے آتا ہے اور جب کوئی ہجرت کا ارادہ
کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے تو اپنے علاقہ کو چھوڑ کر جا رہا ہے بندہ اس کی نافرمانی
کرتا ہوا ہجرت کر لیتا ہے اور جب کوئی بندہ جہاد کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان کہتا
ہے کہ تو اپنے جان و مال کو ضائع کرنے جا رہا ہے تیرے بچے یتیم ہو جائیں گے اور تیری
بیوی دوسرے سے نکاح کرے گی پس بندہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے جہاد کرتا
ہے آپ نے فرمایا جو بھی شخص اس طرح کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو جنت میں
داخل فرمائیں گے اگرچہ وہ ڈوب جائے یا جانور اس کو روند ڈالیں اور وہ چھ
درجے یہ ہیں۔

اول:۔ شیطان کوشش کرتا ہے کہ انسان کو کفر و شرک میں مبتلا کر دے
اور اللہ و رسول سے عناد پیدا کرا دے جب وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو شیطان
کو سکون ملتا ہے اور اس کو چین نصیب ہوتی ہے اور سب سے پہلے وہ اسی
کی کوشش کرتا ہے۔

دوم:۔ بدعت میں مبتلا کرنا بدعت شیطان کو فسق و فجور سے بھی زیادہ پسند
ہے چونکہ بدعت کا ضرر دین پر پڑتا ہے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ بدعت
ابلیس کو معصیت سے زیادہ پسند ہے چونکہ معاصی سے توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے
بدعت سے نہیں ہوتی کیونکہ بندہ اس کو دین گمان کرتا ہے۔

سوم:۔ کبائر یعنی جب بندہ کو بدعت میں مبتلا کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے
تو پھر اس کو مختلف قسم کے کبائر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

چہارم:۔ صغائر جب کبائر میں مبتلا کرنے کا بس نہیں چلتا تو صغائر میں
مبتلا کر دیتا ہے اور صغائر جب بہت زیادہ ہو جاتی ہیں تو بندہ کو ہلاک کر

دیتی ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچتے رہو چونکہ ان کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کچھ جنگل میں جاکر ایک ایک لکڑی چن کر لائیں اور ان کو اکٹھا کر کے آگ جلا کر اپنا کھانا تیار کر لیں یہی حال صغائر کا ہے کہ وہ بندہ کو ہلاک کر دیتی ہیں۔

پنجم :۔ مباحات یعنی جب صغائر میں مبتلا کرنے پر بس نہیں چلتا تو مباحات میں مبتلا کر دیتا ہے یعنی وہ چیزیں جن کے ارتکاب پر نہ ثواب نہ عتاب مگر یہ نقصان ضرور ہوتا ہے کہ جتنا وقت ان میں صرف ہوتا ہے اگر اتنا نیک کام میں کیا جاتا تو ثواب ہوتا مباحات میں مشغول ہونے سے نیک اعمال سے رہ جاتا ہے جو ایک درجہ میں نقصان ہے۔

ششم :۔ مفضول میں مشغول کرنا یعنی جب اس پر بھی بس نہیں چلتا تو افضل کو ترک کرا کے مفضول میں مشغول کر دیتا ہے اور بندہ سے افضلیت کا ثواب فوت کرا کے کچھ راحت اس کو مل جاتی ہے "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" واللہ اعلم۔

۹۰واں باب

کون سے بُرے کام ابلیس کو زیادہ پسند ہیں

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے گمراہ کن لشکر کو پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کسی مسلمان کو گمراہ کر دے میں اس کو تاج پہناؤں گا پھر کوئی شیطان خبر دیتا ہے کہ میں فلاں کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ابلیس کہتا ہے ممکن ہے دوبارہ نکاح کر لے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو والدین کا نافرمان بنا کر چھوڑا ابلیس کہتا ہے کہ ممکن ہے

حسن سلوک سے وہ اس کی مکافات کر دے۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو شراب نوشی میں مبتلا کر کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے تو نے عمدہ کام کیا چوتھا کہتا ہے میں نے فلاں کو زناء میں مبتلا کر کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے تو نے بھی عمدہ کام کیا۔ پانچواں آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کے ہاتھ سے فلاں کو قتل کرا کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے کہ واہ واہ تو نے تو سب سے عمدہ کام کیا۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا کر اپنے چیلوں کو گمراہ کرنے کے واسطے بھیجتا ہے ایک آ کر کہتا ہے میں نے ایسا ایسا کیا وہ کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا دوسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کے درمیان اور اس کی بیوی کے درمیان نزاع کرا دیا ابلیس اس کو اپنے پاس بلاتا ہے اور کہتا ہے تو نے اچھا کیا۔

امام احمد بن حنبل نے بھی اس کو روایت کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عفریت جن سے پوچھا کہ ابلیس کہاں ہے اس نے کہا کہ آپ اس کے بارے میں کچھ حکم فرمائیں گے انہوں نے فرمایا کہ نہیں صرف دیکھنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیے پس وہ جن آگے آگے چل دیا یہاں تک کہ ایک دریا پر پہونچ گئے پس دیکھا کہ ابلیس پانی پر فرش بچھائے اس پر بیٹھا ہوا ہے۔ سلیمان علیہ السلام اس سے سہم گئے اور واپس چل دیئے ابلیس خود آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ میرے بارے میں آپ کو کوئی حکم ملا ہے آپ نے کہا کہ نہیں لیکن میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کون سی چیز تیرے نزدیک سب سے اچھی ہے اور کون سی چیز خدا کے نزدیک سب سے بری ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ میرے پاس نہ آتے تو میں ہرگز نہ بتلاتا اس نے کہا کہ خدا کے نزدیک سب سے بری چیز یہ ہے کہ مرد مرد کے ساتھ بدکاری کرے اور عورت عورت کے ساتھ

اور مجھ کو یہ سب سے زیادہ پسند ہے۔ واللہ اعلم۔

۹۱واں باب

شیطان انسان کو گمراہ کرنے میں کس چیز سے مدد لیتا ہے

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو اچک لیتا ہے جب تک وہ اپنے گھر میں رہیگی خدا کے نزدیک مقرب رہے گی۔ حسین بن صالح فرماتے ہیں کہ شیطان نے عورت سے کہا کہ تو میرا آدھا لشکر ہے اور تو میرا وہ تیر ہے جس سے میرا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا اور میں تجھے سرگوشی کرتا ہوں اور تو میرا قاصد ہے۔ مالک ابن دینار سے مروی ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور عورت شیطان کا پھندا ہے۔ مالک ابن دینار سے یہ بھی مروی ہے کہ دنیا کے مقابلے میں کوئی بھی شی ابلیس کے نزدیک زیادہ معتبر نہیں ہے۔ سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ اللہ نے جو بھی نبی مبعوث کیا ہے شیطان اس کو عورت کے ذریعے سے گمراہ کرنے سے مایوس ہوا ہے جن انبیاء پر شیطان کا یہ پھندا نہیں چل سکا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ شیطان مرد کے تین مقاموں میں رہتا ہے آنکھوں میں دل میں اور شرمگاہ میں اور عورت کے بھی تین مقاموں میں رہتا ہے آنکھوں میں دل میں اور سرین میں مراد یہ ہے کہ ان دونوں کو ان تینوں اعضاء کے ذریعہ گمراہ کرتا ہے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابلیس زمین پر اتار دیا گیا تو اس نے کہا کہ اے رب تو نے مجھے ملعون کر دیا میرا عمل کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جادو اس نے کہا کہ میرا پڑھنا کیا ہوگا اللہ نے فرمایا کہ شعر اس نے

کہاکہ میری کتابت کیا ہوگی اللہ نے فرمایاکہ نقش وغیرہ اس نے کہاکہ میراکھانا کیا ہوگا اللہ
نے فرمایاکہ مردار اور غیر مذبوح جانور اس نے کہاکہ میرا پینا کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایاکہ نشہ
آور اشیاء شراب وغیرہ اس نے کہاکہ میرا مسکن کہاں ہوگا اللہ نے فرمایاکہ حمام وغیرہ
اس نے کہاکہ میری مجلس کہاں ہوگی اللہ نے فرمایاکہ بازار میں اس نے کہاکہ میرا موذن
کیا ہوگا اللہ نے فرمایاکہ باجے اس نے کہاکہ میرے جال کیا ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ عورتیں

سمرۃ ابن جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ شیطان کا سرمہ
ہے اور چٹنی ہے جب آدمی اس کا سرمہ لگالیتا ہے تو اس کی آنکھیں بھاری ہوجاتی ہیں
یعنی اس کو نیک کام میں سستی پیدا ہوجاتی ہے اور جب اس کی چٹنی چاٹ لیتا ہے تو
اس کی زبان سے برے کلمات نکلتے ہیں مطلب یہ ہے کہ نیک کام میں سستی اور فحش
باتیں شیطانی چاٹ کا اثر ہیں۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ شیطان کا سرمہ ہے اور چٹنی ہے
اس کا سرمہ نیند کا آنا ہے ذکر اللہ کے وقت اور چٹنی جھوٹ بولنا ہے۔

خالد ابن صفوان فرماتے ہیں کہ شیطان اپنے مکر کے پھندے ڈالتا ہے شبہات
پیدا کرکے عبادت میں خلل ڈالتا ہے اور شہوت کے ذریعہ ظلم کرتا ہے۔ جب خلل
پیدا کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو دوبارہ شہوت کے ذریعہ حملہ کرتا ہے۔

وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ سیاحین میں ایک عابد تھا شیطان نے اس کو
گمراہ کرنا چاہا مگر اس کا بس نہ چل سکا شیطان نے اس سے کہاکہ تو مجھ سے معلوم کرکہ
میں انسان کو کس چیز کے ذریعہ اغوا کرتا ہوں اس نے کہاکہ بتلا کس چیز سے تو انسان
کو جلدی گمراہ کرتا ہے شیطان نے کہاکہ بخل، شدت اور نشہ سے جب انسان بخیل
بن جاتا ہے تو اس کا مال اس کی نظروں میں کم دکھلائی دیتا ہے جس سے وہ دوسروں
کے اموال میں راغب ہوجاتا ہے اور جب وہ سختی کرتا ہے تو ہم گیند کی طرح اس کو

گھماتے ہیں اگر اس کی دعا سے مردے زندہ ہونے لگیں تب بھی ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے مطلب یہ ہے کہ شدت اور ظلم اس قدر بری چیزیں ہیں اور جب وہ نشہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے ہر قسم کی شہوات کی طرف کھینچتے ہیں جیسا کہ اونٹ وغیرہ کو کھینچا جاتا ہے مراد مکمل تابعداری ہے۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ شیطان ذاکرین کی مجلس کے پاس گھومتا ہے مگر قابو نہیں پاتا پھر دنیا والوں کی مجلس میں آتا ہے ان میں فساد کراتا ہے یہاں تک کہ قتل کی نوبت آجاتی ہے پھر جب ذاکرین ان کے درمیان آتے ہیں تب وہ منتشر ہوتے ہیں اس سے مراد ذکر کی فضیلت ہے کہ شیطان بھی اس مجلس پر اثر نہیں کرتا

ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس نے شیاطین کو اصحاب رسول کے پاس بھیجنا شروع کیا کہ جا کر ان کو بہکاؤ انہوں نے ہر چند کوشش کی مگر ان کا بس نہ چل سکا جب ابلیس نے ان کے صحیفے خالی دیکھے تو شیاطین سے پوچھا کہ کیا بات ہے تم کسی کو بھی گمراہ نہ کر سکے انہوں نے کہا کہ ایسے مضبوط لوگ ہم کو آج تک نہیں مل سکے ابلیس نے کہا کہ ان کو چھوڑو عنقریب وہ لوگ دنیا کے مالک بنیں گے اس وقت تم کو خوب موقع مل جائیگا۔

عبید اللہ ابن موہب فرماتے ہیں کہ ابلیس سے کسی نبی نے پوچھا کہ اے ابلیس کس چیز سے انسان کو تو قابو میں کرتا ہے اس نے کہا کہ غضب و ہواء نفسانی کے وقت انسان پر میرا مکمل قابو ہوتا ہے۔ خیثمہ فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ شیطان کہتا ہے کہ انسان مجھے کس طرح قابو میں کر سکتا ہے جب وہ مجھ سے راضی ہوتا ہے تو میں اس کے قلب میں ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ناراض ہوتا ہے تو میں اس کے سر پر ہوتا ہوں اس کی تائید بخاری شریف کی ایک روایت ہے اس سے ہوتی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے وصیت

فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کرنا اس نے چند بار اس طرح کہا آپ نے اس کو بار بار یہی جواب دیا کہ غصہ مت کرنا۔ ایک حدیث میں ہے کہ دو آدمیوں نے حضور کی مجلس میں آپس میں گالم گلوچ شروع کی اُن میں سے ایک کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سُرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اس کو کہہ دے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے وہ کلمہ" اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم " ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ غصہ شیطان کی جانب سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے جب تم کو غصہ آئے تو وضو کر لو۔ علامہ مجامعی نے لباب میں غصہ کے وقت وضو کو مستحب قرار دیا ہے۔ شوافع کا کہنا ہے کہ علامہ کے علاوہ کسی اور نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے صرف وہی استحباب وضو کے قائل ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔" خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین واما ینزغنک من الشیطن نزغ فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم " شیطان انسان کو آمادہ کرتا ہے کہ غضب کے وقت ناپسندیدہ کلمات اپنی زبان سے نکالے جب آدمی غضب کے وقت ناپسندیدہ کلمات بول دیتا ہے تو اس سے اس کے غصہ کی حرارۃ جاتی رہتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مکرہ اکراہ کے وقت مکرہ الیہ پر عمل کر کے اکراہ کے ضرر سے اپنی جان بچا لیتا ہے۔ واللہ الموفق

۹۲ واں باب

شیطان جماعت مسلمین سے مخالفت کرنے والے کے ساتھ رہتا ہے

حضرت عمرؓ ابن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے جنت کا خواہاں ہو اس کو جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا چاہئے کیونکہ

کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور جب دو ہو جاتے ہیں تو الگ ہو جاتا ہے
(ترمذی، مسند احمد ابن حنبل)

حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے (امداد نصرتِ خداوندی ہے) اور شیطان مخالفِ جماعت کے ساتھ رہتا ہے۔

اسامہ ابن شریک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے جب کوئی شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے تو شیاطین اس کو اس طرح اچک لیتے ہیں جس طرح ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کو بھیڑیا اٹھا لے جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ سیدھا رستہ اللہ کا ہے پھر آپ نے دائیں بائیں بہت سے خطوط بنائے اور فرمایا کہ یہ سب شیاطین کے راستے ہیں ہر راستہ پر شیطان مقرر ہے جو لوگوں کو اس کی طرف بلاتا ہے پھر آپ نے آیت "وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ" تلاوت فرمائی

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسا کہ بکریوں کا بھیڑیا دور والی اور الگ ہونے والی بکری کو اٹھا کر لے جاتا ہے پس بچو تم مختلف فرقے بنانے سے اور ایک ہو کر رہو اور نماز پڑھتے رہو۔

۹۳ واں باب

عالم شیطان پر بھاری ہوتا ہے

ترمذی شریف میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ایک فقیہہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھی بھاری ہوتا ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک عابد اور ایک عالم کی آپس میں دوستی تھی۔ شیاطین نے ابلیس سے کہا کہ ہم ان میں تفریق نہیں ڈال سکتے پس ابلیس لعین نے کہا کہ میں ان کو بہکاؤں گا۔ پس ابلیس عابد کے راستے پر بیٹھ گیا جب وہ عابد وہاں سے گذرا تو شیطان ایک دیندار بوڑھے کی شکل میں چہرہ پر سجدہ کا نشان بنائے ہوئے آیا اور عابد سے کہا کہ میرے دل میں ایک وسوسہ پیدا ہو رہا ہے پس میں آپ سے اس کا علاج چاہتا ہوں عابد نے کہا کہ پوچھ اگر مجھے علم ہوگا تو بتلا دوں گا ابلیس نے کہا کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ تمام آسمان و زمین دریا و پہاڑ ان سب کو ایک انڈے میں جمع کر دیں اور نہ انڈے کو بڑا بنا دیں اور نہ آسمان و زمین کو چھوٹا بنا دیں یعنی دونوں چیزیں اپنی اصلی ہیت پر رہیں۔ اس عابد نے بطور تعجب کہا کہ بغیر کوئی زیادتی کیئے اور تعجب میں وہیں ٹھیر گیا جب کافی دیر تک کوئی جواب نہ بن سکا تو ابلیس نے کہا اچھا جائیے پھر ابلیس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ عابد کو تو میں نے ہلاک کر دیا کہ وہ قدرت خداوندی میں شک میں مبتلا ہو گیا پھر ابلیس عالم کے راستہ پر بیٹھ گیا اور اس عالم سے بھی یہی سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو ایک انڈے میں جمع کر سکتا ہے بغیر ان میں کمی زیادتی کیئے اس عالم نے کہا کہ بیشک کر سکتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ابلیس نے پھر دوبارہ بطور انکار کہا کہ بغیر کمی زیادتی کیئے اس عالم نے جھڑک کر بلند آواز کے ساتھ کہا کہ ہاں ہاں بغیر زیادتی و کمی کیئے پھر اس کو یہ آیت سنائی ؎ انما امرہ

اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون " ابلیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس پر بس نہ چل سکا یہ تو بہت ہوشیار ہے۔

۹۴ واں باب

شیطان کا مومن کی وفات پر شدت سے رونا کیونکہ وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور موت کے وقت اس کو بہکانے کی کوشش کرنا

صفوان فرماتے ہیں کہ جب مومن مر جاتا ہے تو شیطان اس کے گھر والوں سے بھی زیادہ زور سے اس پر گریہ وزاری کرتا ہے کیونکہ اس کو بہکانے کا موقع نکل جاتا ہے۔

صالح ابن احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کے انتقال کا وقت آیا تو میں ان کے پاس تھا وہ بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں۔ میں نے کہا ابا جان یہ کیا کہہ رہے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ شیطان میرے سرہانے کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے نکل گیا میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی نہیں جب تک جان نہ نکل جائے یعنی جب تک ایمان پر خاتمہ نہ ہو جائے۔

ابو داؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔
" اعوذ بک ان یتخبطنی الشیطن عند الموت " یعنی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان موت کے وقت مجھ کو گمراہ نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ثابت قدمی عطا فرمائے۔

۹۵ واں باب

موت کے وقت شیطان کے نرغہ سے مومن کے سلامت رہ جانے پر ملائکہ کا تعجب کرنا۔

عبدالعزیز ابنِ رفیع فرماتے ہیں کہ جب مومن کی روح آسمانوں میں جاتی ہے تو ملائکہ علیہم السلام فرماتے ہیں کہ یہ شخص شیطان سے کس طرح بچ آیا اس کا شیطان سے بچ جانا بڑی عجیب بات ہے۔ ابوالفرج ابنِ جوزی فرماتے ہیں چونکہ شیاطین قلب انسان پر پورا قابو رکھتے ہیں اس کے باوجود اس کے نرغہ سے بچ جانا اور بحالت سلامتی ایمان مرجانا تعجب کی بات ہے اسی وجہ سے ملائکہ علیہم السلام کو اس کے ایمان سے تعجب ہوتا ہے۔ وباللہ التوفیق

۹۶ واں باب

شیطان نے سب سے پہلے کون سے افعال پہلے کیئے

علامہ ابنِ سیرین فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا اور قیاس ہی کے نتیجے میں لوگوں نے چاند سورج پوجنے شروع کیئے۔ حسن بصری نے بھی یہی فرمایا ہے کہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے اور آدم کے درمیان غور کیا اور اپنے آپ کو آدم سے افضل سمجھ کر حکم خداوندی کے باوجود سجدہ سے انکار کر دیا حالانکہ حکم خداوندی کے سامنے قیاس نہیں چلتا اور اس کا قیاس کرنا فی

فی نفسہ بھی باطل تھا جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ مٹی سے آگ افضل نہیں ہوسکتی ۸۶ ویں باب میں ہے۔ پندرہ وجوہ میں اسی کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے عشاء کا نام عتمہ کس نے رکھا آپ نے کہا کہ نماز عشاء کا نام عتمہ سب سے پہلے شیطان نے رکھا۔ علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ نوحہ سب سے پہلے شیطان نے شروع کیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ گانا سب سے پہلے شیطان نے گایا۔

۹۷ واں باب

ابلیس لعین کتنی بار رویا ہے

ابن مخلد فرماتے ہیں کہ شیطان چار مرتبہ رویا ہے۔

۱۔ جس وقت وہ مردود ہوا۔

۲۔ جب زمین پر اتار اگیا۔

۳۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے

۴۔ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

اور فرمایا کہ زور سے رونا اور خراٹے سے رونا عمل شیطان ہے۔

سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ جب شیطان کی شکل تبدیل کر دی گئی اور اس کو ملعون کر دیا گیا تو شیطان رویا اور جب اس نے حضور کو مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا تب بھی رویا اور جب آپ نے مکہ فتح کیا تب بھی رویا جس سے تمام شیاطین جمع ہو گئے اس نے ان سے کہا کہ امت محمدیہ اب شرک نہیں کر سکتی مگر ان کو دین میں گمراہ کرتے رہو اور نوحہ و شور میں ان کو مبتلا کرتے رہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب ابلیس کو پیدا کیا گیا تو اس نے خراٹے لینے شروع کیے۔

۹۸واں باب

ابلیس کا عرش دریا پر بچھتا ہے

مسلم شریف میں حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابلیس اپنا عرش دریا پر بچھاتا ہے پھر اپنے چیلوں کو گمراہ کرنے کے واسطے لوگوں کے پاس بھیجتا ہے جو بھی کسی انسان کو بڑے سے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہے اسی کا مرتبہ اس کے نزدیک بڑا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک شیطان آکر کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا کرایا ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا حتیٰ کہ ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں میں اور اس کی بیوی میں تفریق کر دی ابلیس اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے عمدہ کام کیا۔ یہ حدیث متعدد طرق سے مسند احمد ابن حنبل میں بھی مذکور ہے۔

ابوسعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے کہا کہ تو کیا دیکھتا ہے اس نے کہا کہ میں ایک عرش دیکھتا ہوں جو پانی پر بچھا ہوا ہے جس کے چاروں اطراف میں بہت سے سانپ ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ ابلیس کا عرش ہے۔

ابوریحانہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس پانی پر اپنا عرش بچھاتا ہے اور ہر آدمی پر دو شیاطین مسلط کرتا ہے اور ان کو ایک سال کی مہلت دیتا ہے اگر وہ اس کو گمراہ نہیں کر پاتے تو ان کے ہاتھ پیر کاٹ کر سولی دیتا ہے پھر دوسرے دو شیاطین بھیجتا ہے۔ حافظ ذہبی نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے صرف اس کی ایک ہی سند ہے۔

۹۹واں باب

شیطان کا جھنڈا گاڑنا

مسلم شریف میں حضرت سلیمان کی حدیث ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھ سے ہو سکے تو بازار میں سب سے پہلے جانے والا اور سب سے آخری آنے والا مت ہو چونکہ وہاں شیطان کا معرکہ ہوتا ہے اور وہیں پر شیطان جھنڈا گاڑتا ہے۔

۱۰۰واں باب

ابلیس کا اپنی اولاد میں سے ہر ایک کو کسی خاص کام پر مقرر کرنا۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ابلیس کے پانچ لڑکے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کر رکھا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں ثبور، اعور، مسوط، داسم، زلنبور۔ ثبور کا کام یہ ہے کہ وہ مصیبتوں کے وقت گریبان چاک کرنے اور منھ پیٹنے اور خلاف شرع باتیں زبان سے نکالنے پر انسان کو اکساتا ہے۔ اعور زنا کرانے پر مامور ہے اور لوگوں کو اس میں مبتلا کرتا ہے۔ مسوط جھوٹ پر موکل ہے وہ کوئی بات سن کر کسی سے جھوٹ بیان کرتا ہے وہ شخص سن کر اپنے خاندان والوں سے کہتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایسا ایسا سنا ہے میں اس کو پہچانتا ہوں مسوط کا کام ہم کو یاد نہیں۔ داسم زوجین میں بدگمانیاں پیدا کرتا ہے اور آپس میں ناراضگی پیدا کراتا ہے۔ زلنبور بازار میں جاتا ہے اور وہاں اپنا جھنڈا گاڑ دیتا ہے۔

۱۰۱واں باب

شیطان کا انسان کے ہر کام میں شریک رہنا

مسلم شریف و ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ شیطان تمہارے ہر ایک کام میں شریک رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے میں بھی شریک رہتا ہے پس اگر کھاتے وقت تمہارا لقمہ گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیئے شیطان کے لئے مت چھوڑو اور جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی انگلیاں چاٹ لیا کرو کہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

۱۰۲واں باب

شیطان کا بیوی سے جماع کرتے وقت حاضر ہونا

حضرت انس ابن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اور یہ دعا پڑھ لے "اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا" اگر اللہ نے کوئی بچہ عطا کیا تو اس دعا کی برکت سے شیطان اس کو کبھی گمراہ نہ کر سکے گا (صحیحین)

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ جب آدمی بغیر بسم اللہ کے اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے تو شیطان اس کے قضیب ذکر پر چمٹ کر اس کے ساتھ شریک جماع ہو جاتا ہے ۴۲ ویں باب میں ابن عباسؓ کا قول گذر چکا ہے کہ رسول اللہؐ نے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے اگر کوئی اس حال میں جماع کرتا ہے تو شیطان اس سے جماع کرنے میں سبقت کرتا ہے اگر اس کا نطفہ قرار پا جاتا ہے تو بچہ مخنث پیدا ہوتا ہے۔ علامہ طرطوشی نے تحریم الفواحش میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۱۰۳واں باب

ولادت کے وقت شیطان کا حاضر ہونا

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ علاوہ عیسیٰ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کے تمام اولاد آدم کی ولادت کے وقت شیطان مولود ہونے والے بچے کو دباتا ہے جس کی وجہ سے بچہ روتا ہے حضرت ابوہریرہ نے استدلال میں یہ آیت تلاوت فرمائی " وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطٰن الرجیم " یہ آیت کریمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہورہا ہے کہ وہ دونوں شیطان کے اثر سے اس خاص حالت میں مامون رہے تھے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ شیطان ہر بچہ کو اس کی آنکھ میں ولادت کے وقت انگلی چھوتا ہے علاوہ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ ایک روایت میں ہے کہ بچہ کا چیخنا شیطان کی حرکت کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مردوں کی مٹی سے نہیں ہوئی بلکہ روح قدس کے نفخہ سے ہوئی اس واسطے شیطان سے آپ محفوظ رہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا اس لئے کہ آپ کے قلب اطہر سے حصہ شیطانی نکال دیا گیا تھا اور آپ کے قلب اطہر کو روح القدس نے پانی سے صاف کر دیا تھا اور چونکہ اس حصہ شیطانی سے انسان میں شہوات نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں اور وہ حصہ درحقیقت صلب پدر سے منتقل ہو کر آتا ہے اس لیے وہ حصہ شیطانی آپ کے والد محترم کی جانب راجع ہوگا نہ کہ آپ کے نفس اطہر کی جانب اسی واسطے وارد ہے کہ روح القدس نے آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اور اس میں سے ایک گوشت کا ٹکڑا نکال دیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہی حصہ تھا جس سے شیطان بچہ کے اندر اثر کر کے اس کو دباتا ہے اور بچہ چیخ پڑتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۴واں باب

شیطان انسان کے اندر اثر کرتا ہے

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان بھی انسان کے اندر اثر کرتا ہے اور فرشتہ بھی انسان کے اندر اثر کرتا ہے شیطان برائی کا حکم کرتا ہے اور جھوٹ کا حکم کرتا ہے اور فرشتہ اچھائی کا حکم کرتا ہے اور سچائی کا حکم کرتا ہے۔ پس اگر اچھائی کا خیال پیدا ہو تو سمجھو کہ یہ خدا کی جانب سے ہے اور خدا کی تعریف کرو اور اگر برائی کا وسوسہ پیدا ہو تو سمجھو کہ شیطان کی طرف سے ہے خدا سے پناہ مانگو۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ "الشیطٰن یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشآء" یعنی شیطان تنگدستی کا وسوسہ ڈالتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے۔

۱۰۵واں باب

شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے

صحیحین کی حدیث ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم شیطان سے کس طرح نجات پا سکتے ہیں جبکہ وہ ہمارے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ شیطان انسان کی شرمگاہ میں بھی آمد و رفت رکھتا ہے اس کا تفصیلی بیان جنات کا انسان کے بدن میں داخل ہونا اس باب میں گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمالیا جائے۔

۱۰۶واں باب

رات میں شیاطین کا منتشر ہونا اور بچوں سے تعرض کرنا

صحیحین میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب رات شروع ہو تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ اس وقت میں شیاطین منتشر ہو جاتے ہیں اور جب رات کا کچھ حصہ گذر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لیکر دروازہ بند کر لو اور اللہ کا نام لے کر برتنوں کو ڈھک دو اگرچہ ان پر کوئی معمولی ہی چیز رکھنی ہو اور سوتے وقت چراغ بجھا دیا کرو۔

۱۰۷واں باب

شیطان کس چیز کے ذریعہ بچوں سے الگ رہتا ہے

حضرت حسن سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبوتروں کو پنجرے میں بند کر کے گھر میں رکھا کرو اس سے شیطان تمہارے بچوں کو نہیں چھیڑ سکتا حضرت امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ پالتو کبوتر و پرندے اپنے گھر میں رکھنا اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر کھیل کی نیت سے پالنا ناپسندیدہ ہے۔

۱۰۸واں باب

جس بستر پر کوئی نہیں سوتا اس پر شیطان سوتا ہے

ابن ابو حازم فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کوئی بستر لگا ہوتا ہے اور اس پر کوئی نہیں سوتا تو شیطان اس پر سوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بغیر بسم اللہ کے بستر بچھایا جائے اور کھانا کپڑا وغیرہ ہر چیز جس پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا تو شیطان اس

میں تصرف کرتا ہے یا تو اس کو ختم ہی کر دیتا ہے جیسا کہ کھانا وغیرہ اور یا اس سے نفع اندوزی کرتا ہے احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

۱۰۹واں باب

شیطان کا قیلولہ نہ کرنا

عبداللہ ابن احمد فرماتے ہیں کہ میرے والد گرمی سردی ہر موسم میں نصف النہار میں قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور مجھ کو بھی اپنے ساتھ شریک قیلولہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دو پہر کو سویا کرو کیونکہ شیطان دوپہر کو نہیں سوتا۔ حضرت قتادہ انس ابن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزوں کی محافظت کرنے سے روزہ آسان ہو جاتا ہے۔ قیلولہ کرنا سحری کھانا اور کھانے کے بعد پانی پینا۔

۱۱۰واں باب

شیطان کا سونے والے کے سر پر گرہ لگانا

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کے آخری حصہ میں تین گرہ لگا دیتا ہے یہ کہہ کر لگاتا ہے کہ لمبی نیند سو جا جب آدمی بیدار ہوتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ خود بخود کھل جاتی پھر جب اگر وضو کرتا ہے تو دوسری کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے اور آدمی خوش و خرم ہو کر صبح کرتا ہے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو پریشان حال رہتا ہے اور سستی چھا جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ سوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی نماز

نکل جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔
یہ گرہ لگانا اس شخص کو پیش آتا ہے جو سوتے وقت آیۃ الکرسی یا اور کوئی دیگر آیات نہیں پڑھتا چونکہ جو شخص سونے سے قبل آیۃ الکرسی وغیرہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں جاتا ہے جیسا کہ پہلے احادیث کے حوالہ سے گذر چکا ہے۔

۱۱۱واں باب

برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں

بخاری و مسلم میں حضرت ابو قتادہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اچھا خواب خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے جب تم میں سے کوئی خواب برا دیکھے تو اپنی بائیں جانب تھتھکار دے اور اعوذ باللہ پڑھو اس کے شر سے محفوظ رہو گے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو خدا کی حمد بیان کرنی چاہیئے کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور دوسروں سے اس کا ذکر کرنا چاہیئے اور جب ناپسند خواب دیکھے تو اعوذ باللہ پڑھنا چاہیئے کیونکہ وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ علامہ سہیلی فرماتے ہیں رویا نیند میں کسی چیز کے دیکھنے کو کہتے ہیں اور رویت بیداری میں دیکھنے کو کہتے ہیں۔ پس رویتِ نبی کریم مخصوص ہے آپ کی حیات طیبہ کے ساتھ۔ اور خواب میں آپ کی زیارت کا شرف ہونا اس کو رویا کہیں گے خواب میں آپ کا دیکھنا برحق ہے چونکہ آپ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے برحق مجھ کو ہی دیکھا۔

علامہ مازری فرماتے ہیں کہ خواب کی حقیقت کے بارے میں لوگوں کا طویل کلام ہے اور غیر اسلامی لوگوں کے ایسے اقوال ہیں جو بالکل بے اصل ہیں کیونکہ انہوں نے ایسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے جو غیر مدرک بالعقل اور جس پر کوئی معتبر دلیل بھی قائم نہیں ہے اور نہ ہی اس کو سن کر اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے اس وجہ سے مختلف اقوال پیدا ہو گئے اور ہر شخص نے اپنے اپنے ذوق کے موافق ایک رائے قائم کر لی چنانچہ اطباءؒ نے کہا کہ خواب چاہے جس قسم کا ہو اس کا تعلق اضلاط سے ہے پس جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ پانی میں تیر رہا ہے یا ڈوب گیا ہے یا اس قسم کی کوئی چیز پانی سے متعلق دیکھی تو سمجھو کہ اس پر بلغم کا غلبہ ہے کیونکہ بلغم میں اور پانی میں رطوبت کے اعتبار سے مناسبت ہے اور جس شخص نے خواب میں آگ دیکھی تو سمجھو کہ اس پر صفراء کا غلبہ ہے کیونکہ طبیعت نار اور طبیعت صفرا میں مناسبت ہے۔ اس طرح بعض مرتبہ آدمی اپنے آپ کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھتا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے۔ اطباء کا یہ مذہب اگرچہ عقلاً ناممکن نہیں ہے بلکہ امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اخلاط کے غلبہ کے وقت ایسا اثر فرمادیتے ہوں مگر چونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی امر معتاد ہے اس لیے قطعیت کا فیصلہ کرنا درست نہیں بلکہ محض ایک امکان ہے بشرطیکہ ان اضلاط کی جانب اس قسم کے خوابوں کی نسبت صرف اعتباری و سببی ہو اور اگر کوئی بالفعل اس کا قائل ہو تو اس وقت ہم اس کو کاذب قرار دیں گے اور ان کا قول باطل رہے گا کیونکہ بالفعل کسی فعل کا فاعل صرف خدا تعالیٰ ہے آئمہ فلاسفہ کی اس بارے میں بڑی طویل وعریض تحقیقات ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ عالم علوی کے اندر جو صورتیں پھرتی رہتی ہیں ان کی حالت ایسی ہے جیسا کہ لٹو یعنی وہ اس کی طرح گھومتی رہتی ہیں اور ان میں سے جو بعض ذہن انسانی محاذی ہو جاتی ہیں ان کو انسان نیند کی حالت میں دیکھ لیتا ہے بس یہ خواب کی حقیقت ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ قول سراسر باطل ہے اور یہ رائے تحکم محض ہے چونکہ اس پر ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کا ذہن انسانی میں منقش ہونا یہ خاصہ ہے اجسام کا اور اعراض جو عالم علوی میں پائے جاتے ہیں نہ وہ خود منقش ہو سکتے ہیں اور نہ کوئی شی ان میں منقش ہو سکتی ہے۔ پس یہ رائے سراسر باطل ہے اور خواب کی تحقیق میں صحیح مذہب وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا معمول بہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح بیدار شخص کے قلب میں اعتقادات پیدا فرماتے ہیں اسی طرح نائم کے قلب میں پیدا فرماتے ہیں اور خدا تعالیٰ جو چاہتے ہیں پیدا فرماتے ہیں کوئی شی اس کے حکم وفعل کو رد نہیں کر سکتی وہ نوم و یقظہ ہر حال میں جو چاہتا ہے انسان کے اندر تصرف کرتا ہے پس جب خدا تعالیٰ اس قسم کے اعتقادات پیدا فرماتے ہیں تو گویا یہ اعتقادات ثانوی درجہ میں کسی امر آخر کے واسطے علامت بنتے ہیں۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ میں کوئی اعتقاد پیدا ہوتا ہے اور واقعہ اس کے خلاف ہوتا ہے اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں ہے کیونکہ بیداری میں بھی ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان کوئی اعتقاد کرتا ہے اور واقعہ اس کے برعکس ہوتا ہے ہاں وہ اعتقاد کسی امر ثانی کے واسطے علامت بن جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا بدلی کو پیدا فرمانا علامت ہوتا ہے بارش کی یہی حال جمیع اعتقادات کا ہے پس وہ اعتقادات کہ جن کو خدا تعالیٰ نے علامت بنایا ہے اور اس میں شیطانی دخل نہیں ہے بلکہ اس سے سرور حاصل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور جن میں ضرر ہوتا ہے یا شیطانی دخل ہوتا ہے وہ مجازی طور پر شیطان کی طرف منسوب ہوتے ہیں یہی مراد اس حدیث کی ہے جس میں آیا ہے "الرویا من اللہ والحلم من الشیطان" یعنی خوش کن خواب منجانب اللہ ہوتے ہیں اور ڈراؤنے خواب شیطانی ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ شیطان اس کو دکھلاتا ہے اور اس میں کوئی دوسرا

تصرف کرتا ہے اور رویا پسندیدہ خواب کو کہا جاتا ہے اور حلم برے خواب کو بلکہ شیطان کی طرف اس کی نسبت صرف مجازی والشاعی ہے جیسا کہ ابھی گذر چکا ہے کہ یہ تحقیق علامہ مازری نے فرمائی ہے۔

اور علامہ سہیلی نے خواب کی حقیقت کے بیان میں ابو اسحاق اسفر کا قول نقل فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رویا جزءِ قلب کا ادراک ہے جیسا کہ رویت جزء عین کا ادراک ہے پس جب نیند مکمل طور پر قلب پر غالب آجاتی ہے تو کچھ نظر نہیں آتا ہے اور جب نیند کا غلبہ ختم ہو جاتا ہے یا قلب کے اکثر حصہ سے ختم ہو جاتی ہے تو اس وقت خواب نہایت صاف وستھرا نظر آتا ہے جیسا کہ صبح کا خواب۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ خواب یہ وہ اعتقادات ہوتے ہیں جن کو نائم حالت نوم میں ادراک کرتا ہے یہ کسی حاسہ کا ادراک نہیں ہوتے۔ استاذ ابو بکر ابن فورک فرماتے ہیں کہ خواب یہ وہ اوہام ہوتے ہیں جن کو نائم حالت نوم میں متصور کرتا ہے۔ علامہ ابو بکر نے علامہ العرابی کی تحقیق پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ممکن ہے کہ علامہ العرابی کی تحقیق بعض احوال سے متعلق ہو نہ کہ جمیع احوال سے چونکہ بسا اوقات نائم حالتِ نوم میں کسی معدوم شی کا ادراک کر لیتا ہے اور ظاہر ہے کہ معدوم شی سے ادراک متعلق نہیں ہو سکتا اور قاضی عیاض کا قول بالکل درست وحق ہے چونکہ کبھی آدمی کسی شی کا اعتقاد واقعہ کے مطابق کر لیتا ہے اور کبھی خلافِ واقعہ بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ کوئی آدمی خواب میں دودھ کو دیکھے اور اس کو دودھ ہی یقین کے ساتھ گمان کرے حالانکہ وہ علم کی صورت معنوی ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ خواب میں دودھ دیکھا اور ساتھ ساتھ یہ یقین بھی ہو جاتا ہے کہ یہ دودھ نہیں ہے بلکہ علم ہے علامہ ابن فورک کا خواب ہی میں خواب کو اوہام قرار دینا یہ بھی درست ہے اور قاضی صاحب کے قول میں اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اسی لیے بعض مرتبہ نائم کسی شی کا تصور کرتا ہے

پھر ساتھ ہی یہ عقیدہ پیدا ہو جاتا ہے کہ تو جو کچھ کر رہا ہے یا دیکھ رہا ہے وہ بالکل واقعہ کے مطابق ہے یہ خیال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ نیند کی وجہ سے اس کی عقل ختم ہو جاتی ہے پس جب وہ بیدار ہوتا ہے اور عقل بحال ہو جاتی ہے تو اب وہ اعتقاد ختم ہو جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ اب تک جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ سب خلافِ واقعہ تھا اور محض اوہام تھے اور یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص کشتی میں سفر کر رہا ہو اور وہ دورانِ سفر سر کے عارضہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کو یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ دریا میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے حالانکہ عقل اس کے اس وہم کو دفع کرتی رہتی ہے اگر یہ عقل نہ ہو تو یہ وہم یقین بن جائے پس اگر کسی وجہ سے عقل ختم ہو جائے تو وہم مضبوط ہو جاتا ہے اور نفس انسانی اس وہم کو صحیح ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے پس اب وہم یا تو صادق رہے گا یا کاذب اور اس حالت میں تصدیق وہم کا اعتقاد بھی یا صادق ہو گا یا کاذب (انتہیٰ)

شروع باب میں حدیث آئی تھی کہ جب آدمی بُری خواب دیکھے تو اس کو تھتکارنا چاہیئے اس کے برے اثر سے محفوظ رہے گا۔ علامہ مازری نے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ برا خواب دیکھنے سے جو گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے وہ اس کو تھتکارنے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ اس کا کرنے والا اس پر اعتقاد رکھتا ہو اور اس پر بھروسہ ہو کہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس بُرے اثر کو ختم فرمادیں گے اور ایک معنی یہ ہیں کہ خواب میں جو بری حالت پیش آئی تھی وہ اس کی وجہ سے اثر انداز نہیں ہو سکتی اور یہ تھتکارنا اس کے دفع کا سبب بن جائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ آفات و بلایا کو ختم کر دیتا ہے اور دیگر نظائر امثال میں بھی یہی تاویل کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۱واں باب

شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک میں متمثل نہیں ہو سکتا

صحیحین میں حدیث شریف ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار کرنے پر قادر نہیں ہے یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے سب کا مفہوم تقریباً یہی ہے ابو بکر ابن الطیب فرماتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد پاک کا مطلب یہ ہے کہ خواب میں مجھ کو دیکھنا یہ حق ہے شیطان کے تخیلات و تشبیہات نیز اضغاث و احلام ان میں سے کسی شی کا اس میں دخل نہیں ہے نیز ایک حدیث شریف میں وارد ہے "من رأنی فقد رأی الحق" اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس نے حق دیکھا یعنی فی الواقع آپ ہی کو دیکھا ہاں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے والا آپ کو اس شکل کے خلاف دیکھتا ہے جو شمائل وغیرہ کی کتابوں میں منقول ہے مثلاً آپ کی ریش مبارک ابیض ہو یا آپ کا لون مبارک کسی دوسری قسم کا ہو بہر حال جو شکل بھی ہو جس نے آپ کو دیکھا اس نے حقیقتاً آپ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی صورت مبارک میں متشکل نہیں ہو سکتا۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا حق ہے شیطان اس میں دخیل نہیں بن سکتا ایک حدیث شریف میں ہے "من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجھ کو خواب میں دیکھے تو وہ مجھ کو اس صورت میں دیکھے گا کہ جس صورت میں میں واقعۃً بیداری میں ہوتا ہوں مطلب یہ ہے کہ آپ کا حلیہ مبارک متبدل نہیں ہو سکتا بلکہ ہر حال میں حلیہ مبارک ایک ہی رہے گا یہ حدیث

بالکل حق ہے اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے اب اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ رائی آپ کو خلاف حلیہ مبارک پاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی تخیلات کو مرئیات گمان کر لیتا ہے یعنی خواب میں کوئی گمان پیدا ہوا کوئی خیال آیا اور بیدار ہونے کے بعد اس کو مرئیات شمار کرنے لگا پس اس میں ایسا ہوتا ہے کہ آپ کی ذاتِ شریفہ تو دیکھی ہوتی ہے اور آپ کی صفات متخیلہ ہوتی ہیں اور آدمی دونوں مرئی شمار کر بیٹھتا ہے جس کے نتیجے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ آپ کی ریش سفید ہے یا آپ کا لون متبدل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ صفات کے متعلق صرف ایک خیال ہوتا ہے جس کو وہ ایک واقعہ کی شکل دے لیتا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے آپ کو خواب میں بوڑھا دیکھا اس سے مراد سکون و راحت کا سال ہوتا ہے اور جس نے آپ کو نوجوان پایا اس سے مراد جنگ و جدال کا سال ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کے مارنے کا حکم فرما رہے ہیں جس کا مارنا حلال نہیں ہے تو پس اس طرح کا خواب سراسر صفاتِ متخیلہ میں داخل ہے مرئیات میں اس کو ہرگز شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ کا اس طرح کا حکم فرمانا بالکل محال و ناممکن ہے۔ علامہ مازری فرماتے ہیں کہ یہ بھی صفاتِ متخیلہ کی فہرست میں داخل ہے اس کو ان سے خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

علامہ مازری نے اس حدیث شریف "من رأنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ" کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ آپ کا یہ ارشاد اپنے زمانے کے لوگوں کے واسطے ہو جس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھ لے گا پس اس سے مراد وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے آپ کی طرف اس وقت تک ہجرت نہیں کی تھی۔

علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ خواب کا حق ہونا کس طرح ہو سکتا جبکہ

بسا اوقات خواب دیکھنے والا آپ کو کسی دیگر صورت میں دیکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص آپ کو کسی دیگر حلیہ میں دیکھے تب بھی اس نے آپ ہی کو دیکھا اور اس کا خواب اب بھی حق ہی شمار ہوگا مگر اس کو صرف رویا سے تعبیر کیا جائے گا اور جس کو یہ دیکھنے والا آپ کی صورت مبارکہ گمان کر رہا ہے وہ صورت نہیں ہے بلکہ آپ کی صفتِ مبارکہ ہے مگر چونکہ نیند کی وجہ سے عقل سلامت نہیں رہتی اس سے وہ صفت کو صورت گمان کر لیتا ہے اور یہ وہم تصدیق و یقین کا درجہ اختیار کر لیتا ہے مگر یہ وہم و گمان اس خواب کی حقانیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا جیسا کہ کشتی کا سوار یہ گمان کرتا ہے کہ دریا میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے حالانکہ دریا ساکن رہتا ہے مگر اس کے اس گمان سے رویت دریا کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کو یہ حق رہتا ہے کہ یہ کہہ سکے کہ میں نے دریا دیکھا اگرچہ وہ فی الواقع ساکن تھا یہی حال آپ کو کسی دیگر صورت میں دیکھنے کا ہے اگرچہ وہ دیگر صورت اس رائی کے گمان کی طے کردہ ہے مگر ذاتِ نبوی درحقیقت اس کو نظر آتی ہے تو اس کا آپ کو خواب میں دیکھنا حق ہی شمار ہوگا اگرچہ صورت دیگر ہی رہے اور اسی طرح کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی نے کسی بعید سے آنے والے کو دیکھا اور اس کو بچہ یا پرندہ گمان کرنے لگا تو اس گمان سے اس کی صحتِ رویت پر کوئی اثر نہ ہوگا بلکہ اس کا دیکھنا صحیح شمار ہوگا مگر حالتِ بیداری میں چونکہ عقل درست رہتی ہے اس لئے تنبہ کے بعد وہ گمان بدل جاتا ہے اور حقیقت منکشف ہو جاتی ہے برخلاف حالتِ نوم کے کہ اس میں ایک اعتقاد کا درجہ پیدا ہو جاتا ہے عقل کی سلامتی کے مفقود ہونے کی وجہ سے اور خیال میں جو صورت جم جاتی ہے دماغ اس کو حق شمار کرنے لگتا ہے حالانکہ خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا پس جب آدمی بیدار ہوتا ہے تو وہ اعتقاد ختم ہو جاتا ہے اور وہ صورت متوہمہ باقی رہ جاتی ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے وہ صورت خیال میں اس لیے پیدا فرمائی تھی تاکہ وہ اپنا خواب اس کے موافق کر سکے مگر چونکہ خارج میں اس صورت کا وجود نہیں ہوتا اس

سے وہ صورتِ متوہمہ خارج سے الگ ہو کر ایک گمان بن کر رہ جاتی ہے جس کا فی الواقع کوئی وجود نہیں ہوتا۔

فصل

خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا

جب شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں متشکل ہونے کی قدرت نہیں تو بدرجہ اولیٰ خدا تعالیٰ کی شکل اختیار کرنے کی طاقت نہ ہوگی لہٰذا جس نے خواب میں خدا تعالیٰ کی زیارت کی تو اس نے خدا ہی کی زیارت کی اس میں شیطان کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا۔ ابو بکر ابن العربی اور دیگر علماء سلف کی یہی رائے ہے۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں شیطان کا نہ آنا یہ صرف حضور ہی کے حق میں ہے چونکہ آپ بشر ہیں مختلف شکلوں کا امکان ہے اور خدا تعالیٰ چونکہ اشکال و صورت سے منزہ و مبرا ہیں اس لیے وہاں یہ صورت ناممکن ہے۔ ابن بطال نے بسط کے ساتھ شرح بخاری میں اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائی جائے۔

فصل:۔ شیطان کی ذلت وخواری کے بیان میں۔

موطا مالک میں عبداللہ ابن   کی حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان عرفہ کے دن نہایت ذلیل وخوار اور نہایت بدحال رہتا ہے چونکہ اس دن میں خدا کی خاص رحمت بندوں پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ بندوں کے بڑے بڑے گناہ معاف فرماتے ہیں جس سے شیطان کو رسوائی ہوتی ہے اس طرح جب جبریل علیہ السلام بدر کے دن فرشتوں کی جماعت کے ساتھ مسلمانوں کی معاونت کے واسطے اترے تھے تب بھی شیطان نہایت غاضب و عاتب ہوا تھا۔

۱۱۳واں باب

قرن شیطان کا نجد کی جانب سے طلوع کرنا

بخاری و مسلم و دیگر ائمہ حدیث نے ذکر فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا خبردار! اے لوگو سنو فتنہ ادھر سے مراد جانب مشرق ہے رونما ہوگا۔ جہاں سے قرن شیطان طلوع کرتا ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ اس وقت مشرق کی جانب چہرہ مبارک کیے ہوئے تھے اور آپ نے اسی طرح تین مرتبہ ارشاد فرمایا تھا ایک اور روایت میں بھی تقریباً یہی مفہوم وارد ہے اور بخاری کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے اللہ ہمارے ملک شام کو متبرک بنا اور ہمارے ملک یمن کو متبرک بنا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اور ہمارے نجد کے لیے بھی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ وہاں زلزلوں کی کثرت ہوگی اور فتنے پیدا ہوں گے اور ادھر ہی سے قرن شیطان کا طلوع ہوگا۔

از مترجم:۔ قرن شیطان سے کیا مراد ہے اس کے تعین میں علماء کے مختلف اقوال ہیں کچھ علماء کی رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد شیطان کا سینگ ہے یعنی شیطان کے حقیقتاً دو سینگ ہیں اور ان میں سے ایک سے سورج طلوع ہوتا ہے ایک رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد سمت و جہت ہے چونکہ مشرق کی جانب میں نبی پاک کے زمانہ میں کفر کا غلبہ تھا اس لیے آپ نے جانب مشرق کو قرن سے تعبیر فرمایا ایک رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد جماعت و گروہ ہے چونکہ جنگ جمل و صفین اور وفد خوارج کا خروج و دیگر فتنے اہل مشرق نے پیدا کیئے تھے اس لیے آپ نے بطور پیشین گوئی جانب مشرق کو قرن شیطان سے تعبیر فرمایا یہ سب تفصیل بخاری شریف جلد دوم میں اس حدیث مذکور کے ذیل میں حاشیہ پر درج ہے۔

فصل ۴: جانب مشرق میں فتنوں کے بارے میں اہلِ سیر کی تحقیق

اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کے رکھنے کے بارے میں اختلاف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ فرمایا چنانچہ سب نے اس کو چادر میں رکھ کر اُٹھایا اور آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کو نصب کر دیا تو اس وقت شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا اور اس نے کہا کہ اے اہلِ قریش کیا تم راضی ہو گئے کہ ایک یتیم بچہ اس شرف کی چیز کا اہل ہو اور تمہارے بڑے بڑے لوگ اس سے محروم رہیں اس کے اس قول سے قریب تھا کہ دوبارہ اختلاف ہو جائے مگر خدا نے رحم کیا کہ سب خاموش رہے اسی طرح سب قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے تب بھی شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا اور اس نے ہی قتل کی رائے پیش کی تھی اس واقعہ میں نجدی بوڑھے کی شکل میں شیطان اس لیے آیا تھا کہ اہلِ قریش نے یہ شرط لگائی تھی کہ اس مجلس میں کوئی تہامہ کا شخص حاضر نہ ہوگا۔ چونکہ وہ محمدؐ کے ہم خیال ہیں تو شیطان نے اپنے آپ کو نجد کی طرف منسوب بتلایا تاکہ اس شرط میں داخل نہ ہو سکے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ "الفتنۃ ھھنا" الخ اس وقت آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور آپ کی نظر مشرق کی جانب تھی اور آپ بار بار یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ "الفتنۃ ھھنا الخ" علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ آپ کا حضرت عائشہ کے حجرہ کے پاس کھڑا ہونا اور مشرق کی جانب اپنا چہرہ مبارک کرنا غالباً یہ اشارہ اس جانب کے وقوع فتنہ کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا

اس جانب کو جائیں گی جیسا کہ آپ نے نزول فتن کا ذکر کرتے وقت فرمایا تھا "ایقظوا صواحب الحجر" یعنی ان حجروں والیوں کو بیدار کردو۔ واللہ اعلم۔

۱۴۱واں باب

سورج کا شیطان کے سینگوں کے درمیان میں طلوع و غروب ہونا

ابوداؤد و نسائی میں حضرت عمرو بن عبسہؓ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ رات کے کون سے حصہ میں دعا زیادہ سنی جاتی ہے یعنی زیادہ قبول ہوتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے آخری حصے کے درمیان میں اس وقت جس قدر تجھ سے ہوسکے نماز پڑھ چونکہ اس وقت کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (مراد وہ خاص فرشتے ہیں جو اس نماز میں آمین کہنے کے لیئے حاضر ہوتے ہیں اور جن کی آمین کی وجہ سے دعا جلد قبول ہوتی ہے) ورنہ ویسے ہر نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ پھر صبح کی نماز پڑھ کر رک جا یہاں تک کہ سورج نکل کر ایک یا دو نیزے کی برابر اونچا ہو جائے چونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر جتنی چاہے نماز پڑھ یہاں تک کہ سورج نصف النھار میں چلا جائے پھر رک جا کیونکہ اس وقت میں جہنم کو دہکایا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس جب سورج ڈھل جائے تو پھر جتنی چاہے نماز پڑھ پھر عصر کا وقت ہو جائے اور عصر پڑھ چکے تو پھر رک یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کے لیئے نماز پڑھتے ہیں۔

امام مالک نے زید ابن اسلم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج شیطان کے سینگ سے متصل ہو کر نکلتا ہے پس جب سورج اونچا ہو جاتا ہے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے پھر جب نصف النھار میں جاتا ہے پھر اس سے متصل ہو جاتا ہے پھر جب غروب ہونے کے قریب جاتا ہے تو پھر مل جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں اوقات سے منع فرمایا ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے اس روایت کو عمدہ قرار دیا ہے۔

شیطان کے سینگوں کے درمیان سورج کا طلوع و غروب ہونا اس حدیث کے بارے میں علماء کرام کے دو قول ہیں۔

۱:۔ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور شیطان کے دو سینگ ہیں اور سورج حقیقتاً ان کے درمیان سے طلوع کرتا ہے اس میں کسی معنی مجازی کا دخل نہیں بلکہ حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ ان کی دلیل حضرت عکرمہ کی حدیث ہے جس کو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت عکرمہ نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ ابن صلت کے بارے میں یہ فرمایا ہے "امن شعرہ وکفر قلبہ" یعنی اس کے اشعار مومن ہیں اور اس کا قلب کافر ہے مطلب یہ ہے کہ اس کے اشعار اہل ایمان کی طرح حق ہیں مگر وہ مومن نہیں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ کا فرمان حق ہے اور عکرمہ سے پوچھا کہ کیا تم کو امیہ کا کوئی شعر ناپسند ہے حضرت عکرمہ نے کہا کہ اس کا یہ شعر ہمیں ناپسند ہے

والشمس تطلع کل آخر لیلۃ　　　حمراء یصبح لونھا یتورد

لیست بطالعۃ لھم فی اسلھا　　　الا معذبۃ والا تجلد

اور سورج روزانہ سرخ ہو کر نکلتا ہے اس کا نکلنا اپنی اصلی حالت میں نہیں ہے بلکہ اس کو سزا دی جاتی ہے تب وہ سُرخ ہوتا ہے۔

کیونکہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کو سزا دی جاتی ہے سورج کو سزا دیئے جانے کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

سورج نہیں نکلتا جب تک کہ اس کو ستر ہزار فرشتے نہ ماریتے ہوں اور وہ اس کو کہتے ہیں کہ نکل نکل وہ جواب دیتا ہے کہ میں ایسی قوم پر طلوع نہیں کرتا جو خدا کو چھوڑ کر مجھ کو پوجتی ہے پھر ایک اور فرشتہ آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ نکل پس وہ انسانوں کو روشنی دینے کے لئے چکدار ہو کر نکلتا ہے۔ اس وقت شیطان آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو نکلنے سے روک دے۔ مگر وہ سورج اس کے سینگوں کے درمیان میں سے نکل آتا ہے اور خدا تعالیٰ شیطان کو اس سے جلادیتے ہیں اور سورج جب بھی غروب ہوتا ہے تو خدا کے سامنے سجدہ میں گر جاتا ہے اس وقت شیطان آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو سجدہ سے روک دے پس وہ اس کی آنکھوں میں غروب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ شیطان کو اس کے نیچے ہلاک کر دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع کرتا ہے اور اسی کے سینگوں میں ہو کر غروب ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے

۲:۔ قول یہ ہے کہ یہاں پر قرن کے معنی مجازی مراد ہیں یعنی وہ جماعت مراد ہے جو سورج کی پرستش کرتی ہے اس کے طلوع و غروب کے وقت اور خدا کو چھوڑ کر سورج کو اپنا معبود سمجھتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشبیہ کفار کو ناپسند فرمایا کرتے تھے اور ان کی مخالفت کو پسند فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے آپ نے امت کو منع فرمایا کیونکہ اس میں تشبیہ بالکفار ہے اور اس طرح کا تشبیہ کلام عرب میں خوب شائع و ذائع ہے اور قرن کے معنی امت و جماعت لینا یہ بھی کلام عرب میں شائع ہے چنانچہ قرآن کی آیت ہے۔ "وکم اھلکنا قبلھم من قرن" نیز "وقرونا بین ذلک کثیرا" نیز "قال فما بال القرون الاولیٰ" ان تمام آیات میں لفظ قرن جس کی جمع قرون ہے جماعت و امت کے معنی میں مستعمل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے "خیر الناس قرنی"

یعنی سب سے بہتر میری امت ہے اور قرن شیطان سے حزب شیطان بھی مراد ہو سکتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کفار کو حزب شیطان قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ "اولئک حزب الشیطان" نیز حضرت عمرو بن عنبہ کی حدیث میں بھی اس کا تذکرہ ہے یعنی اس میں بھی قرن شیطان سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اس باب کے شروع میں گذر چکا ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۵واں باب

شیطان کی مجلس یعنی بیٹھک کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کا اس حال میں بیٹھنا کہ اس کا آدھا حصہ دھوپ میں ہو اور آدھا سایہ میں یہ شیطانی بیٹھک ہے یعنی بے ڈھنگے پن سے بیٹھنا شیطان کو محبوب ہے کیونکہ اس سے آدمی کے غیر مہذب ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ سعید ابن المسیب فرمایا کرتے تھے کہ آدھا دھوپ میں اور آدھا سایہ میں ہو کر سونا شیطان کا سونا ہے۔ حضرت قتادہ فرمایا کرتے تھے کہ دھوپ اور سایہ میں بیٹھنا شیطان کا بیٹھنا ہے اور آپ اس طرح بیٹھنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ اسحاق ابن منصور نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ دھوپ اور سایہ میں ہو کر بیٹھنا کیا مکروہ ہے آپ نے کہا کہ جی ہاں لیکن اس سے منع نہیں کیا گیا۔ اسحاق ابن راہویہ فرماتے ہیں کہ اس طرح بیٹھنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منع ثابت ہے لیکن اگر شروع میں کوئی ٹھیک بیٹھا پھر اتفاقاً ایسا ہو گیا تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔

۱۱۶واں باب

جب قاضی ظلم کرتا ہے تو شیطان اس کو لازم پکڑ لیتا ہے

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کی مدد قاضی کے ساتھ ہوتی ہے جب تک وہ خلاف حق کا فیصلہ نہ کرے اور جب خلاف حق فیصلہ کرنے لگے تو خدا کی مدد الگ ہو جاتی ہے اور اس پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے۔

۱۱۷واں باب

اذان ہوتے وقت شیطان کا پیٹھ دے کر بھاگنا

بخاری و مسلم و دیگر کتب حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان کو نہ سن سکے پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو آکر نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور آدمی کو ان باتوں کے خیال میں مبتلا کر دیتا ہے جو اس کو پہلے سے یاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ آدمی عدد رکعات کو بھول جاتا ہے کہ کتنی پڑھی ہیں یہ روایت متعدد طریقوں سے مروی ہے جن کا مفہوم تقریباً یہی ہے۔ اس روایت میں لفظ ضراط اور حصاص ہیں ضراط کے معنی گوز مارنا اور حصاص کے معنی تیز دوڑنا۔

۱۱۸واں باب

شیطان کا صرف ایک جوتی پہن کر چلنا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی صرف ایک جوتی پہن کر نہ چلے چونکہ یہ شیطانی طرز ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل اس طرح چلنے کو مکروہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی ایک جوتی ٹوٹ جاوے تو جب تک اسے درست نہ کرالو دوسری بھی مت پہنو۔

فائدہ:۔ یہ اس وقت ہے جب کہ وہ بالکل قابل انتفاع نہ رہے۔

۱۱۹واں باب

انسان کے سجدہ کرتے وقت شیطان کا الگ رہنا

جب انسان آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہوجاتا ہے اور روتا ہوا یہ کہتا ہے کہ ہائے ہلاکت انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کرلیا پس اس کے لئے جنت ہے اور مجھ کو حکم دیا گیا میں نے نہیں مانا پس میرے لئے جہنم ہے۔ ابن مقسم فرماتے ہیں کہ جب آدمی شیطان کو لعنت کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے مستحق لعنت کو لعنت کی اور جب اعوذ باللہ پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے میری کمر توڑ دی اور جب سجدہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کرلیا اور مجھ کو حکم ہوا میں نے نہیں کیا پس اس کے لئے جنت ہے اور میرے لئے جہنم ہے۔

۱۲۰واں باب

نمازی کے دل میں شیطان کا خروج ریح کا وسوسہ پیدا

کرنا، جمائی چھینک اونگھ نماز میں آنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے

حضرت زید ابن عاصم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ مجھ کو نماز میں خروج ریح کا وسوسہ آتا ہے میں کیا کروں آپ نے فرمایا کہ ہرگز نماز مت توڑو جب تک آواز نہ سنی جائے یا بو محسوس نہ کی جائے یہ روایت مختلف طرق سے مروی ہے جن کا مفہوم تقریباً یہی ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ مقابلہ کفار کے وقت اونگھ آنا یہ خدا کی رحمت ہے اور نماز میں اونگھ آنا یہ شیطان کا فعل ہے یعنی مذموم ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جمائی اور چھینک نماز میں شیطان کی طرف سے ہے۔

۱۲۱واں باب

عجلت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

ابن نے کتاب الاسیجاز میں حدیث ذکر کی ہے کہ صبر اور توقف سے کام لینا منجانب اللہ ہوتا ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

۱۲۲واں باب

شیطان کو دیکھ کر گدھے کا بولنا

صحیحین میں حدیث شریف ہے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مرغ کی آواز سنو تو خدا کا فضل مانگو کیونکہ وہ کسی فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے اور جب تم کسی گدھے کو بولتا دیکھو تو خدا کی پناہ مانگو شیطان مردود سے کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے۔

۲۳ واں باب

شیطان کا مسجد والے شخص سے تعرض کرنا

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص مسجد میں آتا ہے تو شیطان اس سے اس طرح مانوس ہو جاتا ہے جیسا کہ چوپایہ اپنے مالک سے مانوس ہو جاتا ہے پس جب انسان اس سے مانوس ہو جاتا ہے تو اس کو مکمل طریقہ پر اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے کبھی آدمی خدا کا ذکر نہیں کرتا اور کبھی لایعنی باتیں کرنے لگتا ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی کر لیا کرو ورنہ شیطان وسط صفوف میں داخل ہو جائے گا۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی مسجد سے نکلتا ہے تو شیاطین اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ شہد کی مکھی نعسوبؔ کے پاس جمع ہو جاتی ہیں پس جب تم میں سے کوئی مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو تو یہ پڑھا کرو ”اللھم انی اعوذ بک من ابلیس وجنودہ“ اس کی وجہ سے شیطان کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

۲۴ واں باب

ابلیس کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبر کرنا اور ان کے دل میں وسوسہ پیدا کرنا یہاں تک کہ آپ نے شجرہ ممنوعہ سے کھا لیا

مشہور مفسر ابن جریر فرماتے ہیں کہ شیطان کو کس وجہ سے تکبر ہوا اس کے بارے

ؔ نعسوب وہ مکھی ہے جو تمام مکھیوں کی سردار ہوتی ہے۔

میں صحابہ وتابعین کے مختلف اقوال ہیں حضرت ابن عباسؓ سے اس بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

۱:۔ ضحاک ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب باذن خداوندی ابلیس نے ان جنات کو قتل کردیا کہ جنہوں نے خدا کی نافرمانی کر کے زمین میں فساد برپا کیا تھا تو اس کی وجہ سے شیطان نے یہ گمان کیا کہ مجھ سے افضل کوئی نہیں ہے اور یہ فضیلت صرف مجھ ہی کو حاصل ہے۔

۲:۔ دوسرا قول ابن عباسؓ سے یہ مروی ہے کہ ابلیس آسمان دنیا کا سردار تھا اور زمین وآسمان کا نظام اسی کے سپرد تھا اور جنت کا خازن بھی وہی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بہت بڑا عبادت گذار بھی تھا ان تمام امور سے اس کے اندر تکبر پیدا ہوا اور اس نے یہ گمان کر لیا کہ میں ہی سب سے افضل ہوں یہاں تک کہ خدا کے روبرو بھی تکبر کا اظہار کیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی حسب منشأ مخلوق پیدا فرما چکے تو عرش پر جلوہ افروز ہوئے اور ابلیس کو آسمانِ دنیا کا سردار مقرر فرمادیا۔ ابلیس کا تعلق ملائکہ کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے چونکہ وہ جماعت جنت کی نگران ہے ابلیس آسمان دنیا کا سردار ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ خازن جنت بھی تھا اس لیے اس کے دل میں یہ تکبر پیدا ہوا کہ خدا نے مجھکو یہ شرف کسی کمال کی وجہ سے دیا ہے جو دوسرے ملائکہ میں نہیں ہے خدا تعالیٰ چونکہ دلوں کے اسرار کو جانتے ہیں اس وقت خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک صاحب خلافت مخلوق پیدا کروں گا۔

۳:۔ تیسرا قول جو حضرت ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا فرمائی تھی جب اس کو کوئی حکم دیا تو اس نے نافرمانی کی ابلیس اسی مخلوق کا ایک بقیہ فرد تھا چنانچہ حضرت عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے

ایک مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو اس نے انکار کر دیا تو خدا تعالیٰ نے ان پر ایک آگ مسلط فرمادی جس نے اس کو تباہ کر دیا پھر ایک دوسری مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ میں نے مٹی سے ایک بشر پیدا کیا ہے اس کو سجدہ کرو اس نے بھی نافرمانی کی خدا تعالیٰ نے اس کو بھی آگ سے تباہ کر دیا پھر ایک مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو اس نے کہا کہ ہاں کرتے ہیں اور ابلیس اسی مخلوق کا ایک فرد تھا جس نے سجدہ سے انکار کر دیا تھا۔ اس حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے لہذا یہ قابل استدلال نہیں ہو سکتی۔ ایک جماعت علماء کی رائے یہ ہے کہ ابلیس ان جنات میں سے ایک فرد تھا کہ جو زمین میں آباد تھے اور انہوں نے خون ریزی شروع کر دی تھی اور خدا کی نافرمانی کر کے زمین میں فساد برپا کر رکھا تھا پس فرشتوں نے ان کو ہلاک کر دیا تھا چنانچہ حضرت شہر ابن حوشب خدا کے قول "کان من الجن" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابلیس ان جنات میں تھا جن کو ملائکہ علیہم السلام نے بھگایا تھا اور اس کو کسی فرشتے نے قید کر لیا تھا اور اس کو آسمان پر لے گیا تھا۔ حضرت سعد ابن مسعود سے مروی ہے کہ ملائکہ نے جنات سے قتال کیا اور چونکہ ابلیس اس وقت صغیر سن تھا اس کو قید کر لیا اور وہ فرشتوں کے ساتھ مل کر عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ جب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا اس واسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا "الا ابلیس کان من الجن" ابو جعفر فرماتے ہیں کہ اس بارے میں سب سے صحیح قول وہی ہے جس کو خدا تعالیٰ نے ذکر کیا ہے یعنی "واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ" پس ممکن ہے کہ اس کا خدا کے حکم سے اعراض کرنا اس وجہ سے ہو کہ وہ قوم جنات سے تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا اعراض کرنا اس وجہ سے ہو کہ زیادہ عبادت گذار ہونے کی وجہ سے اس کے ہیں تکبر پیدا ہو گیا ہو چونکہ وہ آسمانِ دنیا کا سردار تھا اور خازن جنت بھی تھا۔

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ ان واقعات میں سے ہو کہ بغیر صحیح علم کے اس کے اندر کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی اور کوئی صحیح خبر ہمارے پاس اس بارے میں ہے نہیں بلکہ سب اختلافی اقوال ہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔

ابلیس کے ہلاک ہونے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے سے قبل زمین میں جنات آباد تھے اور خدا تعالیٰ نے ابلیس کو جنات کا قاضی وحاکم بنا کر بھیجا تھا پس وہ ایک ہزار سال تک بالکل حق فیصلے ان کے درمیان کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو حکم کہا جانے لگا اور یہ نام اس کا خدا تعالیٰ نے ہی رکھا تھا اور اس کو اس کی خبر بھی کر دی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے اندر تکبر پیدا ہو گیا پس جب وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا تو اب جنات کے درمیان عداوت وعناد کا بیج بو دیا جس کی وجہ سے دو ہزار سال تک آپس میں قتال کرتے رہے اور ان کی حالت اس قدر ابتر ہو گئی تھی کہ ان کے خیالات ہر وقت خونریزی میں گھومتے رہتے تھے جن لوگوں کی یہ رائے ہے وہ کہتے ہیں کہ خدا کے قول " افعیینا بالخلق الاول بل ھم فی لبس من خلق جدید" اور ملائکہ کے قول " اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدمآء " کا مطلب یہی ہے دونوں آیتوں میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ایک آگ بھیجی جس نے ان تمام جنات کو جلا کر ہلاک کر دیا پس جب ابلیس نے اپنی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھا تو آسمان پر چڑھ گیا اور ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ مل کر خدا کی ایسی عبادت کی کہ آج تک کسی مخلوق نے ایسی عبادت نہیں کی تھی پس وہ برابر خدا کی عبادت میں لگا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرما دیا پس اس وقت ابلیس نے جو کچھ نافرمانی کی وہ کی۔ اور جب خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو آگاہ کرنا چاہا کہ اب ابلیس ہلاک ہونے کے قریب ہے کیونکہ اس کے اندر تکبر پیدا ہو چکا ہے اور خدا نے فرمایا کہ

میں زمین میں ایک مخلوق پیدا کر رہا ہوں تو انہوں نے سابقہ مخلوق جنات کے کردار کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا کہ آپ ایسی مخلوق پیدا فرما رہے ہیں جو زمین میں فساد کرے گی اور خونریزی کرے گی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ملائکہ نے یہ بات اس لیے کہی تھی کہ وہ پہلے جنات کے کردار کو دیکھ چکے تھے کہ انہوں نے یہ سب کچھ کیا تھا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے یعنی شیطان کے اندر تکبر آ گیا ہے اور وہ خوش خیالی کا شکار ہے دیکھو میں اس کے تکبر کو عیاناً تمہارے سامنے ظاہر کراتا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ جب فرشتے وہ سب کچھ کہہ چکے اور خدا تعالیٰ نے فرمادیا کہ "انی اعلم ما لا تعلمون" تو خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو زمین پر بھیجا اور کہا کہ وہاں سے مٹی لاؤ اور جب وہ زمین پر آئے اور مٹی لینی چاہی تو زمین نے خدا کی پناہ مانگتے ہوئے کہا کہ خدارا مجھ کو پارہ پارہ نہ کیجیے پس انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور خالی ہاتھ چلے گئے۔ اور کہا کہ زمین نے معافی مانگی میں نے معاف کر دیا اور کچھ نہیں لایا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل کو بھیجا زمین نے ان سے بھی معافی مانگی انہوں نے بھی معاف کر دیا اور جبریلؑ کی طرح خالی ہاتھ چلے گئے پھر خدا تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا زمین نے ان سے بھی معافی مانگی انہوں نے کہا کہ میں خدا کے حکم پورا کیے بغیر نہیں جا سکتا پس زمین کے مختلف حصوں سے مٹی لے لی سیاہ سفید سرخ ہر قسم کے خطے سے مٹی لی یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے رنگ مختلف ہیں اور آسمان پر چلے گئے اور تمام مٹی ایک جگہ مل کر متغیر ہو گئی یہاں تک کہ اس کا خمیر تیار ہو گیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے" مسنون "

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ابلیس کو مٹی لانے کے لیے بھیجا تھا اس نے ہر قسم کے خطے سے مٹی لی جس سے آدم پیدا کیے گئے آدم کو آدم اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ ارض سے پیدا کیے گئے اسی وجہ سے ابلیس نے کہا تھا کہ میں ایسی مخلوق کو سجدہ نہیں کروں گا جس کو تو نے مجھ سے مٹی منگا کر بنایا ہے یعنی

یہ ایک بہت معمولی درجہ کی مخلوق ہے میں اس سے برتر ہوں۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے ہی مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی مٹی کے بارے میں حکم دیا پس فرشتوں نے اس کو جمع کر دیا پس خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور چالیس دن تک آدم علیہ السلام اسی حال میں رہے اس عرصہ میں ابلیس آپ کے پاس آیا کرتا اور پیر سے آپ کو چھیڑا کرتا جس سے آدم علیہ السلام کے جسم سے ایک خاص قسم کی آواز نکلا کرتی "من صلصال کالفخار" سے یہی مراد ہے اور کبھی آپ کے منھ سے داخل ہو کر پیچھے کے راستے سے نکلتا اور کبھی پیچھے کے راستے سے داخل ہو کر آپ کے منھ کے راستے سے نکلتا اور کہتا کہ اے آدم تو کوئی وقیع شئی نہیں ہے اگر مجھ کو موقع مل جائے تجھ کو ہلاک کر ڈالوں اگر تو مجھ پر قابو پالے تو بھی میں تیری بات نہ مانوں۔ حضرت ابن مسعودؓ و دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کروں گا جب وہ بن کر تیار ہو جائے تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا تاکہ ابلیس تکبر نہ کرے اور خدا تعالیٰ یوں کہیں کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا تو اس سے کیوں تکبر کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر دیا پس آپ مٹی کے ایک جسم کی شکل میں چالیس سال تک رہے پس جب فرشتے وہاں سے ڈرتے ہوئے گذرتے اور ابلیس سب سے زیادہ ڈرتا تھا جب وہ اس جسم کے پاس سے گذرتا تو گھنٹی کی طرح اس میں آواز پیدا ہو جاتی یہی مطلب ہے "من صلصال کالفخار" کا۔ اور شیطان یہ کہتا کہ نہ معلوم کس لیے یہ آدم پیدا کیا گیا ہے اور کبھی آپ کے منھ سے داخل ہو کر دبر سے نکلتا اور کبھی دبر سے داخل ہو کر منھ سے نکلتا اور فرشتوں سے کہتا کہ اس سے مت ڈرو تمہارا رب بے نیاز ہے اور یہ بڑے پیٹ والا ہے مراد اس سے انسان کا احتیاج ہے اور اگر میں اس پر قابو پا

گا تو اس کو ہلاک کر ڈالوں گا ایک روایت میں آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونکنے کا وقت قریب آ گیا تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ جب میں اس میں روح پھونک چکوں تو تم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا پس جب آپ کے جسم میں روح پھونکی گئی اور روح سر میں داخل ہوئی تو آپ کو چھینک آئی فرشتوں نے کہا اے آدم الحمد للہ کہو آپ نے الحمد للہ کہا پس اللہ نے کہا "یرحمک ربک یا آدم" اور جب روح آپ کی آنکھوں میں داخل ہوئی تو آپ نے جنت کے پھلوں کی طرف دیکھا اور جب آپ کے بطن میں داخل ہوئی تو آپ کو کھانے کی خواہش ہوئی پس آپ جلدی سے جنت کے پھلوں کی طرف لپکے حالانکہ روح آپ کے پیروں تک نہیں پہونچی تھی اس وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا "خلق الانسان من عجل" یعنی انسان بہت جلد باز ہے۔ پس تمام فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا بلکہ تکبر کیا اور منکرین میں سے بن گیا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور سجدہ کا حکم دیا ہے تو تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا ابلیس لعین نے کہا کہ میں بشر کو سجدہ نہیں کروں گا جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اللہ نے کہا کہ نکل یہاں سے مردود تو ذلیل و خوار ہی رہے گا۔ اس روایت کے بہت سے شواہد بھی ہیں مگر اکثر ان میں اسرائیلی روایات ہیں خدا تعالیٰ کا شیطان کو اترنے اور نکلنے کا حکم دینا دلیل ہے اس امر کی کہ وہ آسمان میں تھا جب اس نے نافرمانی کی تو اس کو نیچے اترنے کا حکم دیا گیا اور اس سے وہ مرتبہ سلب کر لیا گیا جو اس کو اس کی عبادت کے صلہ میں حاصل ہوا تھا اور اس کو ذلیل و خوار بنا کر زمین پر اتار دیا گیا۔

ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندر ان کی روح کو پھونکا تو آپ کا تمام جسم گوشت میں تبدیل ہو گیا پس جب روح آپ کی ناف میں پہونچی تو آدم علیہ السلام اپنے

خوبصورتی کو دیکھ کر خوش ہونے لگے اور آپ نے اٹھنا چاہا مگر اٹھ نہ سکے یہی مطلب ہے خدا کے قول "خلق الانسان من عجل" کا یعنی انسان بہت جلد باز ہے اور خلق الانسان عجولا کا یعنی انسان بہت جلد باز پیدا کیا گیا ہے جب آدم علیہ السلام اٹھنا چاہ رہے تھے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ انکو خوشی اور رنج پر صبر نہ ہوگا پھر جب روح آپ کے تمام جسم میں سرایت کر گئی تو آپ کو چھینک آئی آپ نے بحکم خداوندی الحمد للہ کہا اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا یرحمک اللہ یا آدم اے آدم خدا تعالیٰ تجھ پر رحم کرے پھر اللہ نے آسمانوں کے فرشتوں سے کہا مع ابلیس کے کہ آدم کو سجدہ کرو یہ حکم سنتے ہی تمام فرشتے سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا کیونکہ اس کو گمان تھا کہ میں آدم سے افضل ہوں اور یوں کہا کہ چونکہ میں اس سے افضل ہوں اس لئے میں اس کو سجدہ نہ کروں گا تو نے آدم کو مٹی سے بنایا ہے اور مجھ کو آگ سے پس اسی اعراض عن الحکم کی وجہ سے ابلیس ہمیشہ کے لئے لعین و مردود قرار دیدیا گیا ابن جریر نے اس روایت کو نقل کیا ہے اسی میں یہ بتایا گیا ہے کہ صرف آسمانوں کے فرشتوں کو مع ابلیس کے سجدہ کا حکم دیا گیا یہ تخصیص عام روایات کے منافی ہے چونکہ عام روایات میں یہی ثابت ہے کہ جمیع ملائکہ سجدہ کے مامور تھے نہ کہ صرف آسمانوں کے فرشتے احادیث صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہے پس اس اعتبار سے ابن جریر کی روایت میں نکارت و انقطاع ہے اگرچہ بعض متاخرین نے اس کو راجح قرار دیا ہے مگر اصح وہی ہے جس کو جمہور نے اختیار کیا ہے یعنی تمام فرشتے سجدہ کے مامور تھے جیسا کہ حدیث "اسجدلک ملائکتہ" یعنی اے آدم تجھ کو اللہ نے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا۔

ابن جریر نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کے اندر روح پھونکی اور آپ کے جسم میں پہنچی تو آپ کو چھینک آئی۔ پس آپ نے الحمد للہ

کہا اللہ تعالیٰ نے یرحمک ربک فرمایا یعنی اے آدم تیرا رب تیرے اوپر رحم کرے اور جب آپ کے تمام جسم میں روح سرایت کر گئی تو تمام فرشتے خدا کی طاعت وعہد و پیمان کو بجا لانے کے لئے سجدہ میں گر گئے اور ابلیس لعین سیدھا کھڑا رہا اس نے سجدہ نہیں کیا تھا حسد و بغض کی وجہ سے اپنے آپ کو افضل سمجھتا رہا یہاں تک کہ ارشادِ ربانی متوجہ ہوا " ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی" الخ پس جب خدا تعالیٰ ابلیس پر عتاب فرما چکے اور اس نے خدا کی طاعت نہیں کی بلکہ معصیت کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا " اخرج منھا فانک رجیم ولن علیک اللعنۃ الی یوم الدین" کہ اے مردود نکل میری جنت سے تو ہمیشہ لعین و مردود رہیگا اور قیامت تک تجھ پر لعنت رہے گی خدا کے اس حکم کی وجہ سے اور آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اور حق کے رو برو بے جا حجت گری کی وجہ سے وہ لعین و مردود ہوا اور اس نے بے سود حجت گری کی جس سے کچھ حاصل نہ ہو سکا بلکہ اس کا جرم اور سنگین ہو گیا جیسا کہ سورۃ سبحان میں ارشادِ خداوندی " وکفیٰ بربک وکیلا"

حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابلیس جنت سے ذلیل و خوار ہو کر نکل گیا اور آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرا دیا گیا تو آدم علیہ السلام تن تنہا جنت میں رہا کرتے اور کوئی مونس نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو وحشت ہوتی ایک روز جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کے سرہانے ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا ہے آدم علیہ السلام نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں عورت ہوں آپ نے معلوم کیا کہ تو کس لئے پیدا کی گئی ہے اس نے کہا تیری راحت و سکون کے لئے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے مبلغ علم کو دیکھنے کے لئے آدم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس عورت کا نام کیا ہے آپ نے فوراً جواب دیا کہ حواء فرشتوں

فرشتوں نے کہا کہ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے آپ نے جواب دیا "لا خلقت من شئ حی" یعنی حواء کو حواء اس لئے کہا گیا کہ ان کی پیدائش ایک حی یعنی زندہ شئ سے ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے آدم تو اور تیری بیوی جنت ہی میں رہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ خوب فراخی سے کھاؤ اس روایت کے راوی ابن جریر ہیں اور یہ روایت توریت سے لی گئی ہے جو اس وقت اہل کتاب کے پاس تھی۔ اس روایت سے تو معلوم ہو رہا ہے کہ حوّا علیہا السلام کی پیدائش جنت میں ہوئی اور قرآنی آیات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے قبل ہی حواء علیہا السلام کی پیدائش ہو چکی تھی جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے "یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ" ابن اسحاق نے اس روایت کو صراحۃً ذکر فرمایا ہے کہ جنت میں جانے سے قبل ہی حواء علیہا السلام کی پیدائش ہو چکی تھی۔ نیز ابنِ اسحاق نے ابن عباس سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ حواء علیہا السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کی سب سے چھوٹی پسلی سے ہوئی تھی جبکہ آپ سوئے ہوئے تھے آپ کی جس پسلی سے حوّا پیدا ہوئی تھیں اس جگہ پر گوشت منضم ہو گیا تھا۔ قرآن کریم کی آیت "یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ" الخ اور "وھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا" لیکن الیھا کا مصداق یہی ہے۔ ابنِ جریر فرماتے ہیں کہ جب آدم اور حواء علیہا السلام کو جنت میں ٹھیرا دیا گیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے مکمل آزادی دے دی کہ جنت میں جو چاہو کھاؤ اور جہاں چاہو پھرو مگر ایک خاص درخت کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے قریب بھی نہ جانا اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش و ابتلاء اس سے منع فرمایا تھا تاکہ قضاءِ الہٰی آدم اور حواء اور ان کی ذریت میں جاری ہو جائے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے "و یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ وکلا منھا رغداً حیث شئتما و لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین" پس شیطان نے ان کے قلوب میں وسوسہ ڈال دیا یہاں تک کہ ان کو اس درخت کا پھل کھانے پر آمادہ کر دیا جس سے ان کو ان کے رب

نے منع کیا تھا۔ پس جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو کھالیا تو فوراً ہی ان کا لباس خودبخود اتر گیا اور وہ برہنہ ہو گئے۔

ابلیس کی رسائی آدم و حواء تک کیسے ہوئی۔

ابن عباس اور ابن مسعود و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم و حواء کو جنت میں ٹھہرنے کا حکم دے دیا اور ان کو کہہ دیا گیا کہ تم جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم نافرمان بن جاؤ گے تو ابلیس نے ان کے پاس جنت میں جانا چاہا پس جنت کے محافظ فرشتوں نے اس کو روک دیا پس ابلیس جنت کے ایک چوپائے کے پاس آیا جس کو حیہ کہا جاتا ہے اور اس سے کہا کہ تو مجھ کو اپنے منہ میں لے کر آدم تک پہنچا دے اس جانور نے اس کو اپنے منہ میں لے کر جنت میں داخل کر دیا اور جنت کے محافظ فرشتوں کو خبر نہ ہو سکی چونکہ اللہ کو ایسا ہی منظور تھا اس لئے فرشتے اس کے دخول سے بے خبر رہے۔ جب ابلیس جنت میں داخل ہو چکا تو اس نے اس جانور کے منہ میں سے ہی آدم علیہ السلام سے گفتگو شروع کر دی آپ نے اولاً کوئی توجہ نہ دی تو وہ اس جانور کے منہ سے باہر آیا اور آدم سے کہنے لگا اے آدم تجھے ایسا درخت نہ بتا دوں جس کو کھا کر تو ہمیشہ زندہ رہے اور فرشتوں میں سے تیرا شمار ہونے لگے ابلیس نے یہ بات آدم علیہ السلام سے قسم کھا کر کہی تھی تاکہ آپ کو بالکل یقین آجائے ابلیس نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ اس کو معلوم تھا کہ آدم اور حواء کے شرمگاہ ہے اور اس درخت کے پھل کے کھانے سے وہ لباس خودبخود ساقط ہو جائے گا جس سے ان دونوں کی بے عزتی ہو گی چونکہ ابلیس اس بات سے واقف تھا اور آدم علیہ السلام اس بات سے واقف نہ تھے پس آدم علیہ السلام نے کھانے سے منع کر دیا اور حضرت حواء علیہا السلام نے بڑھ کر اس کو کھا لیا پھر آدم علیہ السلام سے کہا اے آدم آپ بھی کھالیں میں نے کھا لیا ہے اور مجھے کچھ نقصان نہیں دیا پس آپ نے بھی

کھالیا آدم علیہ السلام کے کھاتے ہی ان دونوں کا لباس خود بخود ساقط ہو گیا اور وہ دونوں برہنہ ہو گئے اور شرم کی وجہ سے انجیر کے پتوں سے اپنا بدن ڈھانکنا شروع کیا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ابلیس نے زمین کے تمام جانوروں پر اپنے کو پیش کیا کہ مجھے اٹھا کر جنت میں داخل کرا دو تاکہ میں آدم اور اس کی بیوی کو گمراہ کر سکوں۔ پس تمام جانوروں نے انکار کر دیا پھر سانپ سے کہا کہ میں انسان سے تیری حفاظت کروں گا بشرطیکہ تو مجھ کو جنت میں پہونچا دے پس سانپ نے شیطان کو اپنے کیلوں میں دبا لیا اور اس کو جنت میں پہونچا دیا اور ابلیس نے اس کے منہ میں ہی سے آدم و حواء سے گفتگو شروع کر دی چونکہ سانپ نے شیطان کا ساتھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا سانپ کا فطری لباس سلب کر لیا اور اس کے پاؤں بھی ختم کر دیئے چونکہ اس حرکت سے قبل سانپ کے چار پاؤں تھے اور دیگر جانوروں کی طرح اس کے بدن پر فطری لباس بھی تھا اب وہ بے لباس ہے اور پیٹ کے بل چلتا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ جہاں بھی سانپ ملے اس کو قتل کر دو تاکہ شیطان کی حفاظت کی ذمہ داری ختم ہو جائے جو اس نے سانپ کو دی تھی۔

ابن جریر نے ربیع کی روایت ذکر کی ہے کہ شیطان اونٹ کی شکل میں جنت میں داخل ہوا تھا اللہ نے اس کو لعین کر دیا پس اس کے پر ختم ہو گئے اور وہ سانپ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ حضرت ربیع نے ایک اور روایت ذکر کی ہے کہ اونٹ کے دانت دراصل جنات میں سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت میں داخل کر دیئے گئے تو آپ نے وہاں نعمتیں دیکھ کر کہا اے کاش یہاں ہمیشہ رہنا نصیب ہو جائے پس جب شیطان نے یہ بات سنی تو آپ کو اسی طریق سے بہکایا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ شیطان نے آدم و حواء کو گمراہ کرنے کی ابتداء اس طرح سے کی کہ اس نے ایک چیخ ماری جس کو سن کر وہ دونوں رنجیدہ ہو گئے اور شیطان سے

کہا کہ تو کیوں رو رہا ہے اس نے کہا کہ میں تمہاری وجہ سے رو رہا ہوں کیونکہ تم دونوں کے مرنے کے بعد یہ نعمت وکرامت تم سے سلب ہو جائے گی آدم و حواء نے جب یہ بات سنی تو ان پر ایک قسم کا اثر ہوا پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ میں تمہاری رہنمائی ایسے درخت کی طرف کر رہا ہوں جس کو کھا کر تم کو کبھی موت نہ آئے گی اور قسم کھا کر کہا کہ تمہارے رب نے اس درخت کے پھل کو کھانے سے اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم اس کو کھا کر حیات ابدی کے مستحق نہ بن جاؤ اور تمہارا شمار فرشتوں میں نہ ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ" یعنی ابلیس نے ان کو دھوکہ والی بات کی رہنمائی کی۔ ابن جریر نے ایک روایت میں فرمایا ہے کہ ابلیس نے ایک درخت کے بارے میں حواء کے دل میں وسوسہ پیدا کیا اور حواء کو اس درخت کے پاس لے جا کر اس درخت کی خوبیاں بیان کیں پھر اس طرح آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا پھر جب آدم علیہ السلام نے حواء علیہا السلام کو اپنی جنسی حاجت کے لیے بلایا تو حواء نے کہا کہ جب تک آپ یہاں نہیں آئیں گے آپ کی حاجت پوری نہ کروں گی جب آپ وہاں چلے گئے تو پھر یوں کہا کہ جب تک آپ اس درخت سے نہیں کھائیں گے تب تک آپ کی حاجت پوری نہیں کروں گی۔ پس دونوں نے مل کر کھا لیا کھاتے ہی خود بخود برہنہ ہو گئے اور آدم جنت میں بھاگنے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم مجھ سے بھاگ رہا ہے آپ نے جواب دیا نہیں میرے رب بلکہ مجھے شرم آ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اب آ رہا ہوں آپ نے کہا کہ حواء نے سب کچھ کرایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس جرم کے پاداش میں حواء کو ہر مہینہ حیض کا خون آیا کرے گا اور یہ ناقص العقل رہے گی حالانکہ میں نے اس کو کامل العقل پیدا کیا تھا اور اس کو مدت حمل اور وضع حمل کے وقت سخت پریشانی ہوا کرے گی حالانکہ میں نے آسانی کا فیصلہ کیا تھا۔ ابن زید فرماتے ہیں کہ اگر حواء سے وہ غلطی نہ ہوتی تو عورتوں کو حیض نہ آیا کرتا وہ کامل العقل ہوتیں اور حمل و وضع حمل میں آسانی ہوا کرتی۔ پس جب آدم و حواء نے درخت کا پھل کھا لیا تو اللہ تعالیٰ

نے ان کی سب نعمتیں سلب کر لیں اور ان کو جنت سے نکال دیا اور آدم و حواء کو اور ان کے دو دشمن ابلیس اور سانپ کو زمین پر اتار دیا اور فرما دیا "اھبطوا بعضکم لبعض عدو" بعض صحابہ کی رائے ہے کہ بعضکم لبعض عدو سے مراد آدم و حواء ابلیس و سانپ مراد ہے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ سانپ پر لعنت پڑی اس کے پر ختم کر دیئے گئے اور وہ پیٹ کے بل چلنے لگا اور اس کی روزی زمین میں کر دی گئی۔

فصل

آدم علیہ السلام جس جنت میں داخل کئے گئے تھے وہ کہاں تھی

مفسرین کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ جنت جس میں آدم علیہ السلام داخل کئے گئے تھے وہ کہاں تھی آیا زمین میں تھی یا آسمان میں بر توجیہ ثانی وہ جنت الخلد تھی یا اور کوئی دوسری جنت تھی۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ وہ جنت وہی تھی جو آسمان میں ہے جس کو جنت الماویٰ کہا جاتا ہے قرآنی آیات و احادیث کے ظاہر سے یہی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ "وقلنا یاآدم اسکن انت و زوجک الجنة" اس آیت کریمہ میں جنة کا الف لام نہ عموم کے لئے ہے اور نہ معہود لفظی کے لیے بلکہ معہود ذہنی کے لیے ہے جو شرعی اعتبار سے ثابت و مستقر ہے یعنی جنت الماویٰ اور جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا قول جو انھوں نے آدم علیہ السلام سے کہا تھا جبکہ آدم و موسیٰ کا مناظرہ ہوا تھا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے "اخرجتنا نفسک من الجنة" اس میں بھی جنت معرف باللام ہے اور اس سے مراد جنة الماویٰ ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائیں گے پس جب جنت قریب کی جائے گی تو مومنین اٹھیں گے اور آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہیں گے کہ اے ہمارے ابا

جنت کا دروازہ کھلوا دیجئے آدم علیہ السلام جواب دیں گے "وھل اخرجکم من الجنۃ الا خطیئۃ ابیکم"
یعنی تمہارے ابا کی خطا ہی کی وجہ سے تم جنت سے نکالے گئے ہو۔ اس حدیث شریف میں بھی
جنت معرف باللام ہے اور جنت الماویٰ ہی مراد ہے۔ مسلم شریف میں اس قسم کی ایک اور
روایت ہے اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جنت سے مراد جنۃ الماویٰ ہی ہے۔

کچھ علماء کی رائے ہے کہ جس جنت میں آدم علیہ السلام ٹھیرائے گئے تھے وہ جنت
جنۃ الماوی نہیں تھی چونکہ آدم علیہ السلام کو جنت میں مکلف بھی بنایا گیا تھا مثلاً ایک
مخصوص درخت کے استعمال سے روک دیا گیا تھا اور آپ کو نیند بھی طاری ہوئی تھی اور پھر
آپ کو نکالا گیا اور ابلیس بھی آپ کے پاس داخل ہوا اور یہ سب چیزیں جنۃ الماوی کی
شان کے خلاف ہیں چونکہ جنت کی شان یہ ہے۔ از مترجم بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد۔ یہ قول ابی ابن کعب، عبداللہ ابن عباس، وھب ابن منبہ، سفیان
ابن عینیہ سے منقول ہے اور علامہ ابن قتیبہ نے معارف میں اسی کو اختیار کیا ہے اور قاضی
منذر ابن سعید بلوطی نے بھی اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے اور امام ابو حنیفہ اور آپ کے
اصحاب سے اس کو نقل کیا ہے اور علامہ رازی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے ابوالقاسم
اور ابومسلم اصفہانی سے اس کو نقل فرمایا ہے امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں اسی قول کو
قدریہ اور معتزلہ سے نقل فرمایا ہے اور علامہ ابن حزم نے الملل والنحل میں اس مسئلہ کو مختلف
فیہ قرار دیا ہے۔ ابومحمد ابن عطیہ اور ابوعیسیٰ الرمانی ان حضرات نے بھی اپنی تفسیروں میں
اس کو مختلف فیہ قرار دیا ہے جمہور کی رائے وہی نقل کی ہے جو ابھی گذر چکی ہے یعنی
جنۃ الماوی ہی میں آدم علیہ السلام مقیم ہوئے تھے امام راغب اور قاضی ماوردی فرماتے
ہیں کہ علماء کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ جنت الماوی تھی دوسرا قول یہ
ہے کہ وہ جنت خاص کر آدم و حواء کے ابتلاء کے واسطے بنائی گئی تھی جنت الماوی نہیں
تھی کیونکہ وہ تو دار الجزاء ہے نہ کہ دار البلاء جن لوگوں نے اس کو اختیار کیا ہے کہ وہ جنت

ابتلاء کے واسطے بنائی گئی تھی ان کا اس میں اختلاف ہے کہ اس کا جائے وقوع کہاں تھا۔ کچھ حضرات کی رائے یہ ہے کہ آسمان میں تھی جس سے آدم وحواء کو زمین پر اتار دیا گیا حضرت حسن کی بھی یہی رائے ہے اور کچھ حضرات کی رائے ہے کہ وہ زمین پر ہی تھی اور یہیں پر آدم وحواء کی آزمائش ہوئی تھی ابن یحییٰ کا بھی یہی قول ہے۔ اور یہ واقعہ اس وقت کے بعد کا ہے جبکہ ابلیس کو آدم کے لیئے سجدہ کا حکم دیا گیا تھا رہے اس کے اندر یہ تین اقوال ہو گئے اور ان کی اپنی رائے اس بارے میں توقف کی یہی وجہ ہے کہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں چار قول نقل کئے ہیں اور چوتھا قول توقف شمار کرایا ہے اور ابو علی جبائی سے نقل کیا ہے کہ وہ جنت آسمانوں میں ہی تھی لیکن جنۃ الماویٰ سے دوسری تھی۔ جن لوگوں نے قول ثانی کو اختیار کیا ہے انہوں نے ایک اشکال کیا ہے کہ جس وقت ابلیس سجدہ کرنے سے باز رہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار سے نکال دیا اور زمین پر اتر جانے کا حکم دے دیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم شرعی احکام میں سے نہ تھا کہ جس کی مخالفت کا امکان نہ ہو بلکہ یہ ایک تقدیری امر تھا جس کی مخالفت خارج از امکان تھی اور اس میں کوئی استحالہ بھی نہیں ہے اور اخرج منھا کی ضمیر کا مرجع یا تو جنت ہے یا آسمان ہے اور یا ابلیس کا مقام ہے۔ بہرحال جو بھی ہو ابلیس کسی ایسی جگہ میں نہ تھا جہاں سے اس کو الگ ہونے کا حکم دیا گیا ہو کہ اس کو حسی طور پر مشاہدہ کیا جا سکے بلکہ یہ سب کچھ ایک تقدیری معاملہ تھا اور بطریق تمثیل اس کو اس طرح تعبیر کیا گیا ہے نیز ان کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے قلب میں وسوسہ ڈالا تھا اور آدم علیہ السلام سے خطاب کیا تھا "ھل ادلک علی شجرۃ الخلد وملک لا یبلی" یعنی میں تیری شجرۃ خلد کی طرف رہنمائی کر دوں تاکہ تجھ کو دوام حاصل ہو جائے اور شیطان نے یہ بھی کہا تھا۔ ما نھٰکما ربکما عن ھذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم وابلیس دونوں

ایک ہی جنت میں جمع ہو گئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ شیطان کا وہاں کو گذر ہوا ہو جس کو اجتماع سے تعبیر کر دیا گیا ہو یا آدم و ابلیس کی گفتگو اس حال میں ہوئی ہو کہ آدم جنت کے اندر ہوں اور ابلیس جنت کے دروازہ پر ہو. اس تمام تحقیق سے معلوم ہو رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی جنت زمین میں ہی تھی اور قول ثالث میں نظر ہے ان حضرات کا استدلال ابی ابن کعب کی حدیث ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے واسطے جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ لاؤ آپ کے بیٹے اس کی تلاش میں نکل پڑے پس ان کی ملائکہ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ملائکہ علیہم السلام نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے والد نے جنت کے انگوروں کے خوشہ کی خواہش ظاہر کی ہے اس کی تلاش میں جا رہے ہیں ملائکہ نے ان سے کہا کہ واپس چلے جاؤ تمہاری کفایت کی جا چکی پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس واپس آئے تو ان کی روح مبارک پرواز کر چکی تھی پس انہوں نے آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور خوشبو لگائی اور کفن دیا اور جبریل علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی تمام ملائکہ اور آدم کے بیٹوں نے جبریل علیہ السلام کی اقتداء کی اور آدم علیہ السلام کو دفن کر دیا پھر فرشتوں نے کہا کہ مردوں کو دفن کرنے کا طریقہ یہ ہے اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کی جنت تک پہنچنا ممکن نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام ہرگز جنت کے خوشہ کی تمنا نہ کرتے اور نہ ہی وہ تلاش کرنے کے لیے نکلتے پس اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی جنت زمین میں ہی تھی۔ واللہ اعلم۔

ان مستدلین نے یہ بھی کہا ہے کہ "اسکن انت وزوجک الجنۃ" میں الف لام کو معہود ذہنی کا قرار دینا یہ تسلیم ہے مگر سیاق قرآن کریم اس پر دلالت نہیں کرتا اس لئے کہ آدم علیہ السلام زمین سے پیدا ہوتا تو منقول ہے مگر ان کا آسمان پر اٹھایا

جانا کہیں منقول نہیں ہے پھر دوسری بات یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو زمین میں رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے "انی جاعل فی الارض خلیفۃ" الخ اور "اسکن انت وزوجک الجنۃ" کو اس طرح سمجھو جیسا کہ قرآن کریم کی آیت "اِنّا بلونا ھُم کما بلونا اصحٰب الجنۃ" پس جس طرح یہاں پر کوئی معہود لفظی نہیں ہے بلکہ معہود ذہنی ہے جس پر سیاق کلام دلالت کر رہا ہے اسی طرح "اسکن انت وزوجک الجنۃ" کے الف لام کو مان لیا جائے۔ نیز یہ بھی ہے کہ ہبوط کے لئے نزول من السماء ضروری نہیں ہے اور نہ ہی ہبوط نزول من السماء پر دلالت کرتا ہے دیکھیے قرآن کریم "ینوح اھبط بسلام منا" الخ، نوح علیہ السلام کو ہبوط کا حکم دیا جا رہا ہے حالانکہ وہ آسمان پر نہیں تھے بلکہ کشتی میں سوار تھے جو جودی پر آکر ٹھہر گئی تھی اور پانی ختم ہو چکا تھا اس وقت آپ کو حکم ملا تھا کہ زمین کی طرف اتر آؤ دوسری آیت ہے "وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ" احادیث ولغت میں بھی اس طرح کے استعمالات وافر تعداد میں موجود ہیں لہذا ھبوط سے بھی جنت کے آسمانوں پر ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں۔

ان حضرات کا کہنا ہے کہ واقعۃ وہ زمین پر ہی تھا البتہ زمین کے تمام خطوں سے اس کا خطہ بلند و بالا تھا اس میں درخت بھی تھے سایہ بھی تھا پھل فروٹ بھی تھے سبزی و شادابی بھی تھی خوشی و خرمی بھی تھی غرضیکہ ہر قسم کی راحت کا سامان کثیر در کثیر تھا جیسا کہ قرآن کریم میں "اِنَّ لک الا تجوع فیھا ولا تعریٰ وانک لا تظمؤ فیھا ولا تضحیٰ" الخ میں جب آدم علیہ السلام سے اکل شجر کا صدور ہوا تو آپ کو مشقت والی زمین میں اتار دیا گیا اور ہر قسم کے مصائب و آلام میں آپ کو مبتلا کر دیا گیا نیز سکانِ ارض کے اخلاق و عادات متفاوت بنا دیئے گئے اور خیال و ارادے سب کے سب متغیر کر دیئے گئے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے "ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین" یعنی دنیا تمہاری جائے پناہ ہے اور چند دنوں تمہیں وہاں رہنا ہے اس سے کوئی یہ نہ

گمان کرے کہ آدم علیہ السلام آسمان میں تھے چونکہ یہ ایسا ہی ہے "وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعد الاخرۃ جئنا بکم لفیفاً" اس آیت میں بنی اسرائیل کو زمین میں رہنے کا حکم مذکور ہے حالانکہ وہ پہلے ہی سے زمین میں تھے پس جس طرح اس آیت میں مطلق قرار فی الارض مراد ہے اس طرح ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین میں مطلق قرار فی الارض مراد ہے ھبوط من السَّمَآءِ مراد نہیں۔

فصل

شجرہ ممنوعہ کا بیان

آدم و حواء کو جس درخت کے تناول سے منع کیا گیا تھا اس کے بارے میں علماء مفسرین کا اختلاف ہے کچھ صحابہ و تابعین کی رائے یہ ہے کہ وہ انگور کا پھل تھا جیسا کہ ابن عباس و سعید ابن جبیر وغیرہ کا یہی خیال ہے یہود کا کہنا یہ ہے کہ وہ گیہوں کا درخت تھا۔ حضرت ابن عباس و حسن بصری وغیرہ سے بھی ایک روایت میں یہی آیا ہے حضرت وہب فرماتے ہیں کہ جنت سے اس گیہوں کا ایک دانہ بیل کی ٹانٹ کے برابر موٹا تھا اور اس کی روٹی گھی سے رقیق اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ وہ کھجور کا درخت تھا۔ ابن جریج مجاہد سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ انجیر کا درخت تھا۔ حضرت قتادہ و ابن جریج کی بھی اپنی رائے یہی ہے۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ اس درخت کے کھاتے ہی حدث لاحق ہو جاتا تھا اور حدث جنت کے مناسب نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کو سوار سو سال تک بھی طے نہیں کر سکتا اور وہ شجر خلد ہے۔ غندر فرماتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے معلوم کیا کہ کیا وہ شجر خلد ہی ہے شعبہ نے جواب دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی تعیین کو مبہم فرمایا اس میں کوئی مصلحت ہوتی تو اللہ تعالیٰ

ضرور بیان فرماتے۔

فصل

علم آدم الاسمآء کلھا کی مختصر تفسیر

اگرچہ یہ بحث ہماری کتاب کے موضوع کے مناسب نہیں مگر طرداً للباب اس کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول "وعلم آدم الاسمآء کلھا" یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھلا دیئے تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے وہی اسماء مراد ہیں جن کو انسان آپس میں جانتے پہچانتے ہیں مثلاً انسان، جانور، زمین، پہاڑ، دریا، گدھے، گھوڑے وغیرہ ہر قسم کی مخلوق کے اسماء مراد ہیں۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے نام سکھلا دیئے گئے یہاں تک کہ پیالہ ہانڈی وغیرہ کے اسماء بھی سکھلا دیئے گئے تھے۔ سعید ابن جبیر و حضرت قتادہ وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے۔ حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ تمام فرشتوں کے نام سکھلائے گئے تھے۔ عبدالرحمٰن ابنِ زید فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی ذریت کے نام سکھلائے گئے تھے۔ اور صحیح یہ ہے کہ تمام چھوٹے بڑے جانوروں کے نام اور ان کے افعال کے نام سکھلا دیئے گئے تھے۔ جیسا کہ ابنِ عباسؓ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

امام بخاری نے اس سلسلے میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن مسلمان جمع ہو کر کہیں گے اللہ تعالیٰ سے قبول شفاعت کی درخواست کرنی چاہیئے پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا ہے اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا ہے اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھلائے گئے اس حدیث شریف میں آدم علیہ السلام کی چار فضیلتوں کا ذکر

ہے جن میں سے ایک ہر چیز کے اسماء کا سکھایا جانا بھی ہے۔ اس طرح آدم و موسیٰ میں جب مناظرہ ہوا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ کے ان چار فضائل کا تذکرہ کیا تھا اور محشر والے بھی ان کا ذکر کریں گے

۱۲۵واں باب

شیطان کا آدم و حواء سے تعرض کرنا

امام احمد ابن حنبل نے حضرت سمرہ کی روایت نقل فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حواء علیہا السلام کے بچے پیدا ہونے شروع ہوئے تو آپ کے بچے حیات نہ رہتے تھے پس ابلیس نے حضرت حواء کے پاس آنا شروع کر دیا اور ان سے یوں کہا کہ اب کی بار اپنے بچے کا نام عبدالحارث رکھنا وہ حیات رہے گا پس جب ان کے بچہ ہوا تو انہوں نے اس کا نام عبدالحارث ہی رکھ دیا یہ سب ابلیس ہی کے وسوسے تھے امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے اور حسن غریب کا درجہ اس کو دیا ہے اور کچھ محدثین نے اس کو موقوف قرار دیا ہے جس سے اس کی صحت مخدوش ہو جاتی ہے بظاہر یہ روایت اسرائیلیات سے معلوم ہوتی ہے کعب احبار اور اس کے اصحاب نے اس کو بیان کیا ہے۔ نیز حضرت حسن سے آیت کریمہ "یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم" الخ کی تفسیر اس کے خلاف ذکر فرمائی ہے اگر ان کے پاس کوئی مرفوع حدیث ہوتی تو وہ ہرگز اس سے عدول فرما کر دوسری تفسیر نہ فرماتے نیز عقلاً بھی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم و حواء کو افزائش نسل انسانی کے لئے پیدا فرمایا تھا تو پھر ان کے بچے کیوں مرجاتے تھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے پس اس حدیث شریف کو مرفوع قرار دینا غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ قرآن کریم

میں ارشادِ خداوندی "ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ" الی قولہ تعالیٰ اللہ عما یشرکون اس آیتِ کریمہ میں آدم علیہ السلام کے ذکر کی طرف اذہان کو مائل کرنا مقصود ہے پھر طرداً اللباب جنس انسانی کا بھی ذکر کر دیا گیا یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ بذاتِ خود آدم و حواء نے ہی کیا ہو اس طرح کا اندازِ بیان قرآن کریم میں بہت سی جگہ موجود ہے یعنی اولاً کسی فرد کو بیان کیا ہو پھر اس کی جنس کو بھی بیان کر دیا گیا ہو۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم کی آیت "ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین" اس آیت میں اولاً انسانِ اول یعنی آدم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا اور پھر تمام نسل انسانی کا تذکرہ کر دیا گیا ایک آیت میں ہے "ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناھا رجوما للشیاطین واعتدنا لھم عذاب السعیر" اس آیت میں اولاً ان کواکب کا ذکر کیا گیا جن سے آسمانِ دنیا کو مزین کیا گیا ہے اور پھر طرداً اللباب رجوم شیاطین کا بھی تذکرہ کر دیا گیا حالانکہ رجوم شیاطین اور ہیں اور مصابیح السماء اور ہیں مگر طرداً اللباب دونوں کو ذکر کر دیا گیا۔ بالکل یہی توجیہہ اس آیت کی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے آدم کو پیدا کیا پھر ان کی تسکین کے لئے ان کی زوجہ حواء کو پیدا کیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو ولد صالح عطا کیا تو انہوں نے شرک شروع کر دیا اس آیت میں شرک کرنے والوں سے آدم و حواء ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ اولاد آدم کے مشرکین مراد ہیں جن کو طرداً اللباب ذکر کیا گیا ہے۔

۲۶ واں باب

شیطان کا نوح علیہ السلام سے کشتی میں تعرض کرنا

سالم ابن عبد اللہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہو گئے تو آپ نے کشتی میں ایک نامعلوم بوڑھا دیکھا آپ نے اس

سے کہا کہ تجھ کو کس نے آنے کی اجازت دی اس نے کہا میں اس لئے داخل ہوا ہوں تاکہ تیرے ساتھیوں کے قلوب کا شکار کرلوں پس ان کے قلوب میرے تابع ہوں گے اور اجسام تیرے تابع ہوں گے آپ نے یہ سن کر حکم دیا کہ نکل خدا کے دشمن یہاں سے اس نے کہا کہ پانچ چیزوں کے ذریعے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں تین چیزیں ان میں سے آپ کو بتلادوں گا اور دو نہیں بتلاؤں گا نوح علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ اس سے یوں کہو کہ وہ دو ہی بتلا تین کو رہنے دے چونکہ وہ ان دو ہی سے لوگوں کو ہلاک کرتا ہے شیطان نے کہا کہ وہ دو چیزیں ان میں ایک حسد ہے۔ حسد ہی کی وجہ سے میں لعین و مردود ہوا ہوں اور دوسری چیز حرص ہے۔ جب آدم علیہ السلام کے لئے جنت میں رہنے کی عام اجازت مل گئی تو میں نے ان کو حرص میں مبتلا کر کے اپنی دشمنی پوری کی۔ حرص سے مراد شیطان کا وہ وسوسہ ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ تم اس درخت کو کھالو اس سے تم کو ہمیشگی نصیب ہو جائے گی۔ پس آدم علیہ السلام نے ہمیشگی کی حرص میں اس کو کھالیا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ابلیس موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور یوں کہا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت سے نوازا اور آپ سے کلام فرمایا میں بھی اللہ کی مخلوق ہوں میں نے ایک گناہ کیا تھا اب میں چاہتا ہوں کہ تائب ہو جاؤں پس آپ میری خدا تعالیٰ کے یہاں سفارش کردیں تاکہ وہ میری توبہ قبول فرمائے موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اے موسیٰ اس سے کہہ دو اگر وہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے گا تو ہم اس کی توبہ قبول کرلیں گے موسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے کہا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے تو آدم کی قبر کو سجدہ کرے تیری مغفرت ہو جائے گی ابلیس نے غصہ ہو کر متکبرانہ انداز میں کہا کہ میں نے آدم کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا تھا اب مرنے کے بعد کیسے کرسکتا ہوں پھر ابلیس نے کہا اے موسیٰ چونکہ آپ نے میری سفارش کی ہے

اس لئے آپ کا میرے اوپر ایک حق واجب ہو گیا پس میں بھی آپ کو بطورِ احسان ایک بات بتلاتا ہوں۔ تین وقتوں میں مجھے یاد کر لیا کرو کیونکہ ان تینوں وقتوں ہی میں میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں۔

۱۔ غصہ کے وقت جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو میں ہی اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہوں اور میں اس وقت پورا انسان کے اندر سماجاتا ہوں اور خون کی طرح اس کے پورے جسم میں سرایت کرتا ہوں۔

۲۔ جہاد کے وقت جب آدمی جہاد شروع کرتا ہے میں آکر اس کو بیوی بچے یاد دلا دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ ان کی یاد میں جہاد سے بھاگ جاتا ہے۔

۳۔ آپ اجنبی عورت کے پاس بیٹھنے سے ہمیشہ بچتے رہیں چونکہ ایسے وقت میں میں اجنبی مرد و عورت کے درمیان قاصد بن جاتا ہوں اور ان کو مبتلا کر دیتا ہوں

ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہر گئی تو آپ نے اس پیچھے والے حصے میں ابلیس کو دیکھا آپ نے دیکھ کر فرمایا تیرا ناس ہو تیری وجہ سے زمین والے غرق ہو کر تباہ ہو گئے ابلیس نے کہا پھر میں کیا کروں آپ نے فرمایا توبہ کر لے ابلیس نے کہا کہ آپ رب سے معلوم کر لو کیا میرے لئے اب بھی توبہ کی گنجائش ہے نوح علیہ السلام نے دعا کی خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ ابلیس کی توبہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے ہم معاف کر دیں گے آپ نے ابلیس کو یہ پیغام خداوندی سنا دیا ابلیس نے سن کر کہا کہ میں آدمؑ کو زندگی میں تو سجدہ نہ کر سکا مرنے کے بعد کیسے کر سکتا ہوں۔ حضرت لیث سے مروی ہے کہ ابلیس نے نوح علیہ السلام سے کہا اے نوح حسد سے بچتے رہنا کیونکہ میں نے حسد کیا تھا پس مجھے جنت سے نکلنا پڑا اور طمع سے بھی بچتے رہنا کیونکہ آدم نے شجرہ ممنوعہ کھا کر خلد کی طمع کی تھی ان کو بھی جنت سے نکلنا پڑا۔ ابنِ عباس سے مروی ہے کہ جانوروں میں سے سب سے پہلے کشتی نوح میں دربہ (ایک جانور کا نام

ہے) داخل ہوا تھا اور سب سے بعد میں گدھا داخل ہوا تھا پس ابلیس بھی گدھے کی دم سے چمٹ کر داخل ہو گیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۷واں باب

شیطان کا ابراہیم علیہ السلام سے تعرض کرنا جبکہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے

امام زہریؒ آیت کریمہ "انی اریٰ فی المنام انی اذبحک" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ اور کعب دونوں بیٹھے ہوئے تھے ابوہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سُنا رہے تھے اور کعبؓ اسرائیلی کتابوں کی روایات سنا رہے تھے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کو ایک دعاء مستجاب کا اختیار دیا گیا ہے اور میں نے اپنی دعاء مستجاب بچا رکھی ہے کہ قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لئے کروں گا کعب نے یہ سن کر کہا کہ کیا آپ نے بذاتِ خود یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہاں کعب نے کہا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں ان پر کیا میں تجھ کو اس وقت کا قصہ نہ سناؤں جبکہ ابراہیم علیہ السلام اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ کعب نے کہا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچہ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو شیطان نے کہا کہ اگر آج میں ان کو مبتلا نہ کر سکا تو پھر کبھی بھی یہ میرے قبضہ میں نہ آسکیں گے پس جب ابراہیم اپنے بچے کو لیکر چلے تاکہ اس کو ذبح کر کے حکم خداوندی بجالائیں تو شیطان حضرت سارہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ ابراہیم تیرے بچے کو کہاں لے جا رہے ہیں حضرت سارہ نے کہا کہ کسی کام کے لئے لے جا رہے ہیں شیطان نے کہا وہ کسی کام کے لئے نہیں لے گئے بلکہ ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں حضرت سارہ نے پوچھا وہ اس کو کیوں ذبح کر رہے ہیں ابلیس نے کہا

کہ ابراہیم یہ کہتا ہے کہ اس کے رب نے اس کے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت سارہ نے جواب دیا اگر وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ان کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے پس شیطان یہ سن کر مایوس ہو کر واپس آیا اور حضرت اسماعیل سے کہا کہ تیرا باپ تجھے کہاں لے جارہا ہے انہوں نے کہا کہ کسی کام کے لئے لے جارہے ہیں ابلیس نے کہا کہ کسی کام کے لئے نہیں لے جارہے ہیں بلکہ تجھے ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا مجھے کیوں ذبح کر رہے ہیں ابلیس نے کہا وہ یوں کہتے ہیں کہ ان کے رب نے ان کو ایسا ہی حکم دیا ہے اسماعیل علیہ السلام نے سن کر کہا کہ اگر خدا کا حکم ایسے ہی ہے تو مجھے اس سے اعتراض نہیں میں راضی ہوں اور وہ ضرور اس کلمہ کو بجالائیں گے ابلیس یہاں سے بھی مایوس ہو کر لوٹا اور پھر ابراہیمؑ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ اپنے بچے کو کہاں لے جارہے ہو انہوں نے کہا کہ ایک کام کے لئے لے جارہا ہوں ابلیس نے کہا کہ کام کے لئے نہیں لے جارہے بلکہ ذبح کرنے کے لئے لے جارہے ہو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ذبح کیوں کر رہا ہوں پس ابلیس نے کہا کہ تیرا گمان یہ ہے کہ خدا کا حکم ایسے ہی ملا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جبکہ یہ خدا کا حکم ہے تو میں ضرور کروں گا ہرگز باز نہیں آؤں گا ابلیس یہاں سے بھی مایوس ہو کر واپس چلا آیا اس کے بعد وہ سارا واقعہ پیش آیا جس کو قرآنِ کریم نے "فلما اسلما وتلہ للجبین" سے شروع کیا ہے۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ جب وہ سارا واقعہ گذر چکا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے اسماعیل دعا مانگ تیری دعا قبول کروں گا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میری دعا یہ ہے کہ اولین وآخرین جو بھی آدمی تجھ سے اس حال میں ملے کہ اس نے شرک نہ کیا ہو آپ اس کو جنت میں داخل فرمادیں۔

فصل

علماء و مفسرین صحابہ و تابعین کا اس میں شدید اختلاف ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے یا حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ حضرات صحابہ و تابعین نے ذبیح اللہ حضرت اسحاق کو قرار دیا ہے جیسا کہ خود اس کتاب میں بھی مذکور ہے اور بعض نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ قرار دیا ہے ہر ایک کے پاس مضبوط دلائل ہیں مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلہ کو بسط کے ساتھ اپنی کتاب قلادۃ النحر فی تفسیر سورۃ الکوثر میں تحریر کر دیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ کر لی جاوے

نوٹ (از مترجم) مصنف رحمۃ اللہ کی یہ کتاب ابھی تک نایاب ہے و غیر مطبوع اگر کوئی صاحب مطلع ہوں تو براہِ کرم احقر کو بھی مطلع کر دیں نوازش ہوگی (محمد میرٹھی)

۲۸ واں باب

شیطان کا موسیٰ علیہ السلام سے تعرض کرنا

زیاد ابن الفم سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کسی مجلس میں تشریف فرما تھے ابلیس ایک رنگین ٹوپی پہنے ہوئے آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو سلام کیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو ہلاک ہو تو کون ہے اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں آپ نے کہا کہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کیونکہ آپ بلند مرتبہ ہیں اس لئے آپ کو سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں آپ نے پوچھا کہ یہ ٹوپی میں کیا ہے ابلیس نے کہا کہ اس سے اولادِ آدم کے دِلوں کو اچکتا ہوں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ انسان کے تیرے پھندے میں آجانے کی علامت کیا ہے اس نے کہا جب وہ تکبر کرنے لگے اور خود پسندی میں مبتلا ہو جائے اور اپنے گناہوں کا خیال اس کے دل سے نکل جائے اس وقت وہ میرے پورے قبضہ میں ہوتا ہے اور اے

موسیٰ میں آپ کو تین چیزوں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

۱۔ اجنبی عورت سے خلوت نہ کرنا۔ چونکہ جب آدمی اجنبی عورت سے خلوت کرتا ہے تو میں اس کا ساتھی بنکر اس کو اس عورت کے ساتھ مبتلا کر دیتا ہوں۔

۲۔ عہدِ خداوندی کو پورا کرتے رہنا۔ کیونکہ جب آدمی خدا سے عہد کرتا ہے تو میں عہد شکنی میں مبتلا کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں اور کامیاب ہو جاتا ہوں۔

۳۔ جب آپ صدقہ کرنا چاہیں تو اس کو کر گذریں ورنہ میں درمیان میں پڑ کر اس کو ایفاء سے روک دیتا ہوں۔

اس کے بعد شیطان یہ کہتے ہوئے واپس ہوا ہائے افسوس موسیٰ علیہ السلام ان تین باتوں پر مطلع ہوئے اب وہ لوگوں کو ان سے بچنے کی ترغیب دیں گے۔

فضیل ابنِ عیاض اپنے کسی استاد سے نقل فرماتے ہیں کہ ابلیس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جبکہ وہ اپنے رب سے مناجات فرما رہے تھے ایک فرشتہ نے ابلیس سے پوچھا تیرا ناس ہو تو اس سے کیا چاہتا ہے اس حال میں کہ جب وہ مناجات میں مشغول ہیں ابلیس نے کہا کہ وہی چاہتا ہوں جو ان کے جدِّ امجد آدم علیہ السلام سے چاہا تھا جبکہ وہ جنت میں تھے مراد اس سے گمراہ کرنا ہے ابلیس نے کئی انبیاء علیہم السلام سے تعرض کیا ہے جیسا کہ نوح علیہ السلام کا قِصّہ ابھی گذرا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا قِصّہ اس باب میں مذکور ہے۔

۱۲۹واں باب

ذوالکفل علیہ السلام سے ابلیس کا تعرض کرنا۔

ابنِ ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ ایک نبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص مجھے ضمانت دے اس بات کی کہ وہ غصہ نہ ہوگا تو وہ جنت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں رہے گا

اور وہی میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا ایک نوجوان نے کہا میں ضمانت دیتا ہوں اس نبی نے تین بار اس سے عہد کرایا پس جب اس نبی کا انتقال ہوگیا تو وہی نوجوان اس کا خلیفہ مقرر ہوا پس شیطان آیا تاکہ اس کو کسی بات پر ناراض کردے پس شیطان نے پہلے ایک شخص کو بھیجا اس شخص نے آکر جواب دیا کہ میں نے ان کو ناراض نہیں پایا پھر دوسرے شخص کو بھیجا اس نے بھی یہی کہا پھر شیطان نے خود جاکر ان کا ہاتھ پکڑ لیا انہوں نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور اس کو کچھ نہ کہا پس اس وقت سے اس نوجوان کا نام ذوالکفل پڑ گیا چونکہ انہوں نے عدم ناراضگی کے عہد کا ایفاء کردیا۔

۱۳۰واں باب

شیطان کا ایوب علیہ السلام سے تعرض کرنا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے رب مجھ کو ایوب علیہ السلام پر مسلط کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو ایوب کے مال و اولاد پر مسلط کردیا مگر اس کے جسم پر تصرف کا حق نہ ہوگا پس شیطان نے اپنا لشکر جمع کیا اور ان سے کہا کہ مجھ کو ایوب پر مسلط کردیا گیا ہے اب مجھ کو تم سے کام لینا ہے لہٰذا تم سب اپنی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرو اتنا سنتے ہی وہ سب لشکر مثل آگ ہوگیا اور پھر اچانک مثل آب ہوگیا اور ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک پہنچ گیا پس جب ابلیس نے ان کی طاقت و قوت دیکھ لی تو ان میں سے ایک ٹکڑی کو ایوب علیہ السلام کی کھیتی کی طرف روانہ کیا اور ایک کو ان کے اونٹوں کی طرف اور ایک کو ان کی بکریوں کی طرف اور ایک کو ان کی گائے بیل کی طرف اور ان سے یہ کہہ دیا کہ ایک ایک کو تباہ کردو بالکل کچھ نہ بچ پائے پس انہوں نے بحکم ابلیس سب کو تباہ کردیا پس کھیتی کے نگران نے ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ اے ایوب اللہ تعالیٰ نے ایک آگ سے آپ کی کھیتی کو تباہ کردیا پھر اونٹوں کے

رکھوالے نے بھی خبر دی پھر گائے کے چرواہے نے اسی طرح خبر دی پھر بکریاں چرانے والے نے بھی خبر جانکاہ سنائی جب ابلیس کا لشکر ایوب علیہ السلام کے تمام جانوروں اور کھیتی کو تباہ کر چکا تو اب ابلیس ایوب علیہ السلام کے بیٹوں کو تباہ کرنے کے لئے چل دیا وہ سب کے سب ایک مکان میں جمع ہو کر کھانے پینے میں مشغول تھے کہ اچانک ایک ہوا چلی جس کی شدت سے مکان کے تمام ستون گر کر زمین پر جا پڑے اور وہ سب کے سب وہیں فنا ہو گئے ابلیس دو بالے کان میں پہن کر ایک غلام کی شکل میں ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور تمام سرگذشت سنائی ایوب علیہ السلام نے معلوم کیا تو اس وقت کہاں تھا اس نے جواب دیا وہیں تھا مگر میں کسی طرح نکل بھاگا ایوب علیہ السلام نے کہا تو جھوٹا ہے بلکہ تو تو شیطان ہے تو نے ہی یہ سب حرکت کی ہے مگر ہم کو الحمد للہ کوئی پرواہ نہیں ماں کے پیٹ سے تنہا آئے تھے تنہا ہی رہ گئے ایوب علیہ السلام نے اپنا سر منڈا کر نماز کی نیت باندھ لی ابلیس نے یہ حالت دیکھ کر ایک بہت ہی تیز چیخ ماری اور پھر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ ایوب اب بھی بعینہٖ ثابت قدم ہے اب کی بار مجھے اس کے جسم پر تسلط دیدے اللہ تعالیٰ نے کہا جا دے دیا مگر اس کے قلب پر تسلط نہیں ہے پس شیطان نے ایک پھونک ماری جس سے ان کا تمام بدن پھوڑے پھنسیوں سے بھر گیا اور آپ ہر وقت راکھ پر پڑے رہنے لگے آپ کی بیوی نے کہا اے ایوب ہم بہت پریشان ہو گئے ہیں. مزدوری کر کے تیرے لئے ایک ایک روٹی لاتی ہوں. اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو کہ آپ کو شفاء ہو جاوے ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہم ستر سال تک خوشحالی میں رہے ہیں پس ستر سال تک پریشانی میں رہتے رہیں اس کے بعد دعا کروں گا پھر آپ سات سال بعد پہلے کی طرح ہو گئے. ابو بکر ابن محمد نے طلحہ ابن مصرف سے نقل کیا ہے کہ ابلیس نے کہا کہ ایوب علیہ السلام سے مجھے کوئی خوشی حاصل نہ ہو سکی کیونکہ وہ بہت بڑے صابر نکلے البتہ جب وہ شدت غم سے کراہتے تھے تو میں خوش ہوتا تھا کہ ان کو کم از کم درد تو ہوا. وہب ابن منبہ

اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ ابلیس نے ایوب علیہ السلام کی بیوی سے کہا کہ تم اس قدر مصیبت کو پہونچی اس عورت نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ایسا ہی لکھ رکھا تھا ابلیس نے کہا کہ تو میرے پیچھے پیچھے آ پس وہ چل پڑی ابلیس نے ان کو ایک جنگل میں لے جاکر وہ سب مال واسباب دکھلائے جو ان کے ہلاک ہو چکے تھے اور اس عورت سے کہا کہ تو مجھ کو سجدہ کرے تمہارے سب مال واسباب واپس کردوں گا اس عورت نے کہا کہ میں اپنے شوہر سے معلوم کرلوں چنانچہ واپس آکر ایوب علیہ السلام کو سارا قصہ سنایا آپ نے سن کر فرمایا کہ ہرگز نہیں یاد رکھو وہ شیطان ہے اگر تو نے اس کی بات مان لی تو تیرے سو کوڑے رسید کردوں گا۔

۱۳۱ واں باب

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے روبرو شیطان کا آنا۔

وہیب ابن ورد فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ روایت پہونچی ہے کہ ابلیس حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوکر آیا اور ان سے کہا کہ میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں آپ نے سن کر کہا تو جھوٹا ہے مجھ کو بھلی بات کیسے بتا سکتا ہے البتہ میں ہی تجھ سے پوچھتا ہوں کہ اولاد آدم تیرے حق میں کتنی قسم کی ہے اس نے کہا کہ ہم کو تین قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے پہلی قسم کے لوگ تو بہت سخت ہیں اور وہ، وہ لوگ ہیں کہ جن کو ہم بہکا کر مبتلائے معصیت کردیتے ہیں مگر وہ پھر توبہ کرکے ہماری کمر توڑ دیتے ہیں ہم پھر دوبارہ مبتلا کرتے ہیں وہ پھر اسی طرح توبہ و استغفار سے ہماری کمر توڑ دیتے ہیں ایسے لوگوں سے نہ تو ہم مایوس ہی ہوتے ہیں اور نہ ہی ہمارا مقصد کما حقہٗ پورا ہو پاتا ہے البتہ ہم کو سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ دوسری قسم کے لوگ ہمارے ہاتھوں میں گیند کی طرح گھومتے رہتے ہیں ہم جس طرح چاہتے ہیں ان کو گھماتے ہیں ان کے ساتھ ہمیں کچھ بھی کرنا

نہیں پڑتا تیسری قسم کے لوگ معصومین ہیں ہمارے اندران کے پاس پھٹکنے کی بھی ہمت نہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا اس کو چھوڑ مجھے یہ بتلا کہ کیا کبھی تو نے مجھے بھی بہکایا ہے۔ ابلیس نے کہا ایک مرتبہ جبکہ آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو میں اس کو برابر لذیذ تصور کراتا رہا یہاں تک کہ آپ نے معمول سے زیادہ کھالیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اس رات سوتے ہی رہے اور تہجد میں بیدار نہ ہو سکے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کبھی آئندہ شکم سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا ابلیس نے کہا میں بھی آئندہ کسی کو نصیحت نہ کروں گا۔

عبداللہ ابن احمد ابن حنبل نے بھی اس روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ایک اور روایت ذکر کی ہے کہ ابلیس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات کی آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ اور سب سے زیادہ مبغوض کون ہے ابلیس نے کہا کہ میرے نزدیک بخیل مومن سب سے زیادہ محبوب ہے اور سخاوت کرنے والا فاسق سب سے زیادہ مبغوض ہے حضرت یحییٰ نے معلوم کیا کہ یہ کیوں ابلیس نے جواب دیا بخیل مومن کے بخل سے میرے کفایت کر دیتا ہے اور فاسق سخی سے میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت پر مطلع ہو کر اس کے فسق سے درگذر نہ فرمادیں یہ کہہ کر ابلیس بھاگ گیا اور یوں کہتا ہوا بھاگا اگر آپ نبی نہ ہوتے تو میں ہرگز نہ بتلاتا۔

۳۲ واں باب

شیطان کا عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرنا۔

ابوبکر محمد سفیان بن عینیہ کی روایت سے بیان فرماتے ہیں کہ ابلیس نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ابلیس نے آپ سے کہا کہ آپ بڑے پروردگار ہیں کیونکہ آپ نے گہوارہ میں گفتگو کی آپ سے پہلے کسی نے بھی گہوارہ میں گفتگو نہیں کی تھی آپ نے فرمایا کہ پروردگار تو

وہ ذاتِ باکمال ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور پھر موت دیکر دوبارہ زندہ کرے گا ابلیس نے پھر دوبارہ یہی کہا کہ آپ بڑے پروردگار ہیں کیونکہ آپ مردوں کو بھی زندہ کر دیتے ہیں آپ نے پھر جواب دیا کہ رب وہ ہے جو مجھے بھی موت دے گا اور میرے زندہ کئے ہوئے کو بھی مار دیتا ہے ابلیس نے پھر کہا کہ آپ زمین و آسمان کے خدا ہیں یہ سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ابلیس کو اس قدر مارا کہ وہ مشرق کی حدود میں جاکر رکا پھر آپ نے مارا تو کے پاس جاکر رکا پھر آپ نے مارا تو ساتوں سمندر پار کر گیا اور یوں کہا کہ عیسٰی کی وجہ سے مجھے جو ذلت ہوئی ہے وہ آج تک کسی کی وجہ سے نہیں ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ ابلیس نے عیسٰی علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس پہاڑ کی چوٹی سے اپنے آپ کو گرائیے۔ عیسٰی علیہ السلام نے کہا تیرا ناس ہو کہ کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ابن آدم اپنی ہلاکت سے میرا امتحان مت کرنا۔ اس لئے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں ایک روایت میں آیا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر نماز پڑھ رہے تھے ابلیس نے کہا اے عیسٰی تو کہتا ہے کہ ہر چیز قضاءٔ و قدر کے تحت ہوتی ہے ذرا اپنے آپ کو نیچے گرا کر دیکھ عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا اے لعین بندہ کو یہ حق کہاں کہ وہ اپنے رب کا امتحان کرے۔

سعید ابن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ عیسٰی ابنِ مریم نے ابلیس کو دیکھا اور فرمایا یہ دنیا کا سردار ہے یہی دنیا کے بارے میں مسئول ہوگا میں دنیا پر اعتماد نہیں کرتا اور جب تک زندہ رہوں گا ہنس نہیں سکتا عیسٰی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شیطان دنیا کا ساتھی ہے مال کا دلدادہ ہے خواہشات کو مزین کرتا ہے شہوات پر جمتا ہے۔

۳۴واں باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شیطان کا آنا

مسلم شریف میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اچانک ہم نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اعوذ باللہ منک والعنک بلعنۃ اللہ" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا اور آپ نے اپنے دست مبارک پھیلائے گویا آپ کوئی چیز لے رہے ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے ہم نے کہا یا رسول اللہ آج ہم نے آپ کو ایسا جملہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اب سے پہلے کبھی آپ اس طرح نماز میں نہیں فرماتے تھے اور آپ نے دستِ مبارک بھی پھیلائے آپ نے فرمایا کہ ابلیس عدو اللہ انگارا لیے ہوئے آیا اور میرے منہ میں دینے لگا میں نے تین بار اعوذ باللہ پڑھی اور پھر العنک بلعنۃ اللہ التامۃ پڑھی وہ پھر بھی پیچھے نہیں ہٹا پھر میں نے اس کو پکڑ لینا چاہا پس خدا کی قسم اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا نہ ہوتی کہ اے اللہ مجھ جیسی حکومت میرے بعد کسی کو نہ ملنی چاہیئے تو میں اس کو باندھ لیتا اور مدینہ کے بچے اس سے کھیل کرتے۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے اور نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اس مضمون کی روایتیں مروی ہیں ایک روایت میں ہے کہ ابلیس میرے پاس آیا میں نے اس کو پکڑ کر گلا گھونٹ دیا اس کی زبان نکل پڑی خود میں نے اپنے ہاتھ پر اس کی زبان

اس سے مراد آیت کریمہ "وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی"

کی رطوبت محسوس کی۔ ایک اور روایت میں بھی اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں نماز پڑھ رہے تھے ابلیس آیا اور آپ کا گلا گھونٹنا چاہا جبریل علیہ السلام نے اپنا ایک پر پھڑ پھڑایا ابلیس نہ جم سکا اور اردن میں جاکر سانس لیا

امام مالک نے موطا میں ایک حدیث شریف ذکر کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معراج کی رات میں ایک عفریت جن کو دیکھا وہ ایک آگ کا شعلہ لیے ہوئے مجھے ڈھونڈتا پھرتا تھا میں اس کو برابر دیکھ رہا تھا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمدؐ میں آپ کو ایک دعا سکھلاتا ہوں اس سے یہ شعلہ سرد ہو جائے گا اور یہ عفریت منہ کے بل زمین پر گر پڑے گا آپ نے فرمایا ضرور سکھلائیے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ پڑھو "اعوذ بوجہ اللہ الکریم و بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر من شر ما ینزل من السمآء وما یعرج فیھا ومن شر ما ذراء فی الارض ومن شر ما یخرج منھا ومن فتن اللیل والنھار ومن طوارق اللیل والنھار الا طارق یطرق بخیر یا رحمٰن"

پہلی حدیث شریف میں آپ کا استعاذہ فرمانا اور لعنت کرنا مذکور ہے اور دوسری میں آپ کا گلا گھونٹنا مذکور ہے یہ آپ نے ابلیس کی عداوت بالفعل کو دفع کرنے کے لئے کیا تھا جس میں آپ کامیاب رہے اور ابلیس کو ذلیل و خوار بناکر بھگا یا جیسا کہ حدیث شریف میں گذر چکا آپ نے ابلیس کو مسجد کے ستون سے باندھنا چاہا مگر حضرت سلیمانؑ کی دعا کی وجہ سے اس کو ترک فرمایا یہ آپ کا اختیاری فعل تھا چونکہ آپ عبد رسول کے مرتبہ پر فائز ہیں اور سلیمان علیہ السلام نبی ملک کے مرتبہ پر فائز ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ ہی کا رتبہ افضل ہے دلیل یہ ہے کہ آپ پر یہ دونوں منصب پیش کئے گئے آپ نے عبد رسول کا منصب قبول فرمایا اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے لئے افضل ہی کو اختیار فرمایا ہے۔ آپ کا ابلیس کا گلا گھونٹنا ظاہر ہے کہ نماز ہی میں تھا اس سے علماء نے استدلال

گیا ہے کہ اس قسم کا عمل نماز میں کر سکتے ہیں جیسا کہ گذرنے والے کو روکنا اور سانپ بچھو کو مارنا اور مقابلہ کفار کے وقت یا خوف سے بھاگتے وقت نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

شیطان جن کا نمازی کے آگے سے گذرنا اور اس سے نماز کا ٹوٹ جانا اس میں دو قول ہیں امام احمد بن حنبل کے مذہب کے مطابق اس کا بیان مستقل ایک باب کے تحت گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرما لیا جاوے۔

از مترجم :۔ نماز میں گذرنے والے کو روکنا اور موذی جانوروں کا روکنا اور اس قبیل کے دوسرے مسائل کا حکم کتب فقہ معتبرہ سے دریافت کر لیا جاوے یہ موقع مسائل فقہیہ کے بیان کرنے کا نہیں ہے اس لئے باب ہذا میں جس استدلال کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ شافی نہیں ہے (محمد میرٹھی)

۳۴ واں باب

حضرت عمر ابن الخطاب سے شیطان کا ڈر کر فرار ہونا اور آپ کا اس کو پچھاڑ دینا

صحیحین میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اس وقت قریش کی کچھ عورتیں آپ سے مسائل شرعیہ کے بارے میں گفتگو کر رہی تھیں اور ان کا لب ولہجہ کچھ بلند سا معلوم ہو رہا تھا پس جب انہوں نے حضرت ابن الخطاب کے آنے کی آہٹ محسوس کی تو سب کی سب پردہ میں چھپ گئیں آپ داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے حضرت عمر ابن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنسائے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تعجب ان پر جو میرے پاس تھیں جب تیری آواز سنی تو سب کی سب

چھپ گئیں۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ حالانکہ آپ زیادہ لائق تھے کہ وہ آپ سے ڈرتیں پھر حضرت عمر نے ان عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے اپنی جان کی دشمنو مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ ان عورتوں نے جواب دیا کہ آپ زیادہ سخت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ابن الخطاب سے ارشاد فرمایا کہ سُن اے ابن خطاب قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب شیطان کی آپ سے کسی راستہ میں مڈبھیڑ ہوتی ہے تو شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔

ترمذی اور نسائی میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے جب آپ فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو ایک حبشی باندی نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ سے صحیح سالم واپس کر دیا تو میں آپ کے سامنے دف بجا کر کچھ اشعار پڑھوں گی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو نے نذر مان رکھی ہے تو بجالے ورنہ نہیں اس نے کہا کہ میں نے تو نذر مان رکھی ہے اور یہ کہہ کر دف بجانا شروع کر دیا اس اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو وہ بجاتی رہی پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ داخل ہوئے وہ پھر بھی بجاتی رہی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے وہ اب بھی بجاتی رہی پھر حضرت عمر ابن الخطاب حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر اس باندی نے اپنی دف سرین کے نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ گئی آپ نے فرمایا اے عمر تجھ سے شیطان بہت ڈرتا ہے اور فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ باندی دف بجا رہی تھی اور پھر ابوبکر داخل ہوا اور علی داخل ہوا اور عثمان داخل ہوا یہ پھر بھی بجاتی رہی اور جب تو داخل ہوا تو دف کو ڈال کر اس پر بیٹھ گئی۔

اور ترمذی و نسائی میں ایک روایت اور ہے جس کی راوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اچانک ہم نے ایک شور سنا اور بچوں کا غوغا سا محسوس کیا پس ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی باندی ناچ رہی ہے اور بچے اس کے چاروں طرف کھڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ آجا اور تو بھی دیکھ لے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں بھی آگئی اور آپ کے مونڈھے پر اپنا منھ رکھ کر اس کو دیکھنے لگی پس آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا تو دیکھ کر سیر نہیں ہوئی میں نے کہا کہ نہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں اس لئے کہا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ کے نزدیک میرا کتنا مقام ہے۔ (مراد اس سے زیادت محبت ہے) یعنی آپ کو میرے سے کتنی محبت ہے کہ اگر محبت کم ہوگی تو مجھ کو آپ ابھی واپس کر دیں گے اور اگر زیادہ محبت ہوگی تو واپس نہیں کریں گے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اچانک کہیں سے حضرت عمر ابن الخطاب نکل آئے آپ کو دیکھ کر سب لوگ بھاگ گئے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ شیاطین جن و انس حضرت عمر ابن خطاب کو دیکھ کر بھاگ گئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں بھی واپس آگئی۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی کہیں جا رہا تھا راستہ میں اس کو شیطان ملا دونوں میں جھگڑا ہوا پس صحابی رسول ﷺ نے شیطان کو دبا لیا شیطان نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں تجھ کو ایک عجیب بات سناؤں گا اس نے چھوڑ دیا اور کہا کہ سنا کیا بات ہے ابلیس نے کہا کہ نہیں سناؤں گا اس صحابی نے پھر اس کو دبا لیا ابلیس نے کہا کہ چھوڑ دے اب کی بار ضرور سنا دوں گا انہوں نے اس کو چھوڑ کر کہا کہ سنا ابلیس نے کہا نہیں سناؤں گا اس صحابی نے اس کو تیسری مرتبہ پھر دبا لیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ابلیس کا انگوٹھا دانتوں میں چبانا شروع کر دیا ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے ان صحابی نے کہا کہ جب تک وہ بات نہیں سنا دے گا نہیں چھوڑوں گا ابلیس نے کہا کہ وہ بات یہ ہے کہ سورۃ بقرہ جب شیاطین کے درمیان اس کی کوئی آیت پڑھی جائے

تو وہ بھاگ جاتے ہیں۔ اور جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کر دی جاتی ہے اس گھر میں شیاطین داخل نہیں ہوتے۔ حضرت عبداللہ سے دیگر صحابہ نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن وہ کون سا صحابی ہے آپ نے جواب دیا کہ وہ عمر ابن خطاب ہی ہو سکتے ہیں۔ ابونعیم نے بھی اس طرح سے اس کو روایت کیا ہے۔

۱۳۵واں باب

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر کے بیٹے حضرت عبداللہ سے شیطان کا ملنا

حضرت صفوان ابن سلیم فرماتے ہیں کہ مدینہ والے بیان کرتے تھے کہ حضرت عبداللہ ابن حنظلہ کسی مسجد سے نکل رہے تھے پس ابلیس نے کہا کہ اے ابن حنظلہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے آپ نے کہا کہ ہاں ابلیس نے کہا کہ کون ہوں میں آپ نے کہا کہ تو شیطان ہے ابلیس نے کہا کہ آپ کو اس کا کیسے علم ہوا آپ نے کہا کہ میں مسجد سے اللہ کا ذکر کرتا ہوا نکلا تھا جب میں نے تجھ کو دیکھنا شروع کیا تو تجھ کو دیکھنے کی وجہ سے ذکر اللہ ذہول ہو گیا پس میں نے جان لیا کہ تو شیطان ہے ابلیس نے کہا ابن حنظلہ تو نے سچ کہا میں تجھ کو ایک بات بتا رہا ہوں اس کو یاد کر لینا حضرت عبداللہ نے کہا مجھ کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے ابلیس نے کہا سن کر دیکھ لو اگر اچھی بات ہو تو قبول کر لینا ورنہ رد کر دینا وہ بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے سوال مت کرو اور غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھو۔

مصنف فرماتے ہیں کہ غسیل ملائکہ وہ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر ہیں ابو عامر کا نام عمرو ہے اور ایک روایت میں ابو عامر کا نام عبد عمرو بن صیفی آیا ہے حضرت حنظلہ نے جنگ احد میں شہادت پائی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا میں نے ملائکہ علیہم السلام کو

دیکھا کہ چاندی کے برتن میں پانی لے کر ان کو غسل دے رہے تھے ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت حنظلہ کی بیوی سے معلوم کیا گیا اس نے بتایا کہ وہ حالتِ جنابت میں تھے کہ اچانک جنگ میں جانے کا اعلان ہو گیا اور وہ اسی حال میں چلے گئے۔ حضرت حنظلہ کی بیوی جمیلہ بنت ابی ابن سلول ہیں عبداللہ ابن ابی کی بہن یہ حضرت حنظلہ کے نکاح میں اسی رات آئی تھی اور ایک ہی رات گذاری تھی جمیلہ بنت ابی ابن سلول نے اسی رات یہ خواب دیکھا تھا کہ حضرت حنظلہ کے لئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور وہ آسمان میں چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ حضرت جمیلہ فرماتی ہیں کہ میں اس خواب کی وجہ سے سمجھ گئی تھی کہ میرے شوہر مر جائیں گے پس میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا دخول کے اوپر ان کو گواہ کر لیا اس اندیشہ سے کہ بعد میں قبض مہر کے سلسلہ میں نزاع نہ ہو۔ امام سید علامہ واقدی نے اس کو ذکر فرمایا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حنظلہ مقتولین میں پڑے ملے اس حال میں کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا حالانکہ ان کے پاس پانی نہیں تھا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ ان کو ملائکہ علیہم السلام نے غسل دیا تھا اور اس سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص حالتِ جنابت میں شہید ہو اس کو غسل دیا جائے

۱۳۶ واں باب

شیطان کا قارون کو گمراہ کرنا

احمد ابن ابی الحواری فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قارون نے چالیس سال تک ایک پہاڑ میں رہ کر اللہ کی عبادت کی تھی اور وہ عبادت میں تمام بنی اسرائیل پر فوقیت لے گیا تھا ابلیس نے اس عرصہ میں بہت سے شیاطین اس کے پاس بھیجے تاکہ اس کو گمراہ کریں مگر وہ اس کو گمراہ نہ کر سکے اخیر میں ابلیس خود ہی اس کے پاس گیا اور عابد بن کر قارون کے ساتھ مل کر عبادت کرنے لگا قارون دن میں روزے نہیں رکھتا تھا ابلیس نے دن میں

روزے بھی رکھنے شروع کر دیئے اور قارون سے زیادہ عبادت کرنے لگا اور عبادت کرنے اعتبار سے قارون پر غالب آگیا قارون نے کہا کہ تو عبادت زیادہ کرتا ہے میں کم کرتا ہوں حالانکہ تو بعد میں آیا ہے ابلیس نے کہا میں زیادہ عبادت کرنی بند کر دوں گا مگر شرط یہ ہے کہ تو بنی اسرائیل کے جنازوں میں شرکت کرنی بند کر اور ان کے کسی کام میں حصہ مت لے قارون میں اور ابلیس میں یہ معاہدہ طے ہو گیا پھر ابلیس نے رفتہ رفتہ قارون کو پہاڑ سے اتار کر ایک کلیسا میں داخل کر دیا جب لوگوں نے ان دونوں کو دیکھا کہ رات دن عبادت میں لگے رہتے ہیں ان کو راہب سمجھ کر ان کے پاس کھانا لانا شروع کر دیا ابلیس نے کہا ہم دونوں بنی اسرائیل پر بار بن گئے ہیں یہ مناسب نہیں ہے ہم کو اپنے کھانے پینے کا خود انتظام کرنا چاہیئے قارون نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہو گی ابلیس نے مشورہ دیا کہ ہفتہ میں ایک دن کما لیا کریں گے اور باقی دنوں میں عبادت کیا کریں گے قارون نے کہا ٹھیک ہے ایسا ہی کیا کریں گے پس کچھ عرصہ تک ایسا ہی کرتے رہے پھر ابلیس نے کہا کہ اتنی کمائی سے صرف ہمارا ہی گذارا ہوتا ہے ہم کو صدقہ وخیرات کا موقعہ نہیں ملتا حالانکہ صدقہ کا بڑا ثواب ہے قارون نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہو گی ابلیس نے کہا کہ ایسا کیا جائے ایک دن کما لیا کریں گے اور ایک دن عبادت کر لیا کریں گے چنانچہ دونوں نے یہی کرنا شروع کر دیا پھر کچھ دنوں بعد ابلیس اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور اس پر تمام دنیا کے خزانے کھول دیئے گئے یہاں تک کہ وہ بالکل ہی گمراہ ہو گیا۔ نعوذ باللہ من الشیطٰن وشرہٖ۔

۱۳۷واں باب

شیطان کا دار الندوہ میں مشورہ کے لئے آنا اور ابو جہل کی رائے کو عمدہ بتلانا اور باقی آراء کی تردید کرنا

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب قریش نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ

لوگ ہو گئے ہیں اور مہاجرین ان کی طرف آنے شروع ہو گئے ہیں اور وہ ایسی جگہ رہنے لگے ہیں جہاں کے لوگ ان سے مانوس ہیں تو ان کو اندیشہ ہوا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں چلے جائیں گے اور سب مل کر ہم سے جنگ کریں گے تو سب کے سب دار الندوہ میں جمع ہوئے یہ قصی بن کلاب کا دار تھا قریش جب کسی اہم بات کے لئے مشورہ کرتے تو اس میں جمع ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب نے مل کر مشورہ کیا۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اولاً سب نے مل کر ایک دن مشورے کے لئے طے کر لیا جب وہ دن آیا قریش اس دن کو یوم رحمت کہا کرتے تھے اور صبح سویرے سب اس مکان میں جانے لگے تو راستہ میں ایک بوڑھے کی شکل میں ابلیس بڑا موٹے کپڑے پہنے ہوئے بہت ہی پر ہیبت شکل میں اور جا کر دروازہ پر کھڑا ہو گیا جب لوگوں نے وہاں کھڑے ہوئے دیکھا تو معلوم کیا کون ہو کہاں سے آئے ہو ابلیس نے کہا کہ میں نجد سے آیا ہوں تمہارے مشورہ کی مجھ کو خبر لگی تھی تمہاری باتیں سننے کے لئے آیا ہوں لوگوں نے سن کر کہا ٹھیک ہے اندر آجاؤ اپنی رائے پیش کرنے کے لئے آیا ہوں لوگوں نے سن کر کہا ٹھیک ہے اندر آجاؤ پس ابلیس اندر چلا گیا وہاں پر قریش کے سب بڑے بڑے لوگ جمع تھے ہر خاندان کے چیدہ چیدہ افراد آئے ہوئے تھے۔ بنی عبد شمس میں سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو سفیان بن حرب بنی نوفل میں سے طعیمہ بن عدی، جبیر ابن مطعم، حارث ابن عمرو، بنی عبد الدار میں سے نضر ابن حارث۔ بنی اسد میں سے ابو البختری ابن ہشام زمعہ ابن اسعر حکیم ابن حزام۔ بنی مخذوم میں سے ابو جہل ابن ہشام۔ بنی مسلم میں سے ملبہ اور منبعہ یہ صجاج کے دو بیٹے ہیں بنی جمع میں سے امیہ ابن خلف اور دیگر قریش کے بہت لوگ جمع تھے ان میں سے ایک نے کہا تم دیکھ رہے ہو اس محمد کا حال ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں یہ اپنے متبعین کے ساتھ مل کر ہم پر حملہ نہ کر دے لہذا ہم کو مشورہ کر کے اس کا کچھ انتظام کرنا چاہیئے پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کو زنجیر میں باندھ کر اندر بند کر دو تاکہ یہ وہیں تڑپ کر مر جائے

جیساکہ زھیر اور نابغہ وغیرہ کو یہ پہلے سزادی جاچکی ہے کہ وہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر گئے تھے یہ سن کر اس نجدی بوڑھے نے کہاکہ خدا کی قسم یہ تمہاری لائے کوئی رائے نہیں ہے چونکہ اگر تم نے اس کو بند کر دیا تو اس کی خبر اس کے ساتھیوں تک ضرور پہونچ جائے گی پس ممکن ہے کہ تم پر حملہ آور ہوکر اس کو نکال کر لے جائیں اور پھر ایک بڑی جماعت بنا کر تم پر حملہ کر کے غالب آجائیں پس تمہارا یہ مشورہ بہتر نہیں ہے کوئی اور ہی رائے ہونی چاہیئے پس ان میں سے پھر کسی نے کہاکہ ہم سب مل کر اس کو جلاوطن کر دیں جب وہ ہم سے دور ہو جائے گا تو ہم کو کوئی فکر نہ رہے گی کہ وہ کہاں گیا کیا ہوا اور پھر ہم اپنا اور اپنے معبودوں کا معاملہ درست کر لیں گے۔ نجدی بوڑھے نے کہا یہ رائے بھی کوئی وقیع نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کی گفتگو کس قدر شیریں ہے اور وہ اپنے کلام سے لوگوں کے قلوب کو اپنا لیتا ہے اگر تم نے ایسا کر دیا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی قبیلہ کے پاس جاکر اپنی شیریں گفتگو کے ذریعہ ان کو اپنا بنا لے گا اور پھر وہ اس سے بیعت کر لیں گے اور پھر وہ ان کو لے کر تم پر حملہ کرے گا اور تم کو برباد کر دے گا اور تمہاری حکومت چھین لے گا اور پھر جو چاہے گا کرے گا لہذا کوئی اور دوسری رائے پیش کرو۔ پھر ابوجہل ابن ہشام بولا کہ میری ایک رائے ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم اس کو سن کر کوئی تردد نہیں کرو گے بلکہ سب اس کو قبول کریں گے لوگوں نے کہا اے ابوالحکم وہ کیا رائے ہے اس نے کہاکہ میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ کے کچھ نوجوان لڑکے منتخب کرو اور ہر ایک کو ایک ایک تلوار دو۔ پھر وہ سب مل کر اس پر حملہ کریں اور اس کو قتل کر ڈالیں تاکہ اس کا قصہ ہی تمام ہو جائے اور ہم اس کی طرف سے بالکل بے فکر ہو جائیں کیونکہ جب ایسا ہو جائے گا تو اس کا خون سب قبائل پر بٹ جائے گا جس کی وجہ سے بنو عبد مناف سب سے جنگ نہ کر سکیں گے اور عاجز آکر دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے پس ہم سب مل کر اس کی دیت دے دیں گے یہ سن کر نجدی بوڑھا بولا کہ یہ بات بہت عمدہ رہی میری بھی بعینہٖ یہی رائے ہے اس کے بعد سب لوگوں نے اس رائے پر اتفاق کر لیا اور مجمع منتشر ہو گیا۔ پس جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئے اور کہا کہ آج رات اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب تہائی رات گذر گئی تو کفار جمع ہو کر آپ کے دروازہ پر آئے اس انتظار میں کہ آپ سو جائیں اور وہ حملہ کر دیں پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہاں دیکھا تو آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرمایا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا اور میری یہ سبز رنگ کی چادر اوڑھ لے تجھ کو وہ ہرگز کوئی تکلیف نہیں دے سکیں گے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی چادر کو سوتے وقت استعمال فرمایا کرتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب کفار آپ کے دروازہ پر جمع تھے ان میں ابوجہل بھی تھا۔ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد یوں کہتا ہے کہ اگر تم میری بات مان لو تو تم عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور جب پھر تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تم کو ایسی جنت ملے گی جیسے اردن کے باغات اور اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا پھر جب تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تم آگ میں جلائے جاؤ گے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کو آئے آپ اپنے دست مبارک میں مٹی لئے ہوئے تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ ہاں میں یہی کہتا ہوں تو بھی ان میں سے ایک جہنمی ہے اتنے ہی میں وہ اندھے ہو گئے اور آپ کو دیکھ نہ سکے آپ ان میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال رہے تھے اور یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے "یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین ..... الی قولہ فھم لا یبصرون" آپ نے ایک ایک کے سر پر مٹی ڈالی اور جہاں جانا تھا آپ بآرام وہاں چلے گئے کچھ دیر بعد ایک شخص آیا جو ان کے ساتھ شریک نہیں تھا اس نے کہا یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ محمد کا اس نے کہا تمہارا ناس ہو محمد تو چلا بھی گیا اور تمہارے سروں پر مٹی بھی ڈال گیا تم کو اپنی بھی خبر نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ واقعۃً مٹی ڈال رکھی ہے پھر وہ آپ کی جستجو میں اندر گئے پس حضرت علی کو دیکھا کہ آپ چادر میں سوئے ہوئے ہیں پس کہنے لگے یہ محمد سو یا ہوا ہے اور صبح تک وہیں رہے جب صبح ہوئی تو حضرت علی بستر سے اٹھے پس

کہنے لگے کہ رات اس نے ہم سے سچ کہا تھا قرآن کریم میں اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں "واذ یمکر بک الذین الخ ام یقولون شاعر الخ وغیرہ۔

فصل:۔ قرن شیطان کے نجد سے طلوع ہونے کے بیان میں واضح کر دیا گیا تھا کہ ابلیس نجدی بوڑھے کی شکل میں کیوں آیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش نے کہا تھا کہ تمہارے مشورہ میں کوئی تہامہ والوں میں سے نہیں ہونا چاہیئے چونکہ وہ محمدؐ کے حامی ہیں۔ مذکورہ بالا روایت میں ابن اسحاق نے مشورہ دینے والوں میں سے صرف ابو جہل کا نام بتلایا باقی کا نام ذکر نہیں کیا۔ ابن سلام فرماتے ہیں کہ جس نے قید کرنے کا مشورہ دیا تھا وہ ابوالبختری ابن ہشام تھا اور جس نے جلاوطن کرنے کا فیصلہ دیا تھا وہ ابوالاسود ربیعہ بن عمیر تھا جو بنی عامر بن لوی خاندان سے تھا کفار کا آپ کے دروازہ پر پوری رات کھڑے رہنا اور آپ کے نکلنے کا انتظار کرنا اور مکان کے اندر نہ جانا حالانکہ دیواریں چھوٹی تھیں ان کو پھاند کر جانا ممکن تھا مگر کفار نے ایسا نہیں کیا اس کی وجہ اہل سیر نے یہ بیان کی ہے کہ انہوں نے یہ ارادہ کیا تھا مگر جب اندر سے ایک عورت کی آواز سنی تو وہ رک گئے اور کہنے لگے کہ یہ بات بہت بری ہے لوگ کہا کریں گے کہ وہ لوگ دیوار پھاند کر اپنے چچا کی بیٹی کے مکان میں گئے تھے اور اپنے ہی اہل حریم کی ہتک کی تھی اس وجہ سے وہ اندر نہ جا سکے دروازہ پر ہی کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح تک آپ کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے اور نکلتے وقت ان کی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں اور آپ سلامت نکل آئے تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کوئی ڈر وغیرہ لاحق ہو اور وہ سورۃ یٰسٓ کی یہ آیتیں پڑھ لے جو آپ نے پڑھی تھیں تو اس کا ڈر وغیرہ جاتا رہے گا۔

حارث ابن اسامہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ یٰسٓ کی فضیلت کے بارے میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر اس کو کوئی خائف انسان پڑھ لے تو اس کا خوف جاتا رہے اور اگر کوئی بھوکا پڑھ لے تو وہ سیر ہو جائے اور اگر کوئی ننگا پڑھ لے تو اس کو کپڑا

مل جائے اور اگر کوئی پیاسا پڑھ لے تو اس کو پانی مل جائے اور اگر کوئی بیمار پڑھ لے تو اس کو شفا نصیب ہو جائے اور بھی بہت سی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۸واں باب

بیعتِ عقبہ کے وقت شیطان کا چیخنا

ابنِ اسحاق فرماتے ہیں کہ جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لئے جمع ہوئے تو عباس ابن عبادہ بن نضلہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے قبیلہ خزرج کے لوگو کیا تم جانتے ہو کہ تم اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عباس نے فرمایا کہ تم اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ ہم اسود و احمر کے لوگوں سے جنگ کریں گے اسود و احمر سے عرب و عجم مراد ہیں پس اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ جب تمہارے اموال تباہ ہو جائیں گے اور تمہارے سردار مار دیئے جائیں گے تو تم یوں کہو گے کہ اسلام لانے کی وجہ سے اب یہ کیا ہو رہا ہے تو خدا کی قسم اگر تم نے ایسے کہا تو تمہاری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی اور اگر تم نے ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے باوجود بھی محمدؐ سے وفا کرتے رہے تو بخدا تم کو دونوں جہاں کی بھلائی نصیب ہو گی انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آخرت میں ہمیں کیا ملے گا آپ نے فرمایا جنت یہ سن کر انہوں نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے پس آپ نے اپنا دستِ مبارک پھیلا دیا سب نے آپ سے بیعت کر لی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کے لئے کس نے ہاتھ رکھا۔ ابن اسحاق نے اس بارے میں نقل فرمایا کہ بنو نجار کہا کرتے تھے کہ سب سے پہلے ابو امامہ اسعد ابن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ رکھا تھا اور بنو عبد کہا کرتے تھے کہ ھیثم بن نے سب سے پہلے ہاتھ رکھا تھا۔ ابنِ اسحاق فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے بیعت کے لئے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے والے براء ابن معرور رضی اللہ عنہ تھے۔ مصنف فرماتے

ہیں کہ میں نے اپنی کتاب محاسن الوسائل الی معرفۃ الاوائل میں اس کو ذکر کر دیا ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکے تو شیطان گھاٹی کے پیچھے بہت زور سے چیخ کر بولا کہ اے خیمہ والو تم برے آدمی کے ساتھ ہو گئے ہو یہ تو اپنے دین سے پھرا ہوا ہے اور تمہارا دشمن ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کمینہ اس گھاٹی کا شیطان ہے اس کا باپ بھی کمینہ ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اے کمینہ سن لے عنقریب تجھ سے بھی نمٹ لوں گا اور اچھی طرح تیری بھی خبر لوں گا پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اپنے اپنے خیموں میں چلے جاؤ یہ سن کر حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اللہ کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر آپ کا ارشاد ہو تو ہم کل صبح اہل منیٰ پر تلواروں سے حملہ کر دیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ہم کو اس کا حکم نہیں ملا اب تو تم اپنی جگہ چلے جاؤ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ ہم سب اپنے اپنے خیموں میں لوٹ گئے اور پوری رات سوتے رہے پھر جب صبح ہوئی تو آپ کے پاس کچھ سرداران قریش آئے اور وہاں سے ہو کر پھر وہ ہمارے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ اے قبیلہ خزرج والو ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ محمد کے پاس گئے تھے اور تم لوگ اس کو یہاں سے لے جانا چاہتے ہو اور ہم سے جنگ کرنے پر تم نے محمد سے بیعت کی ہے خدا کی قسم اگر ایسی ہی بات ہے تو ہم تم سے اتنی سخت جنگ کریں گے کہ آج تک ہم نے کسی عرب قبیلہ سے نہ کی ہوگی۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہماری قوم کے کچھ مشرک اٹھے اور قسم کھا کر کہنے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمارے علم میں ایسی بات ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ مشرکین نے یہ سچ کہا واقعی ان کے علم میں بیعت وغیرہ کی بات نہیں تھی اور ہمارے بعض ساتھی بعض کو دیکھنے لگے پھر وہ سب لوگ کھڑے ہو گئے اور ان میں حارث ابن ہشام ابن مغیرہ مخزومی بھی تھا اور وہ نئی جوتی پہنے ہوئے تھا حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو کہا کہ تم اور یہ مشرکین مدینہ سب ایک ہی ہو۔ اے ابو جابر کیا ہم تجھ کو قید نہیں کر سکتے حالانکہ

تو سردار ہے اور پھر تو محمد کے ہی قبضہ میں رہے جب حارث نے یہ بات سنی تو غصہ میں آکر اپنی دونوں جوتی نکال کر میری طرف پھینک دیں اور یوں کہا کہ اگر تو طاقت رکھتا ہے تو میری جوتی ہی ذرا محمد کو پہنا کر دیکھ لے میں نے وہ اٹھالی میرا ایک ساتھی کہنے لگا کہ واپس کر دو میں نے کہا کہ ہرگز واپس نہیں کروں گا یہ ایک قسم کی فال نیک ہے اگر یہ سچا ہو گیا تو میں ضرور اس کا سب مال و اسباب لوٹ لوں گا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ پھر وہ کفارِ مکہ عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کے پاس گئے اس نے بھی یہی کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے اور مجھ کو اس کا کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی میری قوم ان بارے میں ہے پس وہاں سے بھی لوٹ آئے اور جب سب لوگ منیٰ سے چلے گئے تو انہوں نے پھر تحقیق کی اور انہیں پتہ چل گیا کہ واقعی مدینہ والوں نے عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے اب وہ سب کفار ان کو پکڑنے کے لئے بھاگے اذاخیر جو ایک جگہ کا نام ہے وہاں حضرت سعد اور حضرت منذر بن عمرو یہ دونوں حضرات چھپے ہوئے تھے حضرت منذر تو بھاگنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت سعد کو انہوں نے گرفتار کر لیا اور ان کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے باندھ کر ان کو کجاوہ کی پچھلی طرف لٹکا دیا اور ان کو مکہ میں لے آئے کبھی ان کو مارتے اور کبھی ان کے بال پکڑ کر کھینچتے کافی دنوں تک اسی حال میں رکھا یہاں تک کہ ابو البختری نے جبیر ابن مطعم اور حارث بن حرب نے بتلا دیا ابو البختری اور یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے جب وہ تجارت کے لئے مکہ جایا کرتے تھے تو وہ ان کی امداد کیا کرتا تھا اور جب وہ مدینہ جایا کرتا تو وہ دونوں اس کا تعاون کرتے پھر یہ دونوں حضرات مکہ آئے اور حضرت سعد کو چھڑا کر لے گئے حضرت حسن سے مروی ہے کہ جب منیٰ میں آپ سے لوگوں نے بیعت کی تھی تو شیطان چیخ اٹھا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ خبیث تمہارا راز فاش کرنا چاہتا ہے تم سب یہاں سے الگ چلے جاؤ اور اپنے اپنے خیموں میں پہنچ جاؤ۔

از مترجم عفی عنہ:۔ یہاں پر مصنف نے ایک فصل قائم کر کے کچھ الفاظ کی لغوی تشریح فرمائی ہے چونکہ ان الفاظ کا ضروری ترجمہ گذر چکا ہے اس لئے اس

فصل کو چھوڑ دیا گیا ہے حضرات اہل علم جو عربی ذوق رکھتے ہوں عربی عبارت میں اصل کتاب میں ملاحظہ فرمالیں (۱۲ منہ)

۱۳۹واں باب

شیطان کا جنگ بدر میں شریک ہونا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان نے ان کے اعمال مزین کر کے دکھلائے اور یوں کہا کہ تم پر کوئی غالب نہیں آئے گا اور میں بھی تمہاری مدد کروں گا پس جب دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو شیطان الٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے بری ہوں مجھے وہ چیزیں نظر آرہی ہیں جو تمہیں نظر نہیں آرہیں میں اللہ سے ڈر رہا ہوں اور اللہ بڑے سخت عذاب والے ہیں۔

ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا کہ ابو سفیان ایک تجارتی قافلہ لے کر ملک شام سے آرہا ہے آپ نے تمام مسلمانوں کو بلایا اور ان سے یوں کہا کہ یہ قریش کا تجارتی قافلہ ہے تم اس کی طرف چلو شاید اللہ تعالیٰ اس میں سے کچھ مال تمہیں دلا دیں پس خواہ نہ خواہ تمام مسلمان نکل پڑے ان کو یہ گمان ہرگز نہیں تھا کہ جنگ کی نوبت بھی آجائے گی ابو سفیان جب حجاز کے قریب لگا تھا تو اس کو جو بھی قافلہ راستہ میں ملتا اس سے دریافت کرتا کہ محمد اور اس کے اصحاب آج کل کیا کر رہے ہیں پس اس سے کسی قافلہ نے بتلا دیا کہ محمد اپنے ساتھیوں کو لے کر آرہا ہے اور تیرے قافلہ کو لوٹ لے گا ذرا ہوشیار رہنا یہ سن کر ابو سفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو کچھ پیسے دے کر جلدی سے مکہ جانے کے لئے تیار کیا کہ قریش کو لے کر آؤ اور ان سے یوں کہنا کہ محمد اور اس کے ساتھی قافلہ کا مال لوٹنے کا ارادہ کر رہے ہیں پس وہ جلدی سے مکہ کی طرف چلا بطن وادی پہنچ کر اپنے اونٹ کو زخمی کر دیا اور کجاوہ کو پلٹ دیا اور اپنی قمیص پھاڑ دی

اور اونٹ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارنا شروع کر دیا کہ اے قریش اپنے مالوں کی حفاظت کرو محمد اور اس کے اصحاب تمہارے اموال لوٹنے کے لئے آ گئے ہیں شاید وہ تم کو نہ مل سکیں۔ مدد کرو! مدد کرو۔

یہ سن کر لوگوں نے بہت جلد تیاری کر لی اور جو لوگ کسی وجہ سے خود نہ جا سکے انہوں نے اپنے بدلہ میں دوسروں کو بھیج دیا غرضیکہ قریش کے تمام لوگ نکل پڑے سرداران قریش میں سے صرف ابولہب بچا کہ جو خود تو نہ جا سکا مگر اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا۔ ابولہب کا عاص بن ہشام پر چار ہزار درہم قرضہ تھا ابولہب نے اس سے کہہ دیا کہ میں ان کو معاف کرتا ہوں کیونکہ تو میری جگہ جنگ میں جا رہا ہے یہ کہہ کر ابولہب خود جنگ میں جانے سے باز رہا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ امیہ ابن خلف نے بھی جنگ میں نہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا امیہ بن خلف بہت موٹا تھا جس وقت وہ مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا تو اس کے پاس عقبہ ابن ابی معیط آیا اس کے ہاتھ میں ایک انگیٹھی تھی جس میں آگ اور خوشبو تھی وہ انگیٹھی امیہ ابن خلف کے سامنے رکھ دی اور بطور طعنہ کہا کہ تو عورتوں میں سے ہے یہ سن کر امیہ بن خلف نے کہا تیرا ناس ہو تو تو بہت برا آدمی ہے

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب کفار قریش مکمل جنگ کی تیاری کر چکے اور روانگی کا ارادہ کیا تو ان کو یاد آیا کہ ہمارے درمیان اور قبیلہ بنو بکر کے درمیان جنگ ہوتی آئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ قبیلہ ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ آور ہو جائے تو فوراً سراقہ بن مالک مدلجی کی شکل میں آیا جو ان کا سردار تھا اور کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ ہمارا قبیلہ تم سے ہرگز تعرض نہ کرے گا یہ سن کر وہ بہت جلد روانہ ہو گئے۔ ابن عقبہ اور ابن عائذ نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ ابلیس کچھ مشرکین کے ساتھ سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا اور یوں کہا کہ بنو کنانہ تمہاری مدد کے لئے پیچھے آ رہے ہیں آج تم ہی کو غلبہ ہو گا اور میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ عمیر بن وہب یا حارث بن ہشام غالباً ان دونوں میں سے کسی

ایک نے ابلیس کو دیکھا جب وہ ملائکہ علیہم السلام کے نزول کے بعد بھاگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے ہو ابلیس ان کو برابر بہکاتا رہا یہاں تک کہ ان کو بدر میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس مضمون کو شاعرِ رسولؐ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ہم اور کفار بدر میں اپنے اپنے وقت پہنچ گئے اگر ان کو صحیح علم ہوتا تو وہ ہرگز بدر میں نہ آتے ابلیس ان کو دھوکہ سے لے آیا اور پھر ان سے الگ ہو گیا ابلیس اپنے ہی دوستوں کو زیادہ دھوکہ دیتا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حارث بن ہشام نے ابلیس کو پکڑا وہ اس کو سراقہ بن مالک گمان کر رہا تھا پس اس نے کہا اے سراقہ کہاں بھاگ رہے ہو ابلیس نے اس کے ایک مکا مارا جس سے وہ پیٹھ کے بل جا پڑا اور پھر کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہوں۔ سہیلی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب کفار نے سراقہ کو مکہ میں دیکھا تو اس سے کہا کہ تو نے صف قتال کو خراب کر دیا تھا اور ہم کو ناکام کرا دیا تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مجھے تمہاری کسی بات کا علم نہیں ہے اور نہ میں تمہارے ساتھ گیا میں اس سے بالکل بیزار ہوں۔ کفار نے اس کی تصدیق نہیں کی یہاں تک کہ جب وہ ایمان لے آئے اور قرآن پڑھا تو ان کو پتہ چلا کہ وہ تو ابلیس تھا جو سراقہ کی صورت میں آیا تھا اور لعین کا قول کہ میں اللہ سے ڈر رہا ہوں کافر تو اسی وقت ڈرے گا جب وہ فرشتوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھ لے گا جب لعین نے فرشتے اترتے ہوئے دیکھے تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ وہی دن نہ ہو جس کے بارے میں قرآن کی آیت ہے "یوم یرون الملئکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین" یعنی جس دن کافر فرشتوں کو اترتے ہوئے دیکھ لیں گے تو اب ان کی خیر نہ ہوگی ابلیس نے جب دیکھا کہ فرشتے کفار سے قتال کر رہے ہیں تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ مجھ پر بھی حملہ نہ کر دیں اس وجہ سے وہ ڈرا۔

قاسم ابنِ ثابت فرماتے ہیں کہ قریش جب بدر کی طرف روانہ ہو چکے اور جس دن مسلمانوں نے ان کو تباہ کیا تو ایک جن نے مکہ میں بہت بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے

مگر وہ کسی کو نظر نہ آیا اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"حنیفیوں نے بدر میں بہت مضبوط جنگ لڑی جس سے قیصر و کسریٰ کے ایوان بھی لرز گئے بنو لوی کے بہت سے افراد کو ہلاک کر دیا ان کی دلہنیں رنج و غم کی وجہ سے اپنے سینے پیٹ رہی ہیں ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن بن گیا اس نے راہِ ہدایت چھوڑی اور پریشان رہا۔"

یہ سن کر کسی نے کہا کہ حنیفیوں کون لوگ ہیں جن نے کہا کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دینِ حنیف کے متبع ہم ہی ہیں اس کے کچھ دیر بعد ہی صحیح خبر آگئی کہ واقعتہً محمدؐ اور اس کے اصحاب کو فتح ہوئی اور کفار مکہ کو شکست ہوئی یہ اشعار اگرچہ پہلے گذر چکے ہیں مگر چونکہ اس باب میں ابلیس کا قریش کے سامنے آنا بدر کے موقع پر بیان کرنا مقصود ہے اس مناسبت سے پھر ان کو دوبارہ ذکر کرنا پڑا اور اس کے ضمن میں غزوہ بدر کا بھی ذکر آگیا اگرچہ یہ مقصود بالذات نہیں ہے چونکہ اس کتاب کا موضوع جن و شیاطین کا ذکر ہے۔

غزوہ بدر

قرآنِ کریم کی آیتِ کریمہ " وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطٰن " یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تمہارے دلوں سے شیطانی وساوس ختم کر دے۔ علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ میدانِ بدر میں کفار نے پانی کے چشموں پر پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا اور اپنے لئے ایک گڑھا بھی کھود لیا تھا مسلمانوں کو وضو کرنے اور نہانے کی ضرورت پیش آئی تو وہ پانی تک نہ جا سکے تو شیطان نے ان کے قلوب میں وساوس ڈالنے شروع کئے کہ تم لوگ اپنے کو حق پر کہتے ہو حالانکہ تمہارے دشمنوں نے تم سے پہلے پانی پر قبضہ

کرلیا اور تم پیاسے ہو بغیر وضو نماز پڑھتے ہو تمہارے دشمن اس انتظار میں ہیں کہ تم کو پیاس ہلاک کر دے اور تمہاری طاقت ختم ہو جائے تو اس وقت وہ تم کو اپنا زیر دست بنا لیں جب مسلمانوں کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ ان پر اپنے دھانے کھول دے پس خوب بارش ہوئی صحابہ کرام نے غسل کیا اور خوب سیر ہو کر پیا اور زمین بھی خوب ٹھوس ہو گئی کیونکہ وہ شور اور ریتلی زمین تھی اور ان کے قدم اچھی طرح اس پر جمنے لگے اور ان کے وساوس بھی جاتے رہے پھر انہوں نے دشمنوں کا خوب اچھی طرح مقابلہ کیا اور ان کا گڑھا بھی چھین لیا جس میں انہوں نے پانی جمع کر رکھا تھا پس کفار پیاسے مرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلی مدد ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی لے کر ان کی طرف پھینکی وہ ان کی آنکھوں میں پڑی جس سے ان کی آنکھیں بند ہو گئیں چنانچہ ارشادِ خداوندی نازل ہوا "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی" یعنی حقیقی طور پر ہم نے ہی مٹی پھینکی تھی۔ واللہ الہادی الی الحق۔

۴۰ واں باب

ابلیس کا جنگ احد کے دن جبل عینین پر چیخنا

محمد ابن سعد فرماتے ہیں کہ جنگِ بدر میں شرکت کرنے والے مشرکین جب مکہ مکرمہ واپس لوٹے تھے تو انہوں نے وہ قافلہ جس کو ابو سفیان لے کر آیا تھا دار الندوہ میں کھڑا ہوا پایا پس سردارانِ قریش ابو سفیان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم سب بخوشی اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اس قافلہ کے سامان کے نفع کو محمد سے مقابلہ کرنے میں صرف کیا جائے ابو سفیان نے کہا کہ میں سب سے پہلے اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور میں اپنا سارا نفع دیتا ہوں اور بنو عبد مناف بھی پس انہوں نے وہ سامان

فروخت کر دیا اور کافی سونا جمع ہو گیا اس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے جن پر پچاس ہزار دینار کا سامان لایا گیا تھا پس سب مالکوں کو ان کے اموال واپس دے دیئے گئے اور نفع مقابلہ کے واسطے رکھ لیا گیا اس مال کے نفع کی مقدار بھی تقریباً پچاس ہزار تھی چونکہ ان کو عموماً ایک دینار کے سامان میں ایک ہی دینار نفع ہوا کرتا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں جیسا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے "ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدو عن سبیل اللہ" یعنی کفار اپنے اموال کو دین کی اشاعت کو روکنے کے واسطے صرف کر رہے ہیں پس قریش کے مختلف قبیلے اور ان کے حلیف بنو کنانہ اور اہل تہامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے جمع ہو گئے۔ سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عباس نے ان کے تمام حالات لکھ کر آپ کو باخبر کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ربیع سے اس کا تذکرہ کیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک ہزار صحابہ کے ساتھ ان کے مقابلہ کے واسطے نکلے یہاں تک کہ جب آپ میدان شوط پر پہنچے جو مدینہ اور احد کے درمیان ہے) تو عبداللہ ابن ابی ایک تہائی لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر الگ ہو گیا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ سات سو آدمیوں کو لے کر جنگ کی تیاری کی اور قریش نے بھی تیاری کی اور ان کے لشکر کی تعداد تین ہزار (۳۰۰۰) تھی اور ان کے پاس دو سو گھوڑے تھے۔ ابن عقبہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس ایک بھی گھوڑا نہیں تھا۔ واقدی کی روایت ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا صرف ایک گھوڑا آپ کے پاس تھا اور ایک ابو بردہ کے پاس اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کون لے گا اس تلوار کو اس شرط پر کہ وہ اس کا پورا حق ادا کر دے پس چند حضرات اس کو لینے کے لئے کھڑے ہوئے مگر آپ نے ان میں سے کسی کو نہیں دی پھر ابو دجانہ ابن سماک ابن حرب کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ اس کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا اس سے مارتے رہو یہاں تک کہ یہ مڑ جاوے اور کام کے

لائق نہ رہے یہ سن کر ابودجانہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں لیتا ہوں اس کے حق کے ساتھ پس
آپ نے وہ تلوار ابودجانہ کو مرحمت فرمادی ابودجانہ ایک بہادر شخص تھے جو لڑائی کے وقت
بہت ہی اکڑ کر متکبرانہ چال چلتے تھے جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اکڑ کر
چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ طریقہ ایسا ہے رفتار کا جس کو اللہ تعالیٰ جنگ کے سوا ناپسند
کرتے ہیں۔ یعنی اس طرح چلنا میدان جنگ میں تو جائز ہے کہ دشمنوں پر رعب پڑے دیگر
مقامات میں یہ چال خدا کو ناپسند ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ مجھے بہت سے لوگوں نے روایت
کیا کہ زبیر ابن العوام فرمایا کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تلوار کو دینے
سے مجھے بھی منع فرمایا تھا تو مجھے ایک قسم کی ناگواری سی ہوئی تھی اور وہ تلوار ابودجانہ کو دے
دی گئی تھی تو میں نے کہا تھا کہ میں بھی دیکھوں گا کہ یہ اس سے کیسے کام کرے گا پس میں
ابودجانہ کی تاک میں ہولیا میں نے دیکھا کہ اس نے ایک سرخ پٹی لے کر اپنے سر پر
کھینچ کر باندھی یہ دیکھ کر انصار نے کہا کہ ابودجانہ نے اپنے سر پر موت کی پٹی باندھی
عرب کا دستور یہی تھا مراد اس سے یہ ہوا کرتا تھا کہ یہ شخص بڑا بہادر ہے جب تک مر نہ
جائے گا برابر مقابلہ کرتا رہے گا۔ پس اس کے بعد ابودجانہ نکلے اور جو بھی کافر مقابلہ کے
واسطے آتا آپ اس کو فوراً قتل کر ڈالتے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مصعب ابن عمیر رسول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے واسطے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مصعب
قتل کر دیئے گئے ان کا قاتل ابن قمئہ لیثی تھا اس نے یہ سمجھا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی
صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو قتل کر دیا پس وہ بھاگ کر قریش کے پاس واپس آیا اور شور مچا دیا
کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تمام کر دیا پس جب مصعب مارے گئے
جو علم بھی لئے ہوئے تھے آپ نے پھر علم حضرت علی کو دے دیا ابن سعد کی روایت میں
ہے کہ حضرت مصعب کے قتل کے بعد علم ایک فرشتے نے لیا جو حضرت مصعب کی
شکل میں آیا تھا کہ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اس وقت موجود تھے جب مصعب

مارے گئے تو کسی نے چیخ کر کہا کہ لوگو سنو محمد مارے گئے راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر سب لوگ منتشر ہونے لگے مگر علم برابر اونچا رہا جس سے کسی کافر کی ہمت ہم سے قریب آجانے کی نہ ہو سکی اسے حضرات برابر مارے جاتے رہے اور علم برابر اونچا ہی رہا تو مشرکین کے حوصلے پست ہو گئے اور مشرکین بھاگنے لگے الٹا پھر کر بھی نہیں دیکھا حالانکہ ان کی عورتیں برابر آہ و بکا کر رہی تھیں اور مسلمان برابر ان پر ہتھیاروں سے حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب مشرکین بھاگ نکلے یہ دیکھ کر بھی عبداللہ بن جبیر جو کہ چالیس آدمیوں کے ساتھ ایک درہ پر متعین تھے وہاں سے نہیں ہٹے مگر سب لوگ وہاں سے بھاگ نکلے اور عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھ آٹھ حضرات وہیں ثابت قدم رہے یہ دیکھ کر خالد بن ولید جو اس وقت تک مسلمان نہیں تھے انہوں نے ان چند حضرات پر دوبارہ حملہ کر دیا اور ان سب کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کی صفیں منتشر ہو گئیں اور ابلیس نے شور مچا دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے یہ سن کر مسلمانوں کے حواس خراب ہو گئے اور اندھا دھند قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں نادانی کی وجہ سے بعض مسلمان بھی مارے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی برابر تیر مارتے رہے یہاں تک کہ سب تیر ختم ہو گئے پھر آپ نے پتھر مارنے شروع کئے اس وقت آپ کے ساتھ صرف چودہ آدمی تھے سات مہاجرین میں سے تھے جن میں حضرت ابوبکر صدیق بھی تھے اور سات انصاری تھے انہیں حضرات نے آپ پر ہونے والے حملوں کو روکا۔ بخاری کی روایت میں بارہ کی تعداد آئی ہے۔ حضرت ابوطلحہ فرماتے ہیں کہ یہ دن بہت ہی آزمائش کا دن تھا بہت سے مسلمان اس میں شہید ہوئے یہاں تک کہ دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ یوم احد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرہ انور زخمی ہوا جس سے خون بہہ کر آپ کے چہرہ پر آگیا آپ خون صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے

اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کیا حالانکہ وہ نبی ان کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی "ولیس لک من الامر شیٔ الخ" یعنی آپ کچھ نہ فرمادیں یہ لوگ ظالم ہیں اپنے ظلم کی سزا پائیں گے۔ ابنِ اسحاق فرماتے ہیں کہ جب یہ آواز سُنی گئی کہ محمدؐ مارے گئے اور بولنے والا نظر نہیں آرہا تھا یہ بولنے والا اس گھاٹی کا شیطان ہے جس کا نام اَزِب ہے۔

نوٹ:۔ لفظ اَزِب کی تحقیق شروع میں گذر چکی ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں جہاں شیطان بول رہا تھا اس جگہ کا نام عینین ہے۔ عینان ایک شہر کا بھی نام ہے اور خلید بن عینن ایک شاعر گذرا ہے اور اس دن کو یوم عینن کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان کو کسی نے کہا تھا کہ آپ یوم عینن کو بھاگ گئے تھے۔ ابنِ ہشام فرماتے ہیں کہ جب آپ کے زخم لگ گیا تو آپ اس کی شدت سے ایک گڑھے میں جا پڑے حضرت علی نے آپ کے دستِ مبارک پکڑے اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو اٹھا کر سیدھا کیا یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو گئے اور مالک بن سنان خدری نے آپ کے چہرہ انور سے بہتے ہوئے خون کو چوس لیا یہاں تک کہ خون نکلنا بند ہو گیا۔ حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح نے ایک کڑی خود کی کھینچی جس سے ابو عبیدہ کا ایک دانت گر گیا پھر جب دوسری کھینچی تو دوسرا گر گیا پس ان کے دو دانت گر گئے ابنِ اسحاق فرماتے ہیں کہ جب یہ شور مچا دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے اور مسلمانوں کی شکست ہو گئی تو حضور کو پہچاننے والے اس وقت سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک تھے کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں خود کے اندر سے چمک رہی ہیں یہ دیکھ کر انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ اے مسلمانو یہ رہے نبی پاک علیہ السلام زندہ ہے خوشخبری حضورؐ نے اشارہ فرمایا کہ چپ رہو جب مسلمانوں نے آپ کو دیکھ لیا تو آپ اور سارے مسلمان پہاڑ کی ایک سمت کی طرف چلے پس جب ایک

طرف جمع ہو گئے تو حضرت علی نکلے ان کے پاس پانی تھا جس میں ہلکی سی بو تھی آپ نے اس کے پینے سے انکار کر دیا حضرت علی نے آپ کے چہرہ انور سے خون صاف کیا اور آپ کے سر مبارک پر پانی انڈیل دیا اس وقت آپ فرما رہے تھے خدا کا بڑا غضب نازل ہو گا اس پر جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ حضرت عمر جو کے غلام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس دن آپ شدت زخم کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی ابو سفیان نے واپس ہوتے وقت کہا کہ آئندہ سال پھر بدر میں مقابلہ ہو گا آپ نے جواباً فرمایا کہ ہاں ہاں ہم تیار ہیں غزوہ احد ہجرت کے تیسرے سال میں ہوا اور غزوہ بدر جس کا آپ نے وعدہ دوبارہ کیا تھا وہ ۴ سنہ چار ہجری میں ہوا ماہ ذی القعدہ میں یہ غزوہ صغرای کہلاتا ہے بدر میں تین غزوے پیش آئے اول ہجرت کے دوسرے سال جو کرز بن جابر کی تلاش میں ہوا تھا جس نے آپ کے اونٹوں کو لوٹ لیا تھا دوسرا ماہِ رمضان میں جو غزوہ کبریٰ معروف و مشہور ہے اور تیسرا صغریٰ جس کا ذکر ابھی ہوا۔

خاتمہ

شیطان کے مکر و فریب سے بچنے کے بیان میں ابن جوزی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کے اندر خواہشات بھی پیدا فرمادیں تاکہ وہ اپنے نفع کی چیزیں حاصل کرے اور غصہ پیدا فرمادیا تاکہ وہ نقصان دینے والی چیزوں کو دفع کرتا رہے اور انسان کو عقل دی جو اس کو آداب سکھائے نفع و نقصان سے آگاہ کرتی رہے اور شیطان کو پیدا کیا تاکہ وہ انسان کو اسراف و تبذیر پر اکساتا رہے پس سمجھدار انسان وہ ہے جس نے اپنے اس دشمن سے اپنا بچاؤ کر لیا۔ یہ ایسا دشمن ہے جو آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اب تک اپنی تمام تر جدو جہد انسان کو گمراہ کرنے میں صرف کر رہا ہے جو قرآنِ کریم نے کئی موقعوں پر اس سے بچنے کی ہدایت کی ہے جیسا

کہ ارشادِ خداوندی ہے "لا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن" شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو ایک جگہ ارشاد ہے "انہ لکم عدو مبین" شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے "انما یامرکم بالسوٓء والفحشآء" شیطان تم کو بے حیائی اور گناہ ہی کا حکم کرتا رہتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے "الشیطان یعدکم الفقر" شیطان تم کو غربت کے اندیشہ میں مبتلا کرتا ہے اور تم کو خیرات نہ کرنے کو کہتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے "ویرید الشیطن ان یضلھم" شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ ایک جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ شیطان تمہارے درمیان بغض و عداوت کا بیج بوتا ہے وہ تم کو گمراہ کرنے والا دشمن ہے شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن جانو یعنی اس سے بچو۔

امام احمد ابنِ حنبل نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وہ باتیں بتادوں جو تم نہیں جانتے اور مجھے میرے رب نے وہ باتیں آج ہی بتلائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس مال کو میرے بندے کماتے ہیں وہ ان کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو دینِ فطری پر پیدا فرمایا اور شیطان ان کے پاس آکر ان کو دین سے گمراہ کردے گا اور جو چیزیں میں نے حلال کی ہیں ان کو حرام بتلائے گا اور میرے ساتھ شرک کرنے کا ان کو حکم دے گا جس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس قسم کے سب لوگوں سے ناراض ہو جائیں گے مگر وہ لوگ جو صحیح دینِ اسلام کو اپنائے ہوئے ہیں۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ابلیس کے ایک لڑکے کا نام قبعتب ہے شیطان اس کو چالیس سال تک آرام کراتا ہے پھر جب کوئی شخص ایمان لانے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس سے کہتا ہے کہ اس کو گمراہ کر میں نے تجھ کو اسی لئے آرام کرایا تھا اس کو جلد از جلد فتنہ میں مبتلا کردے حضرت حسن سے مروی ہے کہ لوگ ایک درخت

کی پوجا کیا کرتے تھے ایک آدمی نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے کہا کہ میں اس کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دوں گا پس وہ اس کو کاٹنے کے لئے آیا جب شیطان نے دیکھا تو ایک انسان کی صورت میں اس شخص سے ملا اور کہا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اس نے جواب دیا کہ اس درخت کو کاٹنے آیا ہوں جس کو لوگ پوجتے ہیں شیطان نے کہا آپ تو نہیں پوجتے پھر آپ کو پوجنے والوں سے کیا غرض جو کرے کیا کرے آپ کو کیا نقصان ہے اس نے کہا مجھے تو کاٹنا ہی ہے شیطان نے کہا کہ تجھ کو روزانہ دو دینار تیرے تکیئے کے پاس مل جایا کریں گے مگر اس کو مت کاٹ اس شخص نے کہا کہ کون ذمہ دار ہے اس کا ابلیس نے جواب دیا کہ میں ذمہ دار ہوں یہ سن کر وہ شخص اپنے ارادہ سے پھر گیا پس جب صبح ہوئی تو اس کو دو دینار تکیے کے نیچے سے ملے اگلے روز کچھ نہ ملا پھر وہ غصہ میں ہو کر اس کو کاٹنے کے لئے چلا ابلیس پھر انسان کی صورت میں اس کو ملا اور کہا کہ تو کیا ارادہ رکھتا ہے اس نے کہا کہ اس درخت کو کاٹوں گا جس کو لوگ پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر ابلیس نے کہا تو جھوٹا ہے اور تو ذرا اس کے قریب جا کر دیکھ میں ہی تیری خبر لوں گا پس وہ شخص اس کو کاٹنے کے لئے چلا ابلیس نے اس کو زمین پر دے مارا اور اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ اس کا دم نکلنے کو ہو گیا ابلیس نے کہا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں شیطان ہوں تو پہلی بار اللہ کے لئے غصہ کی وجہ سے اس کو کاٹنے آیا تھا اس لئے میں تجھ سے الگ رہا اور جب میں نے تجھے دو دینار کا لالچ دے دیا اور وہ تجھ کو نہ مل سکے تو تو اب دیناروں کی وجہ سے آیا ہے اس لئے میں تجھ پر غالب آگیا۔

خاتمہ صالحہ

اللہ کا احسان و شکر ہے کہ اس نے ہمیں اتنے ابواب کے لکھنے کی توفیق دی ہم بھی خدا سے پناہ چاہتے ہیں شیطان کے مکر و فریب سے انہیں کلمات سے جن کو حضور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ کی دعا دیا کرتے تھے۔ صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنینؓ کو اکثر یہ دعا دیا کرتے تھے۔ "اعیذکما بکلمۃ اللہ التامۃ عن کل شیطان وھامۃ ومن کل عن لامۃ" پھر آپ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسماعیل واسحاق کے لئے یہی دعا کیا کرتے تھے۔ اس دعا میں ایک لفظ ھامۃ آیا ہے۔ ابوبکر ابناری اس کی لغوی تحقیق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی جمع ھوام آتی ہے ہر موذی چیز کو عربی میں ھامۃ کہتے ہیں اور ایک لفظ عربی میں لامۃ آیا ہے اس کے معنی آتے ہیں سخت مصیبت کے عین لامۃ کے معنی نظر بد اصل تو اس کی ملمۃ ہے مگر لامۃ ھامۃ کی موافقت سے بولا گیا ہے کہ اس کا تکلم ہلکا ہے بخلاف ملمۃ کے کہ اس کے تکلم میں کلفت ہوتی ہے ہم شیطان کے مکروفریب سے پناہ چاہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو ہمارے تمام اعمال سے الگ رکھیو۔

والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد
والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا وحسبنا
اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

الحمد للہ کہ آکام المرجان کا اردو ترجمہ الموسوم بہ احسان المنان آج بتاریخ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ ہجری بعد نماز مغرب مطابق ۸ نومبر ۱۹۸۷ء بروز منگل کو پورا ہوا اللہ تعالیٰ اس کو علماء وطلباء کے لئے نافع بنائے

آمین یارب العلمین

بندہ محمد میرٹھی

خادم دار الافتاء مدرسہ ہرہ